بسم اللہ الرحمن الرحیم

قائدِ ملّت

حیات و خدمات

مولف

محمد رئیس اختر مصباحی بارہ بنکوی

استاذ: الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

ناشر

قائد ملت اکیڈمی، مدرسہ تاج العلوم صمدیہ، گاندھی نگر، امیٹھی

بفیض روحانی، امام الائمہ، سراج الامہ، کاشف الغمہ

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت (۸۰ھ-۱۵۰ھ) علیہ الرحمۃ والرضوان

✿......نام کتاب : **قائد ملت-حیات و خدمات**

✿...... مؤلف : **محمد رئیس اختر قادری مصباحی**، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور (9198411527)

✿...... نظر ثانی و تصحیح : استاذ گرامی ادیب اسلام حضرت علامہ **نفیس احمد مصباحی**، استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

✿...... کمپوزنگ : حضرت مولانا محمد اسلم مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

✿...... تحریک و اہتمام : شہزادۂ قائد ملت جناب الحاج حسنین رضا تاجی، مہتمم مدرسہ تاج العلوم صمدیہ، گاندھی نگر، رائے بریلی، یوپی و جملہ شہزادگانِ قائد ملت

✿...... سالِ اشاعت : ۲۰۱۹ء/ ۱۴۴۰ھ-

✿...... صفحات : ۱۴۴

✿......ناشر : قائد ملت اکیڈمی، مدرسہ تاج العلوم صمدیہ، گاندھی نگر، امیٹھی

✿ ملنے کے پتے ✿

☆...... : قائد ملت اکیڈمی، مدرسہ تاج العلوم صمدیہ، گاندھی نگر، امیٹھی

موبائل: 9451406594 - 8874524078

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

● پیر پیراں، میر میراں غوث اعظم
حضرت سیدنا **عبد القادر جیلانی** بغدادی رضی اللہ تعالیٰ علیہ
[۴۷۰ھ - ۵۶۱ھ]

● مجدد اسلام، اعلیٰ حضرت
امام احمد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان
[۱۲۷۲ھ - ۱۳۴۰ھ]

● تاج الاولیاء عارف باللہ
حضرت سید **محمد بابا تاج الدین** رحمۃ اللہ علیہ تاج آباد، ناگ پور
[۱۲۷۷ھ - ۱۳۴۴ھ]

● عارف ربانی
حضرت بابا **عبد الصمد** صدیقی تاجی علیہ الرحمۃ والرضوان بھیکی پور
[۱۲۹۹ھ - ۱۳۸۵ھ]

فہرست مشمولات

باب دوم: مدرسہ تاج العلوم صمدیہ (۴۱-۵۲)

باب سوم: اوصاف و کمالات (۵۳-۷۰)

باب چہارم: خدمات (۷۱-۷۸)

باب پنجم: ارباب علم و دانش کی نظر (۷۹-۱۳۰)

باب ششم: منظوم خراج عقیدت (۱۳۱-۱۳۸)

باب ہفتم: اخبار کے تراشے: (۱۳۹-۱۴۴)



عرض حال

قائد ملت حضرت مولانا حسن رضا تاجی نور اللہ مرقدہ نے مسلک اہل سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت، اصلاح امت اور خلق خدا کی رشد و ہدایت کے لیے اپنی پوری زندگی وقف کر دی۔ اور ہر موڑ پر قوم مسلم کی صالح قیادت فرمائی۔ اللہ جل شانہ نے آپ کو گوناگوں اوصاف و کمالات سے سرفراز فرمایا تھا، تواضع و انکسار، توکل و استغنا، زہد و تقوی، ملی درد، دینی غیرت و حمیت، علم دوستی، علما نوازی، خود داری و پامردی آپ کے امتیازی اوصاف تھے۔ آپ نے اسلاف کی علمی وراثتوں کی حفاظت کے لیے جہد مسلسل اور سعی پیہم کی، دینی تعلیم کی نشر و اشاعت اور اسلامی افکار و نظریات کی ترویج و اشاعت کے لیے مدرسہ تاج العلوم صمدیہ قائم فرمایا اور ساری زندگی اس کی ترقی کے لیے کوشاں رہے۔

حضرت کے وصال کے بعد ان کے شہزادے جناب الحاج **حسنین رضا تاجی** مہتمم مدرسہ صمدیہ تاج العلوم اور دیگر شہزادگان نے آپ کے حالات و خدمات مرتب کرنے کی فرمائش کی۔ قائد ملت سے میرے والد گرامی کے بڑے گہرے مراسم اور والہانہ تعلقات تھے، خود ہم پر ان کی بڑی نوازشات تھیں، وہ ہمیں اپنی اولاد کی طرح چاہتے تھے، جب بھی ملاقات ہوتی بڑی محبت سے پیش آتے، حوصلہ افزائی فرماتے اور دعاؤں سے نوازتے۔ حضرت کی بے پناہ نوازشات اور عنایات کے سبب اخلاقی طور پر اس کام کو میں خود اپنے اوپر قرض سمجھتا تھا۔ اس لیے تعلیمی و تدریسی اور دیگر مصروفیات کے باوجود اللہ پر توکل کرتے ہوئے ماہ فروری کے اوائل میں اس کام کا آغاز کر دیا اور بحمد اللہ تعالی اسی ماہ کے اختتام تک یہ کام پایہ تکمیل کو بھی پہنچ گیا۔

کتاب تیار کرنے کے بعد تصحیح اور نظر ثانی کے لیے استاذ گرامی ادیب اسلام حضرت مولانا **نفیس احمد مصباحی** شیخ الادب جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت نے کثرت کار و ہجوم افکار کے باوجود کتاب پر نظر ثانی فرمائی اور مفید اصلاحات سے

نوازا اور ایک وقیع مقدّمہ بھی تحریر فرمایا۔

حضرت مولانا اسلم مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ نے بھی کام کی بھیڑ کے باوجود پوری محنت ولگن اور خلوص کے ساتھ کمپوزنگ کی اور کتاب کو وقت پر لانے میں ہمارا ممکن تعاون کیا۔

مواد کی فراہمی میں حضرت قائد ملت کے چھوٹے صاحب زادے عزیزم **محمد عثمان رضا شفیق** نے بڑی محنت اور لگن کے ساتھ قدم قدم پر ہمارا ساتھ دیا۔

موصوف کے علاوہ مواد کی فراہمی میں حسب ذیل حضرات کا تحریری یا زبانی تعاون رہا:

(۱) حضرت قاری محمد اقبال رضوی،

سابق استاذ مدرسہ تاج العلوم صمدیہ گاندھی نگر امیٹھی

(۲) حضرت حافظ محمد امین صاحب،

استاذ مدرسہ تاج العلوم صمدیہ گاندھی نگر امیٹھی

(۳) مولوی محمد مستقیم صاحب،

استاذ مدرسہ تاج العلوم صمدیہ گاندھی نگر امیٹھی

(۴) مولوی محمد بشیر احمد صاحب،

استاذ مدرسہ تاج العلوم صمدیہ گاندھی نگر امیٹھی

(۵) حضرت مولانا محمد انور تاجی مصباحی،

استاذ دار العلوم حنفیہ امام احمد رضا، لکھنؤ

میں ان تمام حضرات کا ممنون و مشکور ہوں۔ رب کریم انھیں دارین میں ان کی خدمات کا صلہ عنایت فرمائے، ان کے علم وعمل اور اخلاص میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے، ان سے دین وسنیت کی بیش از بیش خدمات لے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم وعلی آلہ صحبہ اجمعین۔

محمد رئیس اختر مصباحی بارہ بنکوی ۲۲ر جمادی الآخرہ ۱۴۴۰

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور ۲۸ر فروری ۲۰۱۹ء بروز پنج شنبہ

کلماتِ تشکر

شہزادۂ قائد ملت جناب الحاج حسنین رضا تاجی
مہتمم مدرسہ تاج العلوم صمدیہ، گاندھی نگر جائس

اخوت، ہمدردی صبر ورضا، تواضع وانکساری، ہمت واستقلال، جراءت وبیباکی جیسے الفاظ جب کتابوں میں پڑھتا ہوں تونہاں خانہ دل میں والد گرامی علیہ الرحمۃ کا چہرہ پوری آب وتاب اور پورے وقار کے ساتھ ابھر کر سامنے آجاتا ہے۔ اخلاق ومروت جیسے موضوعات اور صبر وشکر کی تعلیمات کا جب مطالعہ کرتا ہوں توسب سے پہلے سطح ذہن پر ان کی ہی تصویر ابھرتی ہے۔ حضرت والد محترم علیہ الرحمہ کی شکل میں اللہ کی ایک بے بہا نعمت کا شکر بجالانا چاہتا ہوں تو فکر وخیال کو عجیب سی بے بسی اور درماندگی کا احساس دامن گیر ہوجاتا ہے۔ ایک خاندان کے فرد ہونے کے ناطے میں نے والد گرامی علیہ الرحمۃ کے شب وروز کا بڑی گہرائی اور بڑے قریب سے مشاہدہ کیا ہے۔ میں نے انھیں سخت ترین لمحات میں بھی صبر ورضا کی راہ پر ثابت قدم پایا ہے۔ جن حالات میں اچھے اچھوں کے زبان وقدم پھسلنے لگتے ہیں ان میں بھی میں نے والد محترم کو عزم واستقلال کا کوہِ ہمالہ پایا۔ شاید میرے یہ الفاظ ان کے حق میں مبالغہ آرائی تصور کیے جائیں۔ کیوں کہ ہر بیٹے کے لیے اس کا باپ عظیم ہوتا ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ والد گرامی کی شکل میں اللہ نے جس نعمت عظمی سے ہمیں نوازا تھا اسے معمولی سمجھنا میرے نزدیک اللہ کی سب سے بڑی ناشکری اور ناقدری ہوگی۔

وہ اگرچہ آج ہماری نظروں سے روپوش ہوچکے ہیں لیکن ان کا کتابی چہرہ رہ حیات کی

پُرخار وادیوں میں مشعل راہ بن کر ہماری رہنمائی کر رہا ہے یہ سوچ کر کہ وہ اب ہمیں کبھی نہیں مل سکیں گے آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں۔ ابھی تو زندگی کے سخت ترین لمحات اور مشکل حالات میں ہمیں ان کی سرپرستی اور رہنمائی کی ضرورت تھی۔ انھیں ہم سے جدا ہوئے تقریبا ایک سال ہونے کو ہے۔ مگر لگتا ہے کہ کل ہی کی بات ہو، درد ابھی بھی تازہ ہے، زخم ابھی بھی ہرے ہیں۔ بظاہر ان کا سایہ ہمارے سروں سے اٹھ چکا ہے مگر ہر مشکل گھڑی میں ان کی حیات کا ایک ایک لمحہ روشنی بکھیر رہا ہے جس کے اجالے ہمارے قدموں کے ثبات کے لیے کافی ہیں۔ خداے قدیر اپنے حبیب کریم کے صدقہ حضرت والد گرامی کے درجات بلند فرمائے۔ اور ہم پسماندگان کو صبر جمیل کے ساتھ آپ کے نقوش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

میں بے حد ممنون اور شکر گزار ہوں فضیلۃ الشیخ ادیب شہیر **حضرت علامہ الحاج نفیس احمد مصباحی** شیخ الادب جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور آپ کے بلند اقبال صاحبزادے حضرت علامہ **مفتی رئیس اختر مصباحی** استاذ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور کا جنھوں نے اپنی بے حد مصروفیات کے باوجود والد گرامی کی حیات وخدمات کو صفحۂ قرطاس پر محفوظ فرما کر ایک عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔ ناچیز ان دونوں حضرات کے احسانات کا کوئی بدل دینے سے قاصر ہے۔ مولی تعالی اپنے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے صدقے انھیں اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ اور دونوں جہاں میں اس کی بہترین جزا عطا فرمائے، آمین

حسنین رضا تاجی رضوی

مہتمم مدرسہ تاج العلوم صمدیہ، گاندھی نگر، امیٹھی

تقدیم

از: ادیب اسلام حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی
شیخ الادب جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، حامدا و مصلیّا و مسلّما

کچھ شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں جو اپنے آباء واجداد اور خاندان کی نسبت سے پہچانی جاتی ہیں اور کچھ شخصیت ہیں ایسی ہوتی ہیں جن کی وجہ سے خاندان پہچانا جاتا ہے ان کے کارناموں کے واسطے سے ان کے آباؤ اجداد کا نام روشن ہوتا ہے، ان کی مخلصانہ اور بے لوث خدمات خود ان کے اور ان کے آباء واجداد کے لیے صدقہ جاریہ ہوتی ہیں۔ ایسی شخصیتیں ''پدرم سلطان بود'' پر یقین نہیں رکھتیں اور نہ یہ کہتی نظر آتی ہیں:

اولٰئك اٰبائی فجئنی بمثلهم اذاجمعتنا یا جر یر المجامع

بلکہ مقابلہ آرائی کرنے والوں کے جواب میں زبانِ حال سے یہ کہتی نظر آتی ہیں:

أنا صخرة الوادی إذا ما زوحمت و إذا نطقت فإنني الجوزاء

قائد ملت حضرت مولانا حسن رضا رضوی علیہ الرحمہ قسم دوم سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے روشن اوصاف وکمالات اور زریں خدمات کا ایک مضبوط اور مستحکم سلسلہ ہے جس کی ہر کڑی درخشاں اور تابندہ ہے۔ ان کے سنہرے کارنامے مذہبی، سیاسی، سماجی، تعلیمی، تبلیغی، دعوتی، اصلاحی مختلف میدانوں میں پھیلے ہوئے دکھائی دیتے ہیں:

اللہ نے انھیں دل درد مند عطا فرمایا تھا جو ہمہ وقت قوم کی فلاح و بہبود کے لیے ڈھڑکتا رہتا تھا، نگاہ اتنی بلند اور دور بیں تھی کہ منزل مقصود تک پہنچانے والے راستے کے تمام نشیب و فراز سے آگاہ تھی، لیکن اس راہ کی کسی ٹھوکر سے الکھ کر نفس امارہ کی تائید اور انا کی تسکین کو حرام سمجھتی تھی، گفتگو میں ایسی حلاوت، چاشنی اور دلنوازی تھی کہ جو ایک بار ملتا بار بار ملنے کی خواہش

کرتا۔ اس طرح ایک قائد و پیشوا کے تمام ضروری اوصاف آپ کی ذات میں یک جا تھے:

نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پر سوز یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے

انہوں نے تعلیم کے فروغ کے لیے مدرسہ تاج العلوم صمدیہ قائم فرمایا، جس سے علاقے کے بے شمار فرزندان قوم زیور علم سے آراستہ ہوئے، جہالت کی تاریکی چھٹی اور علم کا اجالا پھیلا۔

انہوں نے سماج میں پھیلی ہوئی غیر اسلامی اور جاہلانہ رسوم کے خلاف ایک طاقت ور محاذ قائم فرمایا اور معاشرے سے ان کا خاتمہ کرنے کے لیے موثر انداز میں حکیمانہ تحریک چلائی جس کے نتیجے میں انسانی سماج بڑی حد تک ان بدعات و خرافات سے پاک ہو گیا۔

انھوں نے سیاست حاضرہ سے بھی اپنا رشتہ جوڑے رکھا مگر اس کو اپنے ذاتی مفاد کے حصول کا ذریعہ نہیں بنایا، بلکہ ہمیشہ قوم و ملت کے فروغ و استحکام اور تعمیر و ترقی کے لیے استعمال کیا۔

ایسی جامع کمالات شخصیت کے احوال و آثار کو قلمبند کر کے منظر عام پر لانا ایک عظیم دینی و علمی خدمت ہے، کیونکہ یہ فرزندان قوم کے ہاتھوں میں مشعل راہ دینے کے مترادف ہے تاکہ وہ ان کی خدمات اور تعلیمات و ارشادات سے روشنی حاصل کرتے رہیں اور یہ زندہ دلی کی علامت بھی ہے؛ کیوں کی زندہ قومیں ہمیشہ اپنے اسلاف کی تاریخ محفوظ رکھتی ہیں تاکہ اس کو دہراتے رہنے سے لوح دل پر ان کی یادوں کے نقوش تازہ رہیں، مضمحل نہ ہونے پائیں۔

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

اللہ تعالی کا بے انتہا شکر و احسان ہے کہ اس نے قائد ملت کے احوال و آثار یکجا کر کے قوم کے سامنے پیش کرنے کی سعادت عزیز مکرم مفتی محمد رئیس اختر مصباحی زیدہ مجدہ استاذ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور کو عطا فرمائیں۔ موصوف دور طلب علمی میں طلبہ کے درمیان ممتاز اور نمایاں رہے، درجۂ ثانیہ سے آخر تک ہمیشہ پورے جامعہ اشرفیہ میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کرتے رہے، اور استاذ ہونے کے بعد بھی جامعہ کے نوجوان اساتذہ میں تدریس و تعلیم اور تحقیق و تفہیم میں ممتاز حیثیت کے حامل ہیں۔ تعلیم و تدریس کے ساتھ ساتھ لوح و قلم سے بھی ان کا رشتہ مضبوط ہے، اس سے پہلے ان کے قلم سے درج ذیل کتابیں منصۂ شہود پر آچکی ہیں:

(۱) ”تنو یر الابصار فی الأدعیة الواردة في الأحادیث والآثار“ (اردو زبان میں دعا، آداب دعا اور شرائط قبولیت کے ساتھ احادیث وآثار میں وارد ہونے والی دعاؤں کا مستند مجموعہ)

(۲) آداب زندگی، (شیخ خراسان امام ابو عبد الرحمن سُلمی علیہ الرحمہ کی مایہ ناز کتاب ”آداب الصحبه وحسن العشرة“ کا اردو ترجمہ مع تخریج)

(۳) خوفِ خاتمہ، (معروف حنفی محدث ومحقق حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی اہم عربی تصنیف ”المقدمة السالمة في خوف الخاتمة“ کا سلیس اردو ترجمہ مع تخریج وتحقیق وتحشیہ)

(۴) گستاخان صحابہ کا انجام، (امام ضیاء الدین مقدسی صاحب الاحادیث المختارۃ کی مایہ ناز عربی تصنیف ”النھی عن سب الأصحاب وما فیه من الإثم والعقاب“ کا سلیس اور رواں اردو ترجمہ)

(۵) قاموس الكلمات الصعبة، (درس نظامی میں داخل نصاب عربی ترجمہ تعبیر وانشا سکھانے والی مشہور کتاب ”مصباح الإنشاء“ (اول، دوم، سوم) کے مشکل عربی، اردو الفاظ کی فرہنگ)

(۶) نظرة على المدارس العربية الإسلامية في شبه القارة الهندية (عربی زبان میں برصغیر کے عربی اسلامی مدارس کا تاریخی تعارف)

(۷) قائد ملت حیات وخدمات (جو آپ کے ہاتھوں میں ہے)

(۸) مختلف موضوعات پر دو درجن سے زائد مقالات ومضامین۔

رب کریم سے دعا ہے کہ مؤلف کی عمر، صحت، دین داری اور اقبال مندی میں روز افزوں اضافہ فرمائے۔ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور انھیں بیش از بیش دینی وعلمی کارنامے انجام دینے کی توفیق بخشے۔ اور حضرت قائد ملت علیہ الرحمہ کے شہزادگان، اہل خاندان، احباب ومتعلقین کو دارین کی سعادتوں سے شاد کام فرمائے اور ان کے قائم کردہ ادارے ”مدرسہ تاج العلوم صمدیہ“ قاسم پور، گاندھی نگر، جائس کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور غیب سے اس کی ترقی کی راہیں کھول دے۔ وما ذلک علیہ بعزیز وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ أجمعین۔

نفیس احمد مصباحی
خادم تدریس جامعہ اشرفیہ
مبارک پور، اعظم گڑھ

۲۳؍ جمادی الآخرہ ۱۴۴۰ھ
یکم مارچ، ۲۰۱۹ء
بروز جمعہ مبارکہ

باب اول



نقشِ حیات

ولادت:

قائد ملت حضرت مولانا حسن رضا تاجی علیہ الرحمہ کی ولادت ۲۵/ دسمبر ۱۹۴۶ مطابق ۱۰/ محرم الحرام ۱۳۶۶ھ میں ضلع امیٹھی کے ایک چھوٹے سے غیر معروف گاؤں روشن پور کے ایک دین دار، علما نواز گھرانے میں ہوئی۔ روشن پور قصبہ جائس سے متّصل مشرقی سمت میں سلطان پور رائے بریلی صوبائی شاہ راہ سے قریب، جانبِ مغرب واقع ہے جو صدیوں سے مردم خیز اور علم و حکمت کا گہوارہ رہا ہے۔ قصبہ جائس سیدنا سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کی گزر گاہ، آپ کی فوج کے سپہ سالار، فاتحِ جائس حضرت میر سیّد عماد الدین قلیچی کی آرام گاہ، اور تارکِ سلطنت مخدوم اشرف سید اشرف جہاں گیر سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی چلّہ گاہ ہے۔ مشہور صوفی شاعر ملک محمد جائسی بھی اسی قصبے سے تعلق رکھتے تھے۔

نام و نسب:

آپ کا نسب نامہ کچھ اس طرح ہے:

حسن رضا بن محمد اسحاق پردھان بن صوبیدار حاجی اعلی بخش بن رمضان۔

خاندانی حالات:

آپ کے والد محمد اسحاق پردھان کا شمار علاقے کے با اثر، معزز، دین دار اور علم دوست لوگوں میں ہوتا تھا، صوم و صلوۃ کے پابند، کم گو، غریب پرور، خوش اخلاق، ملنسار، راست باز، بزرگوں کے عقیدت منداور ادب شناس تھے، تقریباً ۱۵ سال گاؤں کے پردھان رہے۔ عارفِ ربانی بابا عبد الصمد علیہ الرحمہ بھیکی پور شریف ضلع رائے بریلی سے بیعت و ارادت رکھتے تھے۔

آپ کی والدہ بھی ایک نیک سیرت، پاک دامن، باپردہ، عفّت مآب اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ قائد ملت کی تربیت میں والدہ کا بڑا گہرا اثر اور بنیادی کردار رہا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں آج جو کچھ بھی ہوں سب میری والدہ کی دعاؤں اور نیکیوں کا اثر ہے۔

آپ بھی عارف ربانی بابا عبد الصمد تاجی علیہ الرحمہ سے مرید تھیں اور ان کی بڑی ادب شناس اور عقیدت مند تھیں، ہر ماہ اپنے پیر و مرشد کی تاریخ وصال پر ایصال ثواب کا اہتمام کرتی تھیں۔

آپ کے دادا حاجی اعلی بخش، ایک نیک، دین دار، شریف الطبع، منکسر المزاج، بزرگوں کے عقیدت کیش، علما نواز اور تقوی شعار انسان تھے، اٹھارہ انیس سال کی عمر میں فوج میں بھرتی ہوئے اور اسی دوران ناظرۂ قرآن اور کچھ عربی، فارسی اور انگلش کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے کئی جنگوں میں شرکت کی۔ پہلی جنگ عظیم (۱۹۱۸ء۔۱۹۱۴ء) میں انگلینڈ کی طرف سے لڑے، اور دوسری جنگ عظیم (۱۹۳۹ء۔۱۹۴۵ء) میں فوجیوں کی تقرری پر مامور تھے، بعد میں فوج میں صوبیدار کے عہدے پر فائز ہو گئے۔ آپ ہاکی کے ایک بہترین کھلاڑی بھی تھے۔ بہت سے مواقع پر گولڈ میڈل اور تمغے حاصل کیے۔ انھوں نے ایک حج اور متعدّد عمرے کیے۔

آپ بھی قطب العارفین بابا عبد الصمد علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید تھے اور ان سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے، جب قطب العارفین اس علاقے میں مریدین و معتقدین کی اصلاح و تربیت کے لیے تشریف لاتے تو آپ ہی کے مکان میں قیام فرماتے۔

قائد ملت کے والد کے یہاں جو بھی اولاد ہوتی تھی فوت ہو جاتی تھی، آپ کے دادا صوبیدار حاجی اعلی بخش اس بات سے بہت غمگین اور پریشان رہتے تھے، انھیں یہ فکر دامن گیر رہتی تھی کہ ان کے بیٹے کے بعد ان کی نسل ختم ہو جائے گی اور ان کا کوئی نام لیوا بھی نہیں رہے گا۔

ایک مرتبہ جب بابا عبد الصمد تشریف لائے تو آپ نے روتے ہوئے ان کو سارا ماجرا

سنایا۔ بابا نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ”روتے کیوں ہو، جاؤ، اب کی بار جو آئے گا وہ خوش قسمت ہوگا اور زندہ بھی رہے گا۔“ چنانچہ اس ولی کامل کی دعاؤں سے ۱۰ر محرم ۱۳۶۰ھ مطابق دسمبر ۱۹۴۴ء کو قائد ملت کی ولادت ہوئی، پورے خاندان میں مسرت و خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ بابا عبدالصمد علیہ الرحمہ کو اطلاع دی گئی، سنت کے مطابق ولادت کے ساتویں دین آپ کا عقیقہ ہوا۔ اس تقریب یں بابا صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ آپ نے قائد ملت کے دادا حاجی اعلی بخش صوبیدار سے پوچھا: حاجی صاحب آپ نے پوتے کا کیا نام رکھا؟ حاجی صاحب نے کہا کہ سوچ رہا ہوں کہ آپ کے پرانے نام (علی رضا) پر رکھ دوں، فرمایا: نہیں، اسے تاج الاولیاء علیہ الرحمہ نے بدل دیا ہے، ” حسن رضا “کیسا رہے گا؟ یہ نام سب نے پسند کیا۔ بالآخر بابا صاحب نے آپ کا نام ”حسن رضا“ رکھ دیا۔

تعلیم و تربیت:

جب آپ کی عمر چار سال کچھ ماہ کی ہوئی تو ولی کامل بابا عبدالصمد کے حکم پر رسم بسم اللہ خوانی ادا کی گئی، پھر گھر ہی پر ناظرۂ قرآن کریم، ابتدائی دینیات اور اردو کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد عصری تعلیم کے لیے ۱۹۵۳ء میں قصبہ جائس کے پرائمری اسکول میں داخلہ لیا اور درجہ پنجم تک کی تعلیم حاصل کی۔ پھر درجہ ہشتم تک کی تعلیم اسی قصبہ کے مڈل اسکول میں پائی۔ اس کے بعد ملک محمد جائسی انٹر کالج قصبہ جائس سے میٹرک کے امتحان میں کامیاب ہوئے۔

آپ کی تربیت بہت ہی پاکیزہ مذہبی ماحول میں ہوئی تھی، اسی کا اثر تھا کہ بچپن ہی سے آپ کو بزرگان دین اور علماے اسلام سے سچی عقیدت تھی۔ اسکول کی تعلیم کے دوران بھی آپ میلاد وغیرہ کی مجالس میں حاضر ہوتے۔ ایک مرتبہ قصبہ جائس کی ایک محفل میلاد میں شریک تھے جس میں ایک عالم دین ”دینی تعلیم کی اہمیت و ضرورت“ کے موضوع پر خطاب فرما رہے تھے۔ دوران خطاب انھوں نے فرمایا کہ ہر گاؤں اور قصبے میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا

جاسکتا ہے اور اس علاقے سے چٹکی وصول کرکے اسے بہ آسانی چلایا جاسکتا ہے۔آپ اس بات سے بے حد متاثر ہوئے اور دل میں پختہ ارادہ کرلیا کہ میں بھی اپنے علاقے میں ایک مدرسہ قائم کرکے دین متین کی خدمت کا فریضہ انجام دوں گا۔آپ گھر تشریف لائے اور والدین کے سامنے اپنی بات رکھی، والدین کیوں کر منع کرتے، بخوشی اجازت دے دی۔۸؍ اکتوبر ۱۹۶۰ء میں آپ نے اپنے گھر کے دروازے پر صحن میں ایک مکتب قائم فرمایا جس کا سنگ بنیاد حکیم سید محمد عزیز اشرف عرف منے میاں نے رکھا۔ اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال تھی۔ابتدا میں بحیثیت مدرس حافظ مزمل جائسی کا تقرر عمل میں آیا اور علاقے کے بچوں کو ابتدائی دینیات اور اردو کی تعلیم دی جانے لگی۔اس مکتب کے اخراجات کے لیے آپ نے اپنی بستی میں ''چٹکی'' کے نام پر ہفتہ واری چندہ مقرر کیا، اس کے ذریعے بڑی مشکل سے استاذ کے مشاہرے اور مدرسے کے دیگر اخراجات کا انتظام ہوتا تھا۔ابتدا میں لوگوں نے آپ کا مذاق اڑایا، طرح طرح کے طوفان آئے، مخالفتوں کی آندھیاں چلیں، لیکن آپ کے عزم واستقلال میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ان نامساعد حالات میں بھی آپ ہمت نہ ہارے اور امید کی شمع لے کر مسلسل اپنی منزل کی طرف گامزن رہے۔

تری شمع حق نما میں ہے وہ زورِ رہ نمائی
کہ ہزار آندھیوں میں نہ بجھی نہ جھلملائی

دینی تعلیم:

جب آپ ہائی اسکول کے امتحان کی تیاری کررہے تھے تبھی ایک روز خواب دیکھا کہ میں ایک کتاب پڑھ رہا ہوں، میری دائیں طرف تاج العارفین بابا تاج الدین علیہ الرحمہ اور بائیں جانب عارفِ ربّانی عبد الصمد تاجی علیہ الرحمہ تشریف فرما ہیں اور سامنے تپائی پر ایک بڑی سے کتاب رکھی ہوئی ہے جس کو پڑھنے کے لیے باب عبد الصمد علیہ الرحمہ اشارہ کررہے ہیں۔

اس کے بعد آپ کی آنکھ کھل گئی، اس خواب سے آپ کی عجیب کیفیت تھی، دل بے چین تھا، آنکھوں سے نیند غائب تھی، ذہن و دماغ میں صرف وہی خواب تھا، صبح ہوئی تو آپ نے سائیکل اٹھائی اور خواب کی تعبیر کے لیے مرشد گرامی بابا عبدالصمد علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضری کی غرض سے بھیکی پر روانہ ہو گئے۔ جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت تبلیغ دین کے لیے کہیں باہر تشریف لے گئے ہیں۔ حضرت کے شہزادے حضرت مولانا جلال الدین علیہ الرحمۃ والرضوان سے ملاقات ہوئی، انھوں نے پوچھا:" حسن! خیریت تو ہے ؟صبح ہی آ گئے۔" آپ نے پورا خواب بیان فرمادیا، خواب سن کر حضرت نے فرمایا:حسن ! بڑا مبارک خواب ہے، دونوں بزرگ تمھیں دینی تعلیم حاصل کرنے کا حکم دے رہے ہیں اور جو بڑی کتاب تمھارے سامنے رکھی تھی وہ بخاری شریف تھی، اس کا مطلب یہ ہے کہ تم عالمِ دین بنو گے، خدائے تعالی تم سے اپنے دین کا کام لے گا۔

خواب کی تعبیر سن کر فرط مسرت سے آپ کا چہرہ چمک اٹھا، فورا گھر واپس آئے، والدین سے سارا ماجرا بتایا، انھوں نے بخوشی علم دین حاصل کرنے کی اجازت دے دی۔ ہائی اسکول کا امتحان دینے کے بعد آپ نے باضابطہ دینی تعلیم کا آغاز کیا۔ اور عارفِ کامل شاہ عبدالصمد علیہ الرحمہ کے شہزادے حضرت مولانا شاہ جلال الدین علیہ الرحمہ سے عربی، فارسی اور فقہ کی ابتدائی کتابوں کا درس لیا۔

اسی درمیان عرسِ تاج الاولیاء میں حضرت علامہ قاضی شمس الدین جعفری علیہ الرحمۃ والرضوان (صاحب قانون شریعت) تشریف لائے۔ اپنے استاذ حضرت علامہ شاہ جلال الدین علیہ الرحمہ کے ساتھ آپ بھی ملاقات کے لیے حاضر ہوئے۔ شمس العلماء نے حضرت سے آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا کہ یہ کون ہیں ؟ حضرت نے بتایا: یہ بابا عبدالصمد کے عقیدت مند اور میرے شاگرد ہیں، قاضی صاحب نے آپ کو "قانون شریعت" عنایت کی، دعاؤں سے نوازا اور فرمایا کہ "محنت اور دل جمعی کے ساتھ پڑھیے۔"

۱۹۶۷ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ کے استاذ حضرت مولانا جلال الدین علیہ الرحمہ نے مدرسہ اسلامیہ اندر کوٹ، گوجری بازار، میرٹھ بھیجا اور داخلے کے لیے اپنے استاذ، صدر العلماء امام النحو حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ کے نام ایک سفارش نامہ لکھا۔آپ کا داخلہ ہو گیا۔ چند ہی روز میں محنت، لگن، دل چسپی اور ادب کی وجہ سے استاذ کے چہیتے بن گئے۔ صدر العلما آپ سے اپنی اولاد کی طرح محبت فرماتے تھے اور اکثر سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے، جس کا فائدہ آپ کو یہ ملا کہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خان بریلوی، محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی، مجاہد ملت علّامہ شاہ حبیب الرحمن عباسی، امینِ شریعت مفتی اعظم کانپور علامہ رفاقت حسین، حافظ ملت علّامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی اور شمس العلماء علامہ قاضی شمس الدین جعفری علیہم الرحمۃ والرضوان جیسے اکابر علما و مشائخ سے ملاقات اور اکتساب فیض کا موقع ملا۔

تکمیل تعلیم اور دستارِ فضیلت:

آپ ۸/ سال تک حضرت صدر العلماء کی بارگاہ میں رہ کر علمی تشنگی بجھاتے رہے پھر ۱۹۷۴ء میں جامعہ نعیمیہ مرادآباد تشریف لے گئے اور ایک سال تک وہاں رہ کر مختلف علوم میں ماہر اساتذہ کے خوان علم سے خوشہ چینی کرتے رہے۔ اس کے بعد اپنے استاذ گرامی حضرت علامہ جلال الدین علیہ الرحمہ کے ایما پر جامعہ عربیہ سلطان پور میں داخلہ لیا اور ۱۹۷۵ء میں یہیں سے سند فراغت حاصل کی اور مشائخ طریقت اور علمائے اہل سنت کے مبارک ہاتھوں سے دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

زمانۂ طالب علمی کا ایک واقعہ:

جب آپ مدرسہ اسلامیہ اندر کوٹ، گوجری بازار میرٹھ میں زیر تعلیم تھے تو سالانہ امتحان لینے کے لیے بحیثیت ممتحن حضرت مولانا عبد الرؤف مرادآبادی تشریف لائے۔ شرح

مأۃ عامل کے امتحان میں ایک مقام پر ترکیب میں آپ نے جار مجرور کو ملا کر ظرف لغو بنایا تو ممتحن صاحب نے فرمایا کہ یہ ظرف لغو نہیں بلکہ ظرف مستقر ہے، لیکن آپ پورے اعتماد کے ساتھ اپنی بات پر جمے رہے، بحث کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ ادھر سے حضرت صدر العلماء کا گزر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا معاملہ ہے؟ کیوں بحث ہو رہی ہے؟ ممتحن صاحب نے فرمایا کہ یہ طالب علم اس ترکیب میں جار مجرور کو ظرف لغو بتا رہا ہے جب کہ وہ ظرف مستقر ہے۔ یہ سن کر حضرت صدر العلماء نے آپ سے فرمایا: ترکیب کرو۔ آپ نے ترکیب کی تو حضرت صدر العلماء نے فرمایا: درست تو ہے۔ پھر قاری یعقوب صاحب سے فرمایا کہ لائبریری سے فلاں فلاں کتابیں لے آؤ۔ جب کتابیں آگئیں تو آپ نے کئی کتابوں سے حوالے پیش کیے جن سے کی تایید ہوتی تھی۔ اس کے بعد حضرت صدر العلماء نے ممتحن صاحب سے پوچھا آپ نے کس کتاب میں پڑھا ہے؟ ممتحن صاحب نے چند کتابوں کے نام شمار کرائے جن میں سے اکثر غیر مستند تھیں۔ پھر حضرت میرٹھی صاحب نے "البشیر الکامل شرح مأۃ عامل" منگا کر ممتحن صاحب کو عنایت کی اور فرمایا: اسے مطالعے میں رکھو۔

اساتذہ مشایخ:

حضرت قائد ملت علیہ الرحمہ نے جن علمائے کرام اور مشایخ عظام سے درس لیا، علمی استفادہ کیا، ان کے دامن فضل وکمال سے خوشہ چینی کی اور اپنے آپ کو زیور علم سے آراستہ کیا۔ ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

(۱) مجذوب وقت حضرت نھوشاہ عرف اُسرہا شاہ، بابو گنج۔

(۲) شہزادۂ ولی کامل حضرت علامہ مولانا جلال الدین علیہ الرحمہ (خلیفہ شیر بیشہ اہل سنت علامہ حشمت علی خان)

مدرسہ اسلامیہ اندر کوٹ، گوجری بازار، میرٹھ میں:

(۳) امام النحو، صدر العلماء علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ

(۴) حضرت مولانا قاری محمد یعقوب علیہ الرحمہ

جامعہ نعیمیہ، مرادآباد میں:

(۵) حضرت علامہ مفتی محمد ایوب نعیمی۔

(۶) حضرت علامہ مفتی حبیب اللہ۔

(۷) حضرت علامہ مفتی طریق اللہ

جامعہ عربیہ، سلطان پور میں:

(۸) حضرت علامہ شیخ معین الدین اعظمی علیہ الرحمہ

(۹) حضرت مولانا قاری شبیر احمد مصباحی علیہ الرحمہ

اساتذہ ومشایخ میں صدر العلماء علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ، شیخ المعقولات حضرت مولانا معین الدین اعظمی علیہ الرحمہ اور شیخ طریقت حضرت مولانا جلال الدین صدیقی علیہ الرحمہ کی تعلیم وتربیت کا آپ کی زندگی پر گہرا اثر تھا۔ مذکورہ بزرگوں سے آپ کو غایت درجہ قلبی الفت اور والہانہ عقیدت تھی۔ لہذا اس مقام پر ان کا مختصر تعارف پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے:

(۱) صدر العلماء علامہ غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ:

صدر العلماء کی ولادت ۱۱/ رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۹۰۰ء کو ریاست دادوں ضلع علی گڑھ میں ہوئی۔ (مقدّمہ نزہۃ القاری، ج:۱، ص:۸۷۔)

آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے:

صدر العلماء علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی بن سید غلام فخر الدین بن مولانا سید سخاوت حسین علیہم الرحمہ۔

آپ کے والد ماجد حضرت سید غلام فخر الدین نے شرح جامی تک تعلیم حاصل کی پھر کچھ دنیوی پریشانیوں کے سبب تعلیم چھوڑ دی۔ آپ کے جد امجد حضرت مولانا سید سخاوت حسین رحمۃ اللہ تعالی علیہ جید عالم دین اور عارف باللہ تھے۔ اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی مجلس میں جب آپ کا ذکر ہوتا تو نام مبارک سن کر تعظیما سینے پر ہاتھ رکھ لیا کرتے تھے۔ (مقدمہ بشیر القاری شرح بخاری، از صدر العلماء)

جب آپ چار برس کے ہوئے تو اسلامی طریقے پر آپ کی تسمیہ خوانی ہوئی۔ ناظرۂ قرآن گھر پر پڑھنے کے بعد گاؤں کے مکتب میں داخل ہوئے۔ مکتبی نصاب کی تکمیل کے بعد پرائمری اسکول میں داخلہ لے کر وہاں درجہ چہارم پاس کیا، اس کے بعد آپ کے عم مکرم حضرت مولانا قطب الدین برہم چاری نے مدرسہ اہل سنت دیوان بازار مراد آباد (جواب جامعہ نعیمیہ کے نام سے جانا جاتا ہے) میں داخل کرادیا۔ یہاں آپ نے کافیہ تک کی تعلیم حاصل کی، اعلی تعلیم کے حصول کی خاطر دار العلوم معینیہ عثمانیہ، اجمیر شریف لے گئے، اور علوم عقلیہ ونقلیہ کی تعلیم حاصل کی، پھر ۱۳۵۱ھ میں کچھ ناساز گار حالات کی وجہ سے صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (صاحب بہار شریعت) اجمیر شریف سے، مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف تشریف لے آئے۔ آپ بھی ان کے ہمراہ چلے آئے اور یہیں ۱۳۵۲ھ میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے آپ کے سر پر فضیلت کا تاج زریں رکھا۔

آپ نے جن علما و مشایخ سے مختلف اوقات اور مختلف مقامات پر اکتساب فیض کیا اور اپنی علمی تشنگی بجھائی ان میں سے کچھ کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) شہزادۂ اعلی حضرت حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ

(۲) صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ (صاحب تفسیر خزائن العرفان)

(۳) صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (صاحب بہار شریعت)

(۴) حضرت علامہ عبد العزیز فتح پوری علیہ الرحمہ

(۵) حضرت مولانا عبد الحی افغانستانی علیہ الرحمہ

(۶) حضرت مولانا عبد اللہ افغانستانی علیہ الرحمہ

(۷) حضرت مولانا امیر احمد پنجابی علیہ الرحمہ

(۸) حضرت مولانا امتیاز احمد امیٹھی علیہ الرحمہ

(۹) استاذ القراء قاری غلام نبی ٹونکی علیہ الرحمہ

(۱۰) حضرت مفتی محمد اجمل شاہ سنبھلی علیہ الرحمہ

بعد فراغت حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ نے آپ کو مدرسہ ''تاج المدارس'' قصبہ جائس، ضلع رائے بریلی بھیجا۔ ایک سال بعد نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا حبیب الرحمن خاں شیروانی کی دعوت پر ''دار العلوم جامعہ عظمت نشان، کرنال میں بحیثیت صدر المدرسین تشریف لے گئے۔ پھر سوا سال بعد ''مدرسہ احسن المدارس قدیم'' کان پور کے صدر المدرسین ہوئے۔ ۱۳۹۵ھ میں حضرت صدر الافاضل کے حکم پر مدرسہ اسلامیہ عربیہ اندر کوٹ، میرٹھ تشریف لے گئے اور منصب صدارت پر فائز ہوئے، جہاں آپ نے اخیر عمر تک تدریسی خدمات انجام دیں اور اپنے علمی خزانے کے گوہر آب دار طلبہ کے درمیان لٹائے، علوم وفنون کے دریا بہائے، مسند تدریس کو عروج و کمال تک پہنچایا۔ (حیات حافظ ملت، ص: ۱۱۷، ۱۱۸)

آپ کی ذات مرجع عوام و خواص تھی۔ وقت کے ممتاز علمانے آپ کے سامنے زانوے علم وادب تہ کیے۔ اگر جملہ مدارس کے تلامذہ کی فہرست تیار کی جائے تو یہ تعداد ہزاروں تک پہنچ جائے گی، یہاں پر کچھ مشہور تلامذہ کے اسما پیش کیے جاتے ہیں:

(۱) ریحان ملت حضرت علامہ ریحان رضا خاں رحمانی میاں، بریلی شریف

(۲) شمس العلماء علامہ محمد نظام الدین الہ آبادی

(۳) شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی

(۴) قائداہل سنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی

(۵) حضرت علامہ نصر اللہ خاں افغانی

(۶) حضرت علامہ محمد عاشق الرحمان الہ آبادی

(۷) حضرت علامہ مولانا محمد نعیم اللہ خان بستوی

(۸) حضرت علامہ جلال الدین بھیکی پور، راے بریلی، (حال ضلع امیٹھی)

(۹) حضرت علامہ سید شاہ کلیم اشرف جائسی

(۱۰) حضرت علامہ حسن رضا روشن پور، راے بریلی، (حال ضلع امیٹھی)

(۱۱) حضرت علامہ قاضی عبدالرحیم بستوی

صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ کی کوششوں سے علوم وفنون کی خوب ترویج واشاعت ہوئی۔ آپ کی مثالی اور عبقری شخصیت نے اپنی علمی اور تحقیقی خدمات سے علم میں ایک نئی جان ڈال دی۔ تدریسی مصروفیات کے باوجود آپ نے کچھ وقت نکال کر تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی حصہ لیا اور درج ذیل کتابیں یادگار چھوڑیں:

(۱) البشیر شرح نحو میر (۲) البشیر الکامل شرح ”شرح مأۃ عامل“ (۳) البشیر الناجیہ شرح کافیہ (۴) بشیر القاری شرح بخاری (اردو میں بخاری شریف کی ابتدائی چند احادیث کی لاجواب شرح) (۵) نظام شریعت۔ (حیات حافظ ملت، ص:۱۱۷)

حضرت صدر العلماء نے بریلی شریف میں عرس رضوی کے موقع پر ۱۳۴۱ھ میں حضرت شیخ المشایخ سید شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اور ۱۲/ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ کو اجمیر شریف میں حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت واجازت سے نوازا اور ساتھ ہی ساتھ ایک کلاہ اور استعمالی جبہ بھی عطا فرمایا۔ (حیات حافظ ملت، ص:۱۱۸)

ایک طویل عرصے تک علوم وفنون کے دریا بہانے والا یہ متبحر عالم اور نام ور محدث

امام النحو ۲۹ر جمادی الاولی ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء بروز دوشنبہ سہ پہر چار بج کر دس منٹ پر اپنے مالک حقیقی سے جاملا۔ آپ کا مزار مبارک میرٹھ میں ہے۔

صدر العلماء اور قائد ملت:

حضرت صدر العلماء قائد ملت علیہ الرحمہ سے اپنی اولاد کی طرح بے پناہ محبت فرماتے تھے، دیکھنے والا یہی سمجھتا تھا کہ یہ آپ کے فرزند ہیں۔ آپ اکثر وبیشتر سفر وحضر میں حضرت صدر العلماء کے ساتھ رہتے۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ حضرت صدر العلماء کے ساتھ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے ملاقات کی خاطر بریلی شریف حاضر ہوئے۔ مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے قائد ملت کی طرف اشارہ کر کے صدر العلماء سے پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں؟

صدر العلما نے مسکرا کر فرمایا کہ یہ میرے استاذ ہیں۔ یہ سن کر قائد ملت نے عرض کیا: حضور! خادم کا نام حسن رضا ہے، جائس کا رہنے والا ہے، اور حضرت میرے استاذ ہیں۔ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے آپ کو اپنے قریب بلایا۔ سر پر دست شفقت رکھ کر دعاؤں سے نوازا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمھیں کامیابی عطا فرمائے اور تم سے دین متین کی بیش بہا خدمات لے۔

اساتذہ کرام کی بے لوث خدمت، بزرگوں سے عقیدت اور مفتی اعظم ہند جیسے عارفِ ربانی کی دعاؤں ہی کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ عنے آپ سے جائس کے اطراف میں بے مثال دینی وعلمی اور دعوتی واصلاحی خدمات لیں۔ اور قوم نے آپ کو ایک قائد اور پیشوا کی حیثیت سے جانا اور مانا، اور آپ کی ہر آواز پر لبیک کہا۔ سچ کہا ہے کسی مرد حق آگاہ نے:

”ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد“۔

قائد ملت پر صدر العلماء کا اعتماد:

حضرت صدر العلما کو آپ پر بڑا اعتماد تھا۔ اکثر اوقات میں حضرت کے کتب خانہ سمنانی کا کام آپ ہی دیکھتے تھے اور جمعہ کی چھٹیوں میں اس کے کام کے لیے دہلی بھی جاتے

تھے ، حضرت کی کتابوں کی پروف ریڈنگ وغیرہ کی ذمہ داری بھی آپ ہی انجام دیتے تھے۔ اور حضرت کی عدم موجودگی میں آپ کے گھریلو کام کاج بھی آپ ہی کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب حضرت حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے تو گھر اور کتب خانے کی ساری ذمہ داری آپ ہی کو سونپ دی اور یتیم خانے کا مینیجر مقرر فرما دیا۔ اور جب حج سے واپس آئے تو جتنا سامان اپنے فرزندگان کے لیے لائے تھے اتنا آپ کے لیے بھی لائے۔ اس واقعے سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت صدر العلما کو آپ پر کس قدر اعتماد تھا اور آپ کو اپنی نسبی اولاد کی طرح مانتے تھے۔

شیخ المعقولات حضرت علامہ معین الدین اعظمی علیہ الرحمہ:

حضرت علامہ شیخ معین الدین اعظمی کی ولادت: ۱۹۲۰ء میں فتح پور تال نَرجا، گھوسی ضلع مئو میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد سے گھر ہی میں حاصل کی۔

پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے دار العلوم اشرفیہ مبارک پور کا رخ کیا اور وہاں سے دار العلوم سبحانیہ الہ آباد گئے ۔ یہاں مجاہد ملت حضرت علامہ حبیب الرحمن قادری علیہ الرحمہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ اور علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ آپ کے رفیق درس رہے۔ وہاں سے دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف گئے، جہاں محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد لائل پوری علیہ الرحمہ، علامہ عبد المصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ اور دیگر علما و مشائخ سے درس نظامی کی تکمیل کی اور ۱۹۴۶ء میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

فراغت کے بعد دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں شیخ المعقولات کے عہدے پر فائز ہوئے ، وہاں سے دار العلوم غریب نواز الہ آباد خدمت تدریس کے لیے تشریف لے گئے ، پھر مدرسہ منظر حق ٹانڈہ گئے ، اس کے بعد ۱۹۷۶ء جامعہ عربیہ سلطان پور میں شیخ الحدیث وصدر المدرسین کی حیثیت سے تشریف لے گئے۔ ۱۹۸۷ء میں ریٹائر منٹ کے بعد شیخ

الحدیث کے منصب پر رہے، پھر مدرسہ ضیاء العلوم خیر آباد آئے۔ لیکن علالت کی وجہ سے استعفادے کر اپنے وطن مالوف فتح پور تال نرجا میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔

آپ کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے، ان میں سے چند اہم نام یہ ہیں:

(۱) خواجہ علم وفن حضرت علامہ مظفر حسین رضوی پورنوی علیہ الرحمۃ والرضوان

(۲) حضرت مفتی مجیب اشرف ناگ پوری۔

(۳) حضرت مولانا عبد الواحد صاحب

(۴) قائد ملت حضرت علامہ حسن رضا تاجی علیہ الرحمۃ والرضوان

(۵) حضرت مفتی محمد اسلم صاحب۔

آپ جامع کمالات شخصیت کے مالک تھے، علم وفضل میں اعلی مرتبے پر فائز ہونے کے ساتھ شعر گوئی سے بھی شغف رکھتے تھے، تخلص "شمیم" تھا۔ زمانہ طالب علمی ہی سے آپ نے اس میدان میں طبع آزمائی شروع کردی تھی۔ چنانچہ زمانہ طالب علمی میں ہی صدر الشریعہ فقیہ اسلام علامہ مفتی امجد علی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان "قادری منزل" پر منعقد ہونے والے ایک نعتیہ مشاعرے میں یہ نعت کہی:

سر تو وہی سر ہے جو ترے در پے جھکا ہو
دل تو وہی دل ہے جو شہا تجھ پہ فدا ہو
یوسف تو بکے مصر کے بازار میں جاکر
ہاں کون ہے جو تیرے لیے خود نہ بکا ہو
اپنی تو شمیم عمر کٹی فعلِ عبث میں
اب کام وہی کیجئے جن میں کہ بھلا ہو

۲۲؍مارچ ۱۹۹۶ء میں علم فضل کا یہ آفتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔

شیخ طریقت حضرت مولانا جلال الدین صدیقی علیہ الرحمہ

آپ کی ولادت ۱۹۱۴ء کے اواخر میں بھیکی پور، ضلع رائے بریلی (حالیہ ضلع امیٹھی) کے ایک دین دار گھرانے میں ہوئی۔ آپ کا نسب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ نسب نامہ کچھ اس طرح ہے:

حضرت مولانا جلال الدین صدیقی بن ولی کامل بابا عبدالصمد صدیقی بن شیخ عابد علی صدیقی بن چودھری حسین علی صدیقی بن چودھری حیدر علی صدیقی بن ظہر علی بن فیض علی صدیقی۔

آپ کے والد ماجد اپنے وقت کے ولی کامل تھے جن سے ایک عالم نے اکتساب فیض کیا۔

جب حضرت علامہ جلال الدین علیہ الرحمہ کچھ بڑے ہوئے تو والد ماجد آپ کو پیر و مرشد حضور تاج الاولیا علیہ الرحمہ کی خدمت میں ناگ پور لے گئے، حضرت تاج الالیاء نے آپ کو سینے سے چمٹا لیا اور فرمایا: یہ ہمارا شیر ہے، آپ کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا اور دعاؤں سے نوازا۔

آپ کی ابتدائی تعلیم گھر ہی میں ہوئی۔ اس کے بعد والد ماجد نے آپ کا داخلہ ''تاج المدارس'' جائس ضلع راے بریلی میں کرا دیا جہاں ابتدائی دینی تعلیم حاصل کی پھر اعلی تعلیم کے لیے مدرسہ اہل سنت دیوان بازار مراد آباد (حالیہ جامعہ نعیمیہ) تشریف لے گئے اور اخیر میں مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف سے اٹھارہ سال کی عمر میں سند فراغت حاصل کی۔

آپ نے جن اساتذہ سے اکتساب فیض کیا اور ان کے خوان علم سے خوشہ چینی کی، ان میں سے بعض مشاہیر کے نام یہ ہیں:

(۱) صدر العلماء امام النحو حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ

(۲) محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد گرداس پوری ثم لائل پوری علیہ الرحمہ

(۳) امام شریعت حضرت علامہ مفتی رفاقت حسین، مفتی اعظم کانپور علیہ الرحمہ
(۴) حضرت علامہ عبد السلام علیہ الرحمہ
(۵) شمس العلماء حضرت قاضی شمس الدین جعفری علیہ الرحمہ (صاحب قانون شریعت)

فراغت کے بعد آپ دعوت وارشاد، اصلاح امت اور ردِّ بدعات و منکرات کا فریضہ انجام دینے لگے۔ ان مصروفیات کے باوجود آپ نے کئی کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جن میں سے بعض کے اسماء یہ ہیں:

(۱) تذکرۂ تاجیہ صمدیہ
(۲) نور صمدانی
(۳) تاج شریعت

لیکن افسوس! ان میں سے کوئی بھی کتاب شائع نہ ہو سکی اور گردش زمانہ کی نذر ہو گئی۔

آپ کو شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خان لکھنوی علیہ الرحمہ اور اپنے والد ماجد ولی کامل حضرت شاہ عبد الصمد صدیقی علیہ الرحمۃ والرضوان سے خلافت واجازت حاصل تھی۔ آپ کا عہد خانقاہ کے لیے بڑا زریں ثابت ہوا۔ اس زمانے میں خانقاہ میں بڑی تعمیر و ترقی ہوئی۔

عمر کی آخری منزل میں بیمار رہنے لگے، وصال سے ایک روز پہلے ۵/ جون ۱۹۷۳ء کو مریدین اور اہل خانہ کی موجودگی میں چند وصیتیں فرمائیں جو حسب ذیل ہیں:

- مجھے بابا عبد الصمد علیہ الرحمہ یا میرے بیٹے ضیاء الدین کے جوار میں دفن کرنا۔
- میرے سر پر عمامہ نہ باندھنا، کیوں کہ میں گنہ گار ہوں اور یہ بڑے لوگوں کا پہناوا ہے۔
- سادات کا احترام کرنا۔
- شیعیت سے دور رہنا۔
- وہابیت کے قریب نہ جانا۔
- گواہ رہنا کہ میں سنی حنفی ہوں۔
- میری قبر کچی رکھنا۔
- قبر میں شجرۂ تاجی رکھنا۔

- اگر جنازے کے وقت سادات میں سے کوئی موجود ہو تو وہ ہی میری نماز پڑھائے۔
- پھر اپنے پچازاد بھائی جناب نظام الدین صاحب کو بلایا اور پوچھا تمھیں نماز جنازہ کا طریقہ یاد ہے؟ انھوں نے کہا: جی، فرمایا: اگر سادات میں سے کوئی نہ ملے تو نماز جنازہ تم پڑھا دینا۔
- میں اپنے نواسے ظفر الحسن کو اپنا جانشین بناتا ہوں لیکن ابھی وہ نابالغ ہے۔ اس کے بالغ ہونے تک تم بحیثیت سجادہ نشین کام کرنا اور جب وہ اس لائق ہو جائے تو اسے سجادگی سونپ دینا۔

دوسرے دن ۴/ جمادی الاولی ۱۳۹۳ھ مطابق ۶/ جون ۱۹۷۳ء کو آپ نے اس دار فانی کو الوداع کہا اور مالک حقیقی سے جا ملے۔ نماز جنازہ وصیت کے مطابق جناب نظام الدین تاجی نے پڑھائی۔ اور آپ کے صاحب زادے ضیاء الدین کے بغل میں بڑی پھلواری میں دفن کیا گیا۔

حضرت مولانا جلال الدین علیہ الرحمہ حضرت قائد ملت کے پہلے استاذ و مربی ہیں، آپ ہی نے قائد ملت کو عربی، فارسی کی ابتدائی کتابوں کا درس دیا۔ اس کے بعد اعلی تعلیم کے لیے مدرسہ اسلامیہ، اندر کوٹ، گوجری بازار میرٹھ بھیج دیا۔

حضرت قائد ملت کے رفقاے درس:

آپ کے رفقاے درس کی ایک طویل فہرست ہے جن میں اپنے وقت کے معروف علما، خطبا، مشائخ اور خانقاہوں کے سجادہ نشین شامل ہیں جو ہند و بیرون ہند میں مسلک اہل سنت کی ترویج و اشاعت کا کام کر رہے ہیں۔ ان میں کچھ نام یہ ہیں:

(۱) حضرت مولانا رئیس کوثر، مدظلہ بہرائچ۔

(۲) حضرت مولانا شاہد رضا نعیمی، صدر ورلڈ اسلامک مشن لندن۔

(۳) حضرت مولانا مفتی محمد فاروق رضوی، استاذ دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف۔

بیعت و خلافت:

آپ عارفِ ربّانی حضرت بابا عبد الصمد تاجی علیہ الرحمہ (بھیکی پور، ضلع رائے بریلی)

کے مرید تھے۔ نبیرہ اعلیٰ حضرت، شیخ طریقت حضرت مولانا سبحان رضا سبحانی میاں مد ظلہ العالی نے عرس حامدی کے موقع پر آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی خلافت واجازت سے نوازا اور پیر طریقت حضرت مولانا بایزید تاجی مد ظلہ العالی نے سلسلہ چشتیہ صابریہ تاجیہ صمدیہ کی خلافت واجازت سے سرفراز کیا اور فرمایا کہ جس طرح آپ کے پیر و مرشد نے مجھے خلافت اوجازت عطا کی تھی میں بھی آپ کو عطا کرتا ہوں۔

صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ سے اوراد وظائف اور تعویذات کی اجازت حاصل تھی، حضرت صدر العلماء نے شمع شبستان رضا کے تینوں حصے آپ کو مرحمت کرتے ہوئے فرمایا: میں اجازت دیتا ہوں کہ اس کے ذریعہ خلق خدا کی خدمت کرنا اور اسے ذریعہ معاش نہ بنایا۔ آپ پوری زندگی اس نصیحت پر کاربندر ہے اور اس کے ذریعے خدمت خلق کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

پیر و مرشد بابا عبد الصمد تاجی علیہ الرحمہ:

آپ کی ولادت شعبان ۱۲۹۹ھ مطابق ۲/ جولائی ۱۸۸۲ء کو دوشنبہ کے دن، صبح صادق کے وقت بھیکی پور، ضلع رائے بریلی میں ہوئی۔

سلسلہ نسب یہ ہے:

علی رضا معروف بہ بابا عبد الصمد بن عابد علی بن حسین علی بن حیدر علی بن ظہر علی بن فیض علی صدیقی۔

آپ کا سلسلہ نسب خلیفۂ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے ملتا ہے۔
آپ کے جدِّ اعلی حضرت قاضی بدر الدین علیہ الرحمہ اپنے بھائی شیخ شہاب الدین کے ہمراہ جہاد کے لیے حضرت سیدنا سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے اِنہونا اور کٹھورا کے علاقے پر قابض ہو کر یہیں سکونت اختیار کرلی۔
بابا عبد الصمد ایک دین دار علمی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، ابتدائی تعلیم گھر ہی پر

والد گرامی سے حاصل کی اور سات سال کی عمر میں مزید تحصیل علم کے لیے اپنے والد کے پیرو مرشد حضرت شاہ عبد اللطیف ، ستھن پور کی خدمت میں حاضر ہوئے انھیں سے علوم دینیہ کی تکمیل کی اور حافظ عبد الرحمن ستھنوی سے قرآن مجید کے کچھ پارے بھی حفظ کیے۔

ابتدا ہی سے انتہائی ذہین و فطین تھے، شاہ صاحب آپ سے بڑی محبت فرماتے تھے، ان کی صحبت نے آپ کو بافیض بنا دیا تھا، بچپن ہی سے آپ میں بزرگی کے آثار نمایاں تھے، شاہ صاحب نے آپ کے والد سے فرمایا تھا کہ ”آپ کا یہ بچہ اپنے وقت کا ولی کامل ہو گا“۔ آپ شاہ صاحب کی خدمت میں ۱۸؍ برس رہے۔

دینی تعلیم سے فراغت کے بعد فتح پور کے ایک اسکول میں ریاضی حساب وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ کسب معاش کے لیے مختلف شہروں کا دورہ کیا، بالآخر ناگ پور میں محکمہ پیمائش میں ملازمت اختیار کی اور وہیں تاج الاولیاء حضرت بابا سید محمد تاج الدین علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے آپ کو دیکھ کر فرمایا: بہت انتظار کرایا، پھر ایک نگاہ ولایت ڈالی جس نے آپ کی زندگی کی کایہ پلٹ دی اور آپ تاج الاولیاء کے ایسے شیدا ہوئے کہ کچھ دنوں بعد ملازمت چھوڑ دی اور انھیں کی بارگاہ میں رہنے لگے۔ دو سال تک ریاضت و مجاہدہ کرانے کے بعد روحانیت و تصرف کے بلند منصب پر فائز کر دیا۔ اور بعد میں خرقۂ خلافت اور تبرکات سے نوازا۔ آپ نے علاقے میں دین و سنیت کی بڑی خدمات انجام دیں۔

۱۴؍ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ مطابق ۷؍ جنوری ۱۹۶۶ء بروز جمعہ، عین خطبہ کے وقت ایک بجے اس دار فانی کو الوداع کہا اور جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ کا مزار بھیکی پور، پوسٹ فتح پور ضلع رائے بریلی میں مرجع خاص و عام ہے۔

پیرو مرشد باب عبد الصمد علیہ الرحمہ سے آپ کو بڑی عقیدت تھی وہ بھی آپ سے بہت محبت فرماتے تھے، آپ نے دو مرتبہ پیرو مرشد کے ساتھ ناگ پور کا سفر فرمایا، تاج الاولیاء کی بارگاہ میں حاضری دی اور خصوصی فیضان سے مالا مال ہوئے۔

ازواج واولاد:

قائد ملت کی یکے بعد دیگرے دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی زوجہ کا نام فاطمہ خاتون تھا، ان سے درج ذیل چار اولاد باحیات ہیں:

(۱) حسنین رضا: ۲۸/ جولائی ۱۹۶۷ء ان کی تاریخ ولادت ہے۔ یہ آپ کے سب سے بڑے صاحب زادے ہیں، ایم اے تک عصری تعلیم حاصل کی اور لکھنو بورڈ سے فاضل کا امتحان پاس کیا، اس وقت قائد ملت کے جانشین کی حیثیت سے ان کے قائم کردہ ادارے کی سربراہی کی ذمہ داری نبھارہے ہیں۔ تعمیری اور مثبت ذہن وفکر کے حامل، متین، سنجیدہ اور باوقار ہیں، ماشاءاللہ صاحب اولاد بھی ہیں۔

(۲) حُسین رضا: ۱۷/ فروری ۱۹۷۲ء میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے ایم اے اور آئی ٹی آئی (I.T.I.) کا کورس مکمل کیا۔ گھریلو کاروبار اور تجارت میں مصروف ہیں۔ شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔

(۳) حَسِین رضا: یکم جنوری ۱۹۷۸ء میں ولادت ہوئی، الہ آباد بورڈ سے عالم کے امتحان میں کامیاب ہوئے، کاشت کاری اور تجارت میں مصروف ہیں۔ صاحب اولاد ہیں۔

(۴) انجم بانو: ۶/ مئی ۱۹۷۶ء میں ولادت ہوئی۔ یوپی مدرسہ بورڈ سے عالم کا امتحان پاس کیا۔ ان کا نکاح قائد ملت کے بھانجے جناب ماسٹر غلام جیلانی صاحب سے ہوا تھا جو ایک حادثہ میں اللہ کو پیارے ہوگئے تھے، موصوف انتہائی ذہین اور متحرک تھے۔ مدرسے کا سارا دفتری کام یہی دیکھتے تھے۔ ان کے انتقال پر قائد ملت کو سخت صدمہ پہنچا تھا، اس وقت آپ نے فرمایا تھا کہ ”میں اپنے مشن میں دس سال پیچھے چلا گیا“۔

پہلی زوجہ کے انتقال کے بعد نور جہاں خاتون آپ کے نکاح میں آئیں، جو ابھی باحیات ہیں ان سے درج ذیل چار اولاد ہیں:

(۱) عارفہ بانو: ان کی تاریخ پیدائش یکم مئی ۱۹۸۸ء ہے، ایم اے تک عصری تعلیم حاصل کی اور یوپی مدرسہ بورڈ سے کامل کا امتحان پاس کیا۔ ان کی شادی، ڈاکٹر محمد سمیر صاحب سے ہوئی جو بال بچوں کے ساتھ دہلی میں مقیم ہیں۔

(۲) عائشہ خاتون: یکم اگست ۱۹۹۳ء میں ولادت ہوئی، انھوں نے ایم-اے، بی-ایڈ کے امتحانات میں کامیابی حاصل کی اور مدرسہ بورڈ سے فاضل کا امتحان پاس کیا۔ یہ قائد ملت کے بھانجے حافظ و قاری محمد جاوید صاحب کے حِبالۂ عقد میں ہیں۔

(۳) نعمان رضا (نفیس): ۱۱ر مئی ۱۹۹۵ء کو پیدا ہوئے، ایم-کوم (M.COM) تک عصری تعلیم حاصل کی، مدرسہ بورڈ سے منشی، مولوی کے امتحان میں کامیاب ہوئی، ابھی تعلیمی سلسلہ جاری ہے۔

(۴) عثمان رضا شفیق: یکم فروری ۱۹۹۸ء تاریخ پیدائش ہے، حفظ و قراءت کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس وقت جامعہ اشرفیہ میں جماعت ثانیہ میں زیر تعلیم ہیں۔ الہ آباد، یوپی بورڈ سے ہائی اسکول کا امتحان پاس کر چکے ہیں اور اس وقت یوپی مدرسہ بورڈ سے کامل کا امتحان دے رہے ہیں۔ اساتذہ کے نیاز مند، باادب، متحرک اور محنتی ہیں۔

قائد ملت کے انتقال کے بعد گھر کے سرپرست کی حیثیت سے ان کے چھوٹے بھائی الحاج احمد رضا صاحب ہیں جن کی چار اولادیں ہیں:

(۱) شاہد رضا (۲) مشاہد رضا (۳) نکہت جہاں (۴) جمیلہ بانو۔

حلیہ:

حضرت قائد ملت کا قد میانہ، رنگت گندم گوں، چہرہ گولائی لیے ہوئے پر رعب اور پروقار، پیشانی کشادہ، ناک بلندی مائل، داڑھی کے بال سفید زیادہ گھنے نہیں، مونچھ پست اور بدن متوسط تھا مگر حیات کے آخری چند سالوں میں کچھ بھاری ہو گیا تھا۔ سفید کلی دار کرتا اور شلوار پہنتے، دو پلی ٹوپی لگاتے، سردیوں میں صدری اور شیروانی بھی زیب تن کرتے، رومال اور وقت

دیکھنے کے لیے گھڑی بھی استعمال فرماتے، لباس میں تکلف، تصنع اور بناوٹ سے دور تھے۔

حج وزیارت:

حج کی سعادت اور حرمین شریفین کی حاضری ہر مرد مومن کے دل کی آرزو ہوتی ہے، قائد ملت کو متعدّد بار دیار حرم کی حاضری نصیب ہوئی۔ آپ نے دو حج اور کئی عمرے کیے۔ ۲۰۰۱ء میں پہلا حج فرمایا، اس مبارک سفر میں آپ کی والدہ ماجدہ بھی آپ کے ہمراہ تھیں، وہ حج سے فراغت کے بعد مکہ مکرمہ میں داغِ مفارقت دے گئیں اور اسی مبارک شہر میں مدفون ہوئیں۔ دوسرا حج ۲۰۱۵ء میں کیا، یہ حج اکبر تھا، اس سفر میں آپ کے ہمراہ آپ کی اہلیہ محترمہ تھیں۔

وفات:

۲۲/ جمادی الآخرہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۰/ مارچ ۲۰۱۸ء سنیچر کی شب کو حسبِ معمول آپ نے فرائض و معمولات انجام دیے، مسجد میں عشا کی نماز باجماعت ادا کی، اور وہیں وظائف میں مشغول ہوگئے۔ اس کے بعد سینے میں درد محسوس ہوا۔ علاج کے لیے بڑے صاحب زادے جناب مولانا حسنین رضا صاحب کے ساتھ جائس پہنچے اور وہیں دوران علاج تقریبا ۱۱/ بجے شب حکم الٰہی آپہنچا اور آپ اس دار فانی سے دار جاودانی کی طرف کوچ کر گئے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون.

نماز جنازہ اور تدفین:

۲۲/ جمادی الآخرہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۱/ مارچ ۲۰۱۸ء بروز اتوار بعد نماز عصر، مدرسہ تاج العلوم صمدیہ کے صحن میں ہزاروں عقیدت مندوں کی موجودگی میں آپ کی نماز جنازہ گل گلزار اشرفیت حضرت مولانا سید قسیم اشرف اشرفی جیلانی جائسی معروف بہ ”حسن میاں“ مدظلہ نے پڑھائی اور آپ کو وصیت کے مطابق آپ کے قائم کردہ ادارے مدرسہ تاج العلوم صمدیہ کے صحن میں مسجد کے قریب جنوب مشرق میں دفن کیا گیا۔

باب دوم



مدرسہ تاج العلوم صمدیہ

مدرسہ تاج العلوم صمدیہ کی تاسیس:

زمانۂ طالب علمی میں آپ نے جو مکتب قائم فرمایا تھا،اس سے قرب وجوار میں دین و سنیت کا کام ہو رہا تھا اور علاقے کے بچے اسلامی تعلیم سے بہرہ ور ہو رہے تھے۔ لیکن آپ کی فکر اس مکتب کو دار العلوم بنانے کی تھی،اس لیے فراغت کے بعد اپنے اس خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے گاندھی نگر میں رائے بریلی سلطان پور قومی شاہ راہ کے شمالی جانب روڈ کے کنارے ہی ایک قیمتی زمین کا انتخاب فرمایا اور ۱۹۷۵ء میں مدرسے کے سنگ بنیاد کے لیے ایک عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں ہندستان کے اکابر علما و مشائخ نے شرکت فرمائی اور صدر العلما علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ، مفتی اعظم کانپور علامہ رفاقت حسین علیہ الرحمہ، شیخ المشائخ حضرت مولانا سید شاہ نعیم اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ اور جامع معقولات حضرت علامہ معین الدین اعظمی علیہ الرحمہ کے مبارک ہاتھوں سے اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور تاج العارفین حضرت بابا تاج الدین ناگ پوری اور ولی کامل بابا عبدالصمد علیہ الرحمہ کی نسبت سے ''تاج العلوم صمدیہ'' نام تجویز کیا گیا، آپ کی مساعی جمیلہ اور مخلصانہ کوششوں سے مختصر سی مدت میں مدرسے نے ترقی کے منازل طے کر لیے، جس کا اندازہ صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمۃ والرضوان کی اس تحریر سے کیا جا سکتا ہے جو آپ نے ۱۲/مارچ ۱۹۷۷ء میں مدرسے کے سالانہ اجلاس میں شرکت کے بعد قلم بند فرمائی تھی۔ تحریر کی نقل حسب ذیل ہے:

نقل معاینہ

حضرت صدر العلماء میرٹھی علیہ الرحمہ

الحمد للہ رب العلمین و الصلوۃ والسلام
علی سید الأنبیاء والمرسلین.

مدرسہ تاج العلوم صمدیہ کے سالانہ اجلاس میں ۱۲؍مارچ ۱۹۷۷ء کو فقیر حاضر ہوا مدرسے کی وسیع عمارت دیکھ کر طبیعت کو غایت درجہ مسرت ہوئی۔ یہ مدرسہ مولانا حسن رضا صاحب تاجی کے زیر نظامت ہے۔ موصوف نے بڑی جانفشانی کے ساتھ اس کو قائم کیا ہے اور اپنا وقت اللہ کے لیے وقف کر دیا ہے۔ خود زمین دار ہیں، اپنی ذات سے بھی مدرسے کی اعانت کرتے رہتے ہیں، قلیل مدت میں عمارت کو بام عروج پر پہونچا دیا ہے، مدرسے میں درسگاہیں زیر تعمیر ہیں۔ پانچ مدرسین خدمات تعلیم انجام دے رہے ہیں جن میں خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر مولوی عبدالوہاب صاحب ہیں، باوجود پیرانہ سالی اور معذوری مدرسے کی حاضری میں ناغہ نہیں کرتے ہیں۔ ان کی مساعی کی بنا پر تعلیمی حالات روز بروز ترقی پذیر ہیں۔

جملہ اہل اسلام کا فرضِ اولیں ہے کہ پوری توجہ کے ساتھ مدرسہ ھذا کی تعمیر و ترقی میں حصہ لیں تاکہ جلد تر یہ مدرسہ ایک عظیم الشان درسگاہ بنے۔ فی الحال حفظ وقراءت، ناظرہ، فارسی، عربی اور اردو دینیات کی تعلیم ہو رہی ہے۔ بچوں کی تربیت معقول طریقے پر کی جارہی ہے۔ جلسے میں بچوں کا مقالہ سن کر بڑی مسرت ہوئی، بچوں نے نعتیں سنائیں، جس سے معلوم ہوا کہ تعلیم کی جانب پوری توجہ دی جارہی ہے اور حسابات نہایت صاف ستھرے

ہیں۔ مولا تعالی اپنے حبیب کریم ﷺ کے طفیل ناظم صاحب اور مدرسین واراکین اور جملہ معاونین کی نیت میں، عمل میں، رزق میں اور عمر میں بے شمار برکتیں عطافرمائے۔

ایں دعا از من و آمین از ملک

پوزش از بغداد، اجابت از ملک

غلام جیلانی

صدر المدرسین، مدرسہ اسلامی عربی

اندرکوٹ میرٹھ

مدرسے کا مختصر تعارف:

صدر العلماء علیہ الرحمہ کی مذکورہ دعا اور اپیل، تاج العلوم صمدیہ کے لیے قیمتی اثاثہ ثابت ہوئی۔ ساتھ ہی حضرت قائدملت کے خلوص بے کراں اور جدوجہد سے مدرسے کے قدم اٹھے تو آگے بڑھتے ہی چلے گئے اور یہ آپ کی جاں فشانیوں کا نتیجہ ہے کہ ابتدا میں جس چھوٹے سے ادارے نے ایک جھونپڑی میں درجۂ پرائمری کے چند طلبہ کی تعلیم سے اپنے سفر کا آغاز کیا تھا آج اس معمولی ادارے میں چار وسیع و عریض عمارتیں کھڑی ہیں۔ اور اس وقت ادارے میں پرائمری، جونیئر ہائی اسکول، M.T.S نرسری اسکول، شعبۂ کمپیوٹر، درجہ حفظ وقراءت، درس نظامی (اعدادیہ تا سادسہ) کی تعلیم کا انتظام ہے، طالبان علوم نبویہ کی ایک بڑی تعداد ہے، ذی صلاحیت متحرک اساتذہ کی ایک ٹیم ہے، مناسب نظم ونسق ہے۔ یہ ساری بہاریں آپ ہی کے خلوص اور کاوشوں کا صدقہ ہیں۔ اِس وقت تمام شعبوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی مجموعی تعداد تقریبا ۴۰۰ ہے جن میں سے تقریبا ۸۰ ر طلبہ ہاسٹل میں رہتے ہیں اور ان کے قیام و طعام کا انتظام مدرسہ ہی کرتا ہے۔ کل اساتذہ و ملازمین کی تعداد ۲۱ ہے، مدرسے کے موجودہ

صدر المدرسین حضرت قائد ملت کے بڑے صاحب زادے جناب الحاج حسنین رضا تاجی رضوی ہیں - کچھ خاص اساتذہ کے اسما حسب ذیل ہیں:

(۱) حضرت مولانا قاری محمد تحسین عزیزی
(۲) حضرت مولانا محمد ایوب حشمتی
(۳) حضرت مولانا امتیاز احمد اشرفی
(۴) حضرت مولانا محمد رئیس جعفری
(۵) حضرت مولانا عبدالخالق قادری
(۶) حضرت حافظ محمد امین رضوی
(۷) حضرت مولوی محمد مستقیم رضوی
(۸) جناب ماسٹر محمد فاروق تاجی
(۹) جناب ماسٹر محمد یسین
(۱۰) جناب ماسٹر محمد مشاہد رضا تاجی
(۱۱) حضرت حافظ و قاری محمد یاسر اشرفی
(۱۲) حضرت حافظ و قاری محمد جاوید تاجی
(۱۳) حضرت حافظ محمد عباس تاجی

مدرسہ تاج العلوم صمدیہ سے متعلق
علما و مشائخ کے تاثرات

مدرسہ تاج العلوم صمدیہ کی تعمیر و ترقی اور تعلیم و تربیت سے متعلق بہت سے اکابر علما نے اپنے تاثرات زبانی یا تحریری طور پر پیش فرمائے۔ صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ کا تحریری تاثر گزر چکا۔ ان کے علاوہ کچھ خاص علما و مشائخ کے تاثرات ذیل میں پیش ہیں:

کلماتِ خیر

حضرت مقتدائے جہاں ماوائے بیکساں **باباشاہ عبدالصمد** رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ ارشد حضرت تاج الاولیاء محبوب کبریا بابا سید محمد تاج الدین قدّس سرہ شہر ناگپور

حامدا و مصلیا و مسلما

مدرسہ تاج العلوم صمدیہ گاندھی نگر آپ کا اپنا مدرسہ ہے در حقیقت یہ مدرسہ بہترین خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس مدرسہ کے مہتمم عزیز گرامی قدر (مولانا) حسن رضا خاں سلمہ نہایت مخلص، دیانت دار جفاکش شخص ہیں جو اپنی زندگی مدرسہ کے لیے وقف کر چکے ہیں۔ ان کی شبانہ روز جد وجہد، محنت وفراہمی چندہ کے لیے دوڑ بھاگ دیکھ کر مرحبا زبان پر آتا ہے۔ صمیم قلب سے ان کے لیے دعا کرتا ہوں کہ مولی تعالی ان کی سعی قبول فرمائے اور ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

اس مدرسہ کے مدرسین بہت محنتی اور فرض شناس ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مدرسہ تاج العلوم صمدیہ روز افزوں ترقی کر رہا ہے، مگر مدرسہ تاج العلوم کا دارومدار صرف چندہ پر ہے۔ اس لیے اہل خیر حضرات اگر یہ خیال کر کے کہ مدرسہ ایک بڑے بزرگ کے نام سے منسوب ہے جن کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، اور اس مدرسہ کا مقصد علوم دینیہ کی تعلیم اور مسلم بچوں کی اصلاح وتربیت اور ان کے عقائد وایمان کو کفر وضلالت و بد مذہبیت سے بچانا ہے تو مدرسہ کی ایک عمارت بنوادیں تو یہ مشکل کام نہیں، بلکہ آپ کی ادنی توجہ اس کام کے لیے کافی ہے۔ مجھے آپ حضرات سے امید ہے کہ آپ اس کو اپنا مدرسہ سمجھتے ہوئے متوجہ ہوں گے اور ہر طرح مالی امداد سے حتی الوسع دریغ نہ فرمائیں گے۔

خیرے کن اے فلاں وغنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ بر آید: فلاں نماند

دعا گو!

عبد الصمد بھیکی پور

نقل معاینہ

رئیس المحدثین سلطان المناظرین

حضرت مولانا مفتی رفاقت حسین اشرفی مفتی اعظم کان پور رحمۃ اللہ تعالی علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم.

۲۱/اپریل ۱۹۷۹ء کو بسلسلۂ جلسہ مدرسہ تاج العلوم صمدیہ، قاسم پور حاضر ہوا۔ وسیع میدان میں مدرسہ کی عمارت جو ابھی تک زیر تعمیر ہے، اس کے معاینہ سے یہ محسوس ہوا کہ بہت ہی قریب دنوں میں مدرسہ نے کافی ترقی کی ہے۔ طلبہ کی تعداد بھی حوصلہ افزا ہے۔ سات مدرسین خدمات میں مشغول ہیں جو اپنے کارہائے مفوّضہ کو بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔ عزیزم مولانا حسن رضا خاں سلمہ جو اس کے بانی ہیں، ان کی انتھک کوشش قابل ستائش ہے، جن کی وجہ سے یہ مدرسہ اس منزل تک پہونچا ہے۔

اب صرف ضرورت ہے کہ قوم مسلم جلد سے جلد اور بڑی سے بڑی اعانت کر کے زیر تعمیر عمارت کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ دعا کرتا ہوں کہ مولی تعالی بجاہ حبیبہ الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم اسے منارۂ دین و درس گاہ ملت بنائے اور معاونین وارکین و عملہ کو خلوص واجر عطا فرمائے۔ آمین

فقیر رفاقت حسین غفرلہ

مدرسہ احسن المدارس الجامعۃ العربیۃ

نئی سڑک، کان پور، یوپی

نقل معاینہ

پیر طریقت، خطیب ملّت حضرت مولانا سید **محمد کلیم اشرف** اشرفی جیلانی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ، جائس، ضلع رائے بریلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم.

حضرت مولانا حسن رضا صاحب مہتمم کی خواہش پر آج ۲/ اپریل، ۱۹۸۰ء کو مدرسہ کا معاینہ کیا، بے حد مسرت ہوئی۔ ناسازگار ماحول اور پر آشوب دور میں نہایت تیز رفتاری سے مدرسے نے ترقی کر کے ابتدائی مراحل طے کر لیے۔

الحمد للہ مدرسین نہایت مستعدی کے ساتھ مشغول درس ہیں، طلبہ کی تعداد تقریبا ۳۰۰ ہے۔ پرائمری شعبہ کے علاوہ حفظ وقراءت، فارسی وعربی اور دینی تعلیم کا معقول نظم ہے۔ یادر ہے کہ مولانا حسن رضا صاحب کے حسن انتظام اور حد درجہ ایثار واخلاص، نیز جوش اور جذبہ کی بدولت بازار گاندھی نگر سے متّصل اب شاہراہ عام پر مدرسہ کے لیے نہایت پر فضا جگہ دستیاب ہوگئی ہے جس میں بڑی سرعت کے ساتھ تعمیری سلسلہ جاری ہوگیا ہے۔ وسیع حال بننے لگے ہیں۔ طلبا کی روز افزوں ترقیِ تعداد اور ادارے کے مائل بہ ارتقا معیار کے پیش نظر مزید کمروں کی تعمیر کی اشد ضرورت ہے۔ ایک مسجد بھی حدود ادارہ میں زیر تعمیر ہے۔

لہذا میں تمام ملت کے درمندان واہل خیر حضرات کی توجہ خصوصیت کے ساتھ ادارے کی طرف مبذول کرا رہا ہوں۔ پر جوش وفیاضانہ وفراخ دلانہ انداز میں دست تعاون بڑھائیں اور ہر طرح کی امداد فرمائیں۔ اور اس اہم ادارہ کو استحکام اور ارتقا کی آخری منزل تک پہنچا کر ثواب دارین حاصل کریں۔ فقط

سید محمد کلیم اشرف اشرفی الجیلانی
ولی عہد آستانہ عالیہ اشرفیہ، جائس، ضلع راے بریلی

نقل معاینہ

حضرت باباشاہ **نظام الدین** صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ
بھیکی پور، رائے بریلی

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام
على سيد الأنبياء وأشرف المرسلين تاج العارفين.

شکر ہے پروردگار کا، پیر و مرشد حضرت باباشاہ عبد الصمد صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا لگایا ہوا چمن جو تاج العلوم صمدیہ کی صورت میں ۳۲؍ برسوں سے دینی تعلیم سے قرب و جوار جائس کو سیراب کر رہا ہے جو گاندھی نگر موضع قاسم پور میں واقع ہے۔ مولانا حسن رضا صاحب اس ادارے کو بڑے خلوص و دل سوزی سے چلا رہے ہیں۔ ہماری دعا ہے مولی تعالی اپنے حبیب پاک کے صدقے میں اس ادارے کو نوازتا رہے اور ترقی کی راہ پر گامزن فرماتا رہے تا کہ رہتی دنیا تک دین محمدی کی بلند ترین خدمات انجام دیتا رہے۔ اور دین کی تبلیغ کے لیے مشعل راہ بنے۔ وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

خاکسار

نظام الدین

بھیکی پور شریف، ضلع رائے بریلی، یوپی

تاثر

حضرت مولانا عبدالرؤف مصباحی مدظلّہ

نحمده نصلي على رسول الكريم

أما بعد: فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

إن الدين عند الله الإسلام

اللہ رب العزت قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:"إن الدين عند الله الإسلام" یعنی اللہ تعالی کا پسندیدہ دین اسلام ہے۔ اسلام کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ اسے ہر دور میں مخالف طاقتوں سے متصادم ہونا پڑااور ہمیشہ کامرانی وفیروز مندی نے بڑھ کراس کا خیر مقدم کیا۔ ابتداءً شرک کی کالی گھٹاؤں نے چاہاکہ ہرچہار جانب اندھیرا چھاجائے اور نور توحید ماند پڑ جائے لیکن اسلام کی تابناک شعاعیں اس کے سینے کو چیر کرافق عالم پر چھاگئیں، پھر تثلیث آگے بڑھی کہ اس کے گلے میں پھندا ڈال دے، لیکن جو دنیا کی طوق غلامی دور کرنے کے لیے آیاتھااور لوگوں کووہ واحد قہار کی بارگاہ میں سرجھکانے کی تلقین کررہاتھا، بھلاوہ کسی اور کے آگے اپنی سرکیوں کر جھکا سکتا تھا؟ پھر مجوسیت انتہائی غضب ناک حالت میں اسلام کے دامن تقدس کی طرف لپکی لیکن اپنی پوری شعلہ سامانیوں کے باوجود خاکستر نظر آئی اور اس کی آمریت ہمیشہ کے لیے سرنگوں ہوکر رہ گئی۔

اسی پیغمبر اسلام کے فلسفہ رشد وہدایت کی نشرواشاعت کے لیے، اسی مذہب اسلام کے تحفظ وبقاکے لیے، اسی دین حنیف کی آبیاری کے لیے، اسلام کے انھیں رہنما اصولوں سے فرزندگان قوم کوروشناس کرانے کے لیے قاسم پور جائس میں تاج العلوم صمدیہ جیسے ادارہ

کا قیام فاضل گرامی حضرت مولانا حسن رضا خان صاحب کی کوششوں سے ہوا اور یہ ادارہ انھیں کے زیر نگرانی اپنے اغراض ومقاصد کی جانب گامزن ہے اگر آپ حضرات اس دینی درسگاہ کی طرف پوری توجہ کریں گے اور اپنی امداد واعانت سے اس کی ضرورت پوری کریں گے تو ان شاء اللہ مستقبل قریب میں یہ ادارہ نمایاں حیثیت کا حامل ہوگا۔ دعا ہے کہ رب کائنات اپنے فضل وکرم سے مدرسہ تاج العلوم صمدیہ کو ارضی وسماوی آفات وبلیات سے محفوظ ومامون رکھے اور دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

یہی ہے آرزو تعلیم قرآں عام ہو جائے
ہر اک پرچم سے اونچا پرچمِ اسلام ہو جائے

احقر العباد عبد الرؤف مصباحی



باب سوم



اوصاف وکمالات

اخلاق و کردار:

قائد ملت اخلاق و کردار کا پیکر جمیل تھے۔ اخلاق حسنہ سے انسان کے ہر کام میں استحکام، پختگی اور اثر انگیزی دو بالا ہو جاتی ہے اور وہ خلق خدا کا محبوب بن جاتا ہے، قائد ملت ایک عالم، مصلح اور ایک درس گاہ کے مہتمم ہونے کے ساتھ ساتھ انسانی فلاح و بہبود کے لیے انتھک کام کرنے والے سماجی کارکن بھی تھے، آپ کا رابطہ انسانی طبقات میں سے ہر طبقہ سے رہتا تھا، آپ سے مسلم، غیر مسلم ہر طرح کے لوگ ملتے تھے اور جو بھی آپ سے مل لیتا وہ ان کی صحبت کا اثر قبول کیے بغیر نہ رہتا۔ لوگ آپ کے پاس اپنے ذاتی، شخصی، سماجی اور ملی غموں کو لے کر جاتے اور آپ ہر آنے والے کے ساتھ اس کی حیثیت کے مطابق نہایت عزت و وقار، پیار و محبت اور ہمدردی سے پیش آتے۔ اس طرح قائد ملت نے لوگوں کے دلوں میں عزت کا مقام بنا لیا تھا۔ آپ نے رونے والوں کے آنسو پوچھے، پریشاں حالوں کی غم گساری کی، بیماروں کی عیادت کی، مصیبت زدوں کو تسلی دی، غریبوں اور مسکینوں پر توجہ دی، دوستوں اور دشمنوں کی عیادت کی، مسلمانوں کے جنازوں میں شرکت کی۔ اسی وجہ سے علاقے کے لوگ آپ کے دیوانے ہو گئے۔

خدمت خلق:

خدمت خلق کا جذبہ بھی آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، نماز، روزہ اور دیگر اسلامی عبادتوں کے ساتھ خدمت خلق کو بھی عبادت سمجھتے تھے، اس سلسلے میں آپ اس نظریہ کے حامی تھے:

تصوف بجز خدمت خَلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

(یعنی تصوف خدمت خلق کے بغیر نہیں، وہ صرف تسبیح، مصلا اور گدڑی (پہننے) کا نام نہیں)

آپ کی نگاہ رسول گرامی وقار کے اس ارشاد پر تھی:

”المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يسلمه ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته، ومن فرّج عن مسلم كربة فرج الله عنه كربة من كربات يوم القيامة، ومن ستر مسلما ستره الله يوم القيامة“. (رواه البخاري، كتاب المظالم والغصب، باب لا يظلم المسلم المسلم ولا يسلمه.)

”ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یار ومددگار چھوڑتا ہے، جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے۔ اللہ اس کی ضرورت پوری فرماتا ہے اور جو کسی مسلمان کی پریشانی دور کرتا ہے اللہ اس کی قیامت کی کوئی پریشانی دور فرمائے گا۔ اور جو کسی مسلم کی ستر پوشی کرتا ہے اللہ بروز قیامت اس کی ستر پوشی فرمائے گا۔“

اس لیے آپ ہمیشہ خدمت خلق میں لگے رہتے، قوم کی ضرورتوں کی اپنی ضرورت سمجھتے اور خلقِ خدا کو ہر ممکن آرام پہنچانے کی کوشش کرتے اگر کوئی اپنی نجی ضرورت لے کر آپ کے پاس آتا تو اس کی حاجت پوری کرنے کے لیے اپنا تمام اثر ورسوخ استعمال فرماتے، اور زبانِ حال سے یہ پیغام دیتے:

حیات لے کے چلو کائنات لے کے چلو
چلو تو سارے زمانے کو ساتھ لے کے چلو

آپ سیاسی اثر ورسوخ کا استعمال بھی خدمت خلق کے لیے کرتے تھے۔

حضرت قاری عبد الحی، جگدیش پور، امیٹھی اس تعلق سے اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جب ۳۵/ سال قبل یوپی ایس آئی ڈی سی (U.P.S.I.D.C.) نے ہمارے موضع کمرولی (جگدیش پور) کی زمین انڈسٹری کے لیے اکوائر کی تو جبراً ہمارے باغ اور ہمارے چچا

حاجی ذوالفقار احمد کے احاطے کے کچھ حصہ کی بھی پیمائش کر لی گئی۔ ہمارے چچا نے اس زمین کو سرکاری قبضے سے آزاد کرانے کے لیے بڑی کوششیں کی لیکن کامیابی نہ ملی۔ اسی دوران حضرت قائد ملت سے ملاقات کے لیے گاندھی نگر حاضر ہوئے اور سارا ماجرا کہہ سنایا، حضرت نے فرمایا: حاجی صاحب! آپ گھر جائیے، ان شاء اللہ آپ کو انصاف ملے گا۔

اس وقت کانگریس پارٹی بر سر اقتدار تھی اور راجیو گاندھی وزیر اعظم تھے۔ کچھ روز بعد راجیو گاندھی رائے بریلی کے دورے پر آئے۔ آپ نے حاجی ذوالفقار صاحب کو کہلا بھیجا کہ آج دوپہر بعد راجیو گاندھی جی آپ کے گاؤں پہنچ رہے ہیں۔ چناں چہ مقررہ وقت پر حضرت قائد ملت علیہ الرحمہ راجیو گاندھی کو ساتھ لے کر گاؤں پہنچے۔

یوپی آئی ڈی سی کی ٹیم بھی ساتھ تھی، راجیو گاندھی نے موقع کا خود معاینہ کیا اور آرڈر جاری کیا کہ اس زمین کو چھوڑ کر باونڈری کرائی جاتی۔ اس طرح سے حضرت قائد ملت کی کوششوں سے ہمیں انصاف ملا۔

۱۹۷۳ء سے قبل قرب وجوار میں کہیں حج تربیتی کیمپ نہیں لگتا تھا جس کی وجہ سے علاقے کے حجاج کرام کو بڑی دقتوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا، تعلیم سے دوری کی وجہ سے حج فارم وغیرہ بھرنے میں بھی دشواری ہوتی تھی۔ قائد ملت نے اپنے قائم کردہ ادارے میں اس کا بھی انتظام فرمایا جس کی وجہ سے لوگوں کو کافی سہولت ہو گئی۔

عیادت وتعزیت:

انسانیت صرف یہ نہیں کہ اپنی ہی فکر میں سارا وقت صرف کر دیا جائے بلکہ ایک شریف انسان کا اخلاقی فریضہ ہے کہ اپنی طرح دوسرے انسانوں کی بھلائی اور خیر خواہی کے لیے بھی کوشش کرے، بلکہ اعلی ظرف لوگوں کا تو یہ کردار ہوتا ہے کہ اپنی فکر چھوڑ کر دوسروں کے لیے خود کو وقف کر دیتے ہیں، اہل قرابت، اہل خانہ اور معاشرے کے دیگر افراد کی

ہمدردی اور غم گساری میں لگے رہتے ہیں۔ حضرت قائد ملت چوں کہ قوم کے سچے قائد تھے اس لیے یہ شریفانہ جذبات ان میں بھی موجود تھے، اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود اطراف اور قرب وجوار میں نہ صرف علماے کرام اور دیگر متوسلین ومخصوصین کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے بلکہ معمولی سا تعلق رکھنے والے کسی مسلم بھائی کی علالت کی خبر سنتے تو بھی وقت نکال کر تشریف لے جاتے، کسی کے انتقال کی خبر ملتی تو اس کے یہاں جاکر نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت کرتے اور بعد میں اطلاع ملتی تو اہل خانہ سے تعزیت کے لیے تشریف لے جاتے۔

آپ کے چھوٹے صاحب زادے عزیزم عثمان رضا شفیق کا بیان ہے کہ ہمارے پڑوس میں ایک شخص تھا جو والد گرامی سے سخت عداوت رکھتا تھا اور پس پشت گالیاں دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ ایک مہلک مرض میں مبتلا ہو گیا، والد گرامی کو اطلاع ملی تو عیادت کے لیے گئے حالاں کہ اس وقت کمر کی تکلیف کی وجہ سے بغیر سہارے کے چل نہیں پاتے تھے۔ میرا ہاتھ پکڑ کر اس کے گھر تشریف لے گئے، عیادت کی اور صحت کے لیے دعا کی، پھر دوسرے دن اپنی ہی گاڑی سے ہاسپٹل لے گئے اور اپنی جیب خاص سے علاج کرایا۔

تواضع وانکسار:

شکل وصورت، وضع قطع، گفتگو، چال ڈھال غرض ہر زاویے سے آپ کی شخصیت بڑی دل آویز اور باوقار تھی، آپ کبر ونخوت سے دور اور انکسار وتواضع کے پیکر تھے۔ جس کی وجہ سے عوام وخواص، طلبہ واساتذہ سبھی آپ کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے، سچ فرمایا ہے نبی اکرم ﷺ نے:

”من تواضع لله رفعه الله“ اللہ کے لیے تواضع اختیار کرنے والے کو اللہ سربلند فرماتا ہے، وہ اگرچہ اپنی شخصیت کے لحاظ سے چھوٹا ہو، مگر لوگوں کی نگاہوں میں بڑا

ہو جاتا ہے۔

انھیں کو سر بلندی ہوتی ہے حاصل زمانے میں
جو مثلِ آسمان جھک کر ذرا خم دار ہوتے ہیں

آپ کی تواضع وانکسار کا حال یہ تھا کہ دیگر مصروفیات کے باوجود ضروریات زندگی سے متعلق چیزیں خود بازار سے خرید کر لاتے اور اپنا ہر کام خود کر لیا کرتے تھے۔ اپنے سے کم عمر علما کی بھی دست بوسی کرنے میں سبقت فرماتے۔ والد گرامی ادیب اسلام حضرت علامہ مولانا نفیس احمد مصباحی، شیخ الادب الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور بیان فرماتے ہیں کہ میری آپ سے پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب آپ نے اپنے قائم کردہ ادارے مدرسہ تاج العلوم صمدیہ، قاسم پور، گاندھی نگر کے سالانہ جلسے میں مجھے آنے کی دعوت دی تھی، جب پہلی بار ادارے میں حاضری ہوئی تو آپ نے ناچیز کا نہایت پُر تپاک خیر مقدم کیا، سلام، مصافحہ اور معانقہ کے ساتھ دست بوسی بھی کی، جب کہ آپ کے بڑے صاحب زادے محترم حسنین رضا بھائی میرے ہم عمر ہیں، میں نے عرض کیا: حضرت! یہ آپ کے لیے ہرگز مناسب نہیں، تو فرمانے لگے: نہیں، یہی مناسب ہے۔ اور میں آپ کا اعزاز نہیں کروں گا تو کون کرے گا؟

سادگی اور بے تکلفی:

آپ کے مزاج میں تواضع وانکسار، سادگی اور بے تکلفی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، عام طور پر سفید سوتی کپڑے کا کرتا، شلوار اور دو پلی ٹوپی زیب تن فرماتے، سردی کے موسم میں صدری اور شیروانی استعمال کرتے، جلسوں میں شریک ہوتے، جو ملتا، جب ملتا بے تکلّف کھا لیتے، مجلس میں چھوٹوں اور غریبوں کے ساتھ بھی گھل مل کر بات کرتے۔

استغنا:

استغنا اللہ تعالی کی ایک عظیم نعمت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”و من

یستغن یغنه الله"۔(صحیح البخاری)

(یعنی جو دوسروں (کے مال) سے بے نیاز رہتا ہے اللہ اسے غنی کر دیتا ہے۔

اللہ عزوجل نے قائد ملت کو استغنا کی گراں مایہ دولت سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔ آپ نے دینی تعلیم کو کبھی دنیا طلبی کا ذریعہ نہیں بنایا۔ سیاست میں آپ کا بہت اچھا اثر ورسوخ تھا، ارباب اقتدار سے بڑے گہرے مراسم تھے، لیکن آپ نے سیاست کو بھی خدمت خلق کا ذریعہ بنایا اور اپنے ذاتی مفاد کے لیے کبھی اس کو استعمال نہ کیا۔ اگر آپ چاہتے تو کوئی سیاسی عہدہ آپ کو بڑی آسانی سے مل جاتا لیکن آپ نے کبھی بھی اس کی خواہش نہ کی۔

حوصلہ افزائی:

آج عام رجحان یہ ہے کہ کسی کے لیے چند کلمات خیر کہنا بھی لوگ اپنی عظمتِ شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ لیکن قائد ملت ہر صاحبِ فن کو حسب حیثیت نوازتے تھے، اس کی قابلیت کا برملا اعتراف کرتے، اسے دعائیں دیتے۔ بجا تعریف اور حوصلہ افزائی میں انھوں نے کبھی بخل سے کام نہیں لیا اور اس سے ان کا مقصد یہ ہوتا کہ صاحب فن کو اور تقویت ملے، وہ مایوسی کا شکار نہ ہو اور اس کے محنت وعمل کے جذبات میں مزید بالیدگی آئے۔

ناچیز کو بارہا حضرت سے ملاقات کا شرف حاصل ہے، جب بھی ملاقات ہوئی لوگوں کے سامنے حضرت ناچیز کا تعارف کراتے، حوصلہ افزائی فرماتے، سر پر دست شفقت پھیرتے اور دعاؤں سے نوازتے۔

خُرد نوازی:

خُرد نوازی بھی قائد ملت کا ایک امتیازی وصف تھا۔ حضرت قاری محمد تحسین صاحب استاذ مدرسہ تاج العلوم صمدیہ فرماتے ہیں:

”حضرت مہتمم صاحب (قائد ملت علیہ الرحمہ) کی عادت کریمہ تھی کہ اپنے شاگردوں کی دینی خدمات کو بھی سراہتے، ان کے کارناموں پر ان کی حوصلہ افزائی فرماتے اور انھیں دعاؤں سے نوازتے۔ اگر آپ کا کوئی شاگرد ملاقات کے لیے آتا تو بڑی شفقت ومحبت کے ساتھ اپنے پاس بٹھاتے اور اس کی خاطر تواضع کرتے۔ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ آپ نیچے بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کا ایک فارغ التحصیل شاگرد اوپر بیٹھا ہوا ہے، مجھے بڑا عجیب لگا۔ آپ کے جانے کے بعد میں نے اس سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ حضرت نے ہی مجھے اوپر بٹھایا تھا۔“

یہی وجہ ہے کہ آپ کے شاگرد بھی آپ سے والہانہ محبت کرتے تھے۔ اور آپ سے ملنے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔

مہمان نوازی:

مہمان نوازی اور سخاوت وفیاضی اخلاق کریمانہ اور صفات مومنانہ میں شمار ہوتی ہے۔ حضرت قائد ملت علیہ الرحمہ اس وصف میں بھی منفرد اور نمایاں تھے، آپ مہمان کی آمد سے بہت خوش ہوتے، انتہائی خندہ پیشانی اور خلوص ومحبت کے ساتھ پیش آتے، ضیافت کی ہر ممکن کوشش کرتے، اسی وجہ سے آپ کے پاس بہ کثرت مہمان آتے جن کی ضیافت کا فریضہ آپ بحسن وخوبی انجام دیتے۔

غربا پروری:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے حضرت قائد ملت علیہ الرحمہ نے غربا پروری کا حسین مظاہرہ فرمایا۔

آپ نادار طلبہ پر خصوصی توجہ فرماتے، عام غربا کی بھی امداد فرماتے۔ اگر کوئی غریب ونادار شخص کوئی حاجت لے کر آتا تو اسے پوری کرنے کی کوشش کرتے، چاہے وہ مسلم ہوتا یا غیر مسلم۔

آپ کے صاحب زادے عزیزم عثمان رضا شفیق زید مجدہ کا بیان ہے کہ ایک غیر مسلم غریب شخص کو والد گرامی نے رہنے کے لیے جگہ دی اور سات آٹھ سال سے آپ کا یہ معمول تھا کہ پہلے اسے کھانا بھجواتے، پھر خود کھاتے، یہاں تک کہ جس روز آپ کا وصال ہوا اس روز بھی حسب معمول پہلے اسے کھانا بھجوایا تھا، پھر خود کھایا تھا۔

بے زبان جانوروں کا خیال:

دین اسلام ہمیں صرف انسانوں ہی سے محبت کرنا نہیں سکھاتا، بلکہ بے زبان جانوروں سے بھی نرمی کا برتاؤ کرنے اور ان کا خیال رکھنے کی تاکید فرماتا ہے۔

آقائے کائنات ﷺ نے خود بھی جانوروں اور پرندوں کا خیال فرمایا ہے اور امت کو بھی اس کی تعلیم دی ہے۔ قائد ملت نے بھی آقائے دو جہاں ﷺ کی اس پیاری سنت پر عمل کیا ہے۔ آپ پرندوں سے بے حد محبت فرماتے تھے اور ان کی خوراک کا بھی خیال رکھتے تھے، عام طور پر نماز فجر کے بعد دروازے پر ان کے لیے دانے ڈالتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دیتے تھے۔

اسی طرح گاؤں کے کتوں کو کھانا دیتے تھے، اگر کسی روز کہیں چلے جاتے، جب گھر لوٹتے تو کتے دیکھتے ہی دم ہلا ہلا کر آپ کے آگے پیچھے چلنے لگتے، آپ گھر سے کھانا منگا کر ان کے سامنے ڈالتے۔ اگر کبھی چونٹیاں سوراخ سے نکلتیں تو ان کے لیے آٹا ڈالنے کا حکم دیتے۔

نماز کی پابندی:

قائد ملت کی پرورش ایک دین دار گھرانے میں ہوئی تھی اس لیے بچپن ہی سے صوم وصلات کے پابند تھے، اسکول کے زمانے سے ہی گاؤں کی مسجد میں تراویح کی نماز پڑھاتے تھے۔ جماعت کے بہت پابند تھے۔ اخیر عمر میں کمر کے شدید درد کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ پاتے، اس وقت بھی مسجد میں جاکر نماز باجماعت ادا فرماتے۔ آندھی اور بارش

میں جب کوئی مسجد میں نہیں پہنچ پاتا تب بھی مسجد جاکر اذان دیتے اور تنہا نماز پڑھتے۔

آپ خود بھی نماز کے پابند تھے اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیتے تھے۔ نماز سے محبت ہی کا نتیجہ تھا کہ اپنی زمین کا ایک حصہ مسجد کے لیے وقف کر دیا اور اس میں ایک خوبصورت مسجد تعمیر کروائی۔

آپ نمازیوں کی خدمت بھی کرتے تھے، روزانہ نماز فجر کے بعد نمازیوں کے لیے چائے کا اہتمام کرتے، سردی کے موسم میں آگ اور حقہ کا انتظام بھی فرماتے اور اس خدمت کو اپنے لیے باعث خیر وبرکت سمجھتے۔

تربیت کا انوکھا انداز:

حضرت قائد ملت کی تربیت کا انداز بھی بڑا نرالا تھا، اپنے متعلقین میں سے کسی کو خلافِ شرع کام کرتے ہوئے دیکھتے تو مناسب انداز میں اس طرح ہدایت وتنبیہ فرماتے کہ اسے برا بھی نہ لگتا اور اصلاح بھی ہو جاتی۔

حافظ عبد القدوس صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا، میں نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی، جب اس پر حضرت کی نظر پڑی تو فرمانے لگے کہ لوگ حلال وحرام کا خیال نہیں کرتے، جو پاتے ہیں پہن لیتے ہیں۔ حضرت نے نام لیے بغیر عام انداز میں اصلاح فرمائی، لیکن میں سمجھ گیا کہ حضرت کا اشارہ میری ہی طرف ہے۔ چناں چہ میں نے وہ انگوٹھی نکال دی اور جب دوبارہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو بہت خوش ہوئے۔

حق گوئی:

حق گوئی اور بے باکی ایک داعی، مصلح، عالم دین اور مومن کامل کی صفات لازمہ سے ہیں:

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حق تعالی نے یہ وصف بھی آپ کی ذات میں خوب ودیعت فرمایا تھا، یہی وجہ ہے کہ منکرات سے صلح کو حرام سمجھتے تھے اور اس باب میں ذرہ برابر صرف نظر اور چشم پوشی کے قائل نہ تھے۔ شرع مطہر کے خلاف کوئی بات دیکھتے تو فوراً اس پر تنبیہ فرماتے اس سلسلے میں کوئی لچک اور نرمی روا نہیں رکھتے اور نہ ہی کسی کی رعایت فرماتے۔ ارشاد رسالت "الساكت عن الحق شيطان أخرش"۔ (حق سے خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔) ہر وقت آپ کے پیش نظر رہتا تھا۔ جب بھی اسلام وسنیت یا اکابر دین وملت پر کوئی حملہ آور ہوتا تو آپ بے تاب ہو جاتے اور اس کے دفاع کے لیے ہر ممکن تدبیر اپناتے۔

۱۹۹۴ھ میں آپ نے علاقے میں ایک عظیم الشان سیاسی اجلاس کا انعقاد کیا جس میں بہت سے ارباب اقتدار اور اہل علم شریک تھے، اس وقت کے ایک بڑے سیاسی لیڈر بینی پرساد ورمانے دوران تقریر کہا کہ چودھری (گوجر) قوم کو طاقت کے زور پر جبراً مسلمان بنایا گیا ہے اتنا کہنا تھا کہ آپ نے فوراً اس کے ہاتھ سے مائک چھین لیا اور پُر جلال لہجے میں فرمایا: منتری جی! آپ غلط بول رہے ہیں۔ ہمارے آبا واجداد نے اسلام کسی کے جبر سے یا دباؤ میں آکر قبول نہیں کیا، بلکہ اسلام کی حقانیت، اور اسلامی اخلاق وکردار سے متاثر ہوکر دامن اسلام میں داخل ہوئے۔

اس واقع سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کس قدر حق گو، بے خوف، جرأت مند اور بہادر انسان تھے، دینی معاملات میں کسی کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ آپ رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اس ارشاد کی عملی تصویر تھے:

"من رأى منكم منكراً فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع فبقلبه. ذلك أضعف الإيمان"۔

ترجمہ: تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے روک دے اگر یہ نہ کر سکے تو زبان سے روکے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو دل سے برا جانے اور یہ سب سے کم زور ایمان ہے۔

ملّی درد:

حضرت قائد ملت کی ذات گوناگوں اوصاف وکمالات کی جامع تھی، لیکن آپ کا سب سے قیمتی اور شان دار سرمایہ ملت اسلامیہ کے تعلق سے درد مندی کا احساس تھا، ان کے ناتواں بازو ملت اسلامیہ کی مشکل کشائی میں مستعد نظر آتے۔ ایسا محسوس ہوتا کہ جواں سالی لوٹ آئی، ان کی آہوں کا درد، دل کا دھواں، احساس کی آنچ، دل کا سوز، جذبوں کی کسک، حوصلوں کی تڑپ، جسم کی توانائی سب ملت کی فلاح وبہبود کے لیے نذر تھی۔

١٩٨٦ء میں جب شاہ بانو کیس کا فیصلہ آیا جس کی وجہ سے مسلمانوں میں ایک اضطرابی کیفیت پیدا ہوگئی اور ہندوستان کے علمانے اس کے خلاف تحریک چلائی، اس تحریک میں قائد ملت نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، ضلع رائے بریلی کی قیادت آپ ہی کے ذمہ تھی، آپ نے اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے خوب جدوجہد فرمائی۔ علما اور با اثر افراد کا ایک وفد لے کر اس وقت کے وزیر اعظم سے ملاقات کی اور زبردست احتجاج درج کرایا۔ اس کے بعد حضرت مولانا محمد سلیم، مہتمم جامعہ عربیہ سلطان پور، حضرت مولانا سید محمد کلیم اشرف اشرفی جائسی، حضرت مولانا عبد الودود، رائے بریلی اور حضرت مولانا ساجد حبیبی وغیرہ کے ساتھ وزیر اعلی ویر بہادر سنگھ سے ملے اور حکومت ہند کو اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کے لیے میمورنڈم پیش کیا۔ پھر ادارہ شرعیہ اتر پردیش رائے بریلی میں خطیب الہند حضرت علامہ عبید اللہ خان اعظمی سابق ممبر آف پارلیمنٹ کی قیادت میں ایک عظیم الشان ''تحفظ شریعت کانفرنس'' کا انعقاد ہوا، جسے کامیاب کرنے کے لیے قائد ملت نے بڑی محنت اور جدوجہد

فرمائی۔ حکومت ہند نے اس کانفرنس کو ناکام بنانے کے لیے اپنی پوری طاقت لگادی تھی، ضلع کی سرحدوں کو بند کر دیا تھا تاکہ کوئی بھی سواری رائے بریلی ہو کر نہ گزرے، پھر بھی ہزاروں کی تعداد میں مسلمان اپنے اپنے نجی وسائل سے پروانہ وار کانفرنس میں پہنچ گئے۔ آپ کے ادارے مدرسہ تاج العلوم صمدیہ میں بہت سے لوگوں کو ڈی ایم، ایس پی وغیرہ نے روک لیا اور قائد ملت سے گزارش کی کہ آپ اس بھیڑ کو سمجھائیں۔ اس وقت آپ نے مومنانہ تیور میں فرمایا: ''ڈی ایم صاحب! حکومت ہند اپنا فیصلہ واپس لے لے، ہم شریعت میں کسی طرح کی کوئی مداخلت برداشت نہیں کر سکتے۔ جب تک یہ فیصلہ واپس نہیں ہوتا مسلمانوں کا بچہ بچہ شریعت کی حفاظت کے لیے سر پر کفن باندھ کر احتجاج کرتا رہے گا۔ بہر حال حکومت کی کوششوں کے باوجود بھی یہ کانفرنس بہت ہی کامیاب رہی، اس کے بعد خطیب الہند مولانا عبید اللہ اعظمی صاحب کی قیادت میں علمائے اہل سنت نے جیل بھرو تحریک چلائی جس میں قائد ملت برابر شریک رہے اور اس طرح ان حضرات کی کوششوں اور محنتوں سے حکومت نے مسلمانوں کے آگے گھٹنے ٹیک دیے اور مجبور ہو کر اپنا فیصلہ واپس لے لیا۔

بزرگان دین سے عقیدت:

قائد ملت کو بزرگان دین سے بڑی عقیدت تھی، جب کبھی بزرگان دین کا تذکرہ ہوتا تو نہایت ادب و احترام سے بغور سنتے اور خود بھی باتوں باتوں میں اپنے اسلاف اور بزرگوں کا تذکرہ چھیڑ دیتے۔

محبتِ اہل بیت:

آپ اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بے پناہ محبت فرماتے تھے، جب ان کا ذکر پاک ہوتا تو آپ کی کیفیت عجیب ہوجاتی اور آپ خود بھی اہل بیت اطہار کا ذکر بڑے والہانہ

انداز میں کرتے، جس سے آپ کا سارا وجود مست و سرشار ہو جاتا، ہر سال ۱۲؍ محرم الحرام کو قرآن خوانی اور ایصال ثواب کا اہتمام کرتے اور واقعات کربلا بیان کرتے۔

عشق رضا:

آپ کو مجدّد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ سے گہرا لگاؤ تھا، آپ اعلیٰ حضرت کے عاشق صادق تھے، آپ کی محفلیں ان کے ذکر سے معمور رہتیں۔ آپ کے سامنے جب ان کا ذکر ہوتا تو چہرہ کھل اٹھتا، اگر کوئی خود آپ کی ذات کو تیر و نشتر کا نشانہ بناتا تو برداشت کر لیتے لیکن اعلیٰ حضرت کے خلاف ایک حرفِ غلط بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جگدیش پور میں علما و مشائخ بورڈ کی میٹنگ میں بعض لوگوں نے اعلیٰ حضرت کے تعلق سے نامناسب کلمات کہے، آپ سخت ناراض ہوئے اور وہاں سے اٹھ کر چلے آئے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے ادارے کے اساتذہ سے فرمایا:

”اگر امام احمد رضا نے باطل کے خلاف قلمی جہاد نہ فرمایا ہوتا تو آج خانقاہوں میں دھول اڑ رہی ہوتی۔ دور حاضر میں اعلیٰ حضرت کی تعلیمات سے منھ موڑ کر کوئی شخص کامیاب نہیں ہو سکتا، اس صدی میں پوری امت مسلمہ پر اعلیٰ حضرت کا احسانِ عظیم ہے۔“

آپ زمانہ طالب علمی ہی سے اپنے استاذ حضرت صدر العلماء علامہ غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ کے ہمراہ عرس رضوی اور عرس حامدی میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

خانوادۂ رضویہ سے مراسم:

خانوادہ رضویہ کے دیگر افراد سے بھی آپ کے گہرے مراسم تھے، ریحان ملت حضرت مولانا ریحان رضا خان رحمانی میاں اور شیخ طریقت حضرت مولانا سبحان رضا خان سبحانی میاں سے اچھے تعلقات تھے۔ سبحانی میاں نے عرس حامدی کے مبارک موقع پر آپ کو سلسلہ قادریہ رضویہ کی خلافت واجازت سے نوازا اور کچھ تبرکات بھی عطا کیے۔

اساتذہ ومشائخ کاادب واحترام:

ادب واحترام اخلاق عالیہ کا حصہ ہے،اس خزانے سے بھی قائد ملت کوحظّ وافر ملا تھا۔ جب آپ نے تعلیمی میدان میں قدم رکھا تو ہر استاذ کا اس درجہ ادب واحترام کیاکہ اس کا دل جیت لیااور اپنی خدمت گزاری اور نیاز مندی کے سبب اس کی کامل توجہ، ہمدردی اور فیضان علمی کے مستحق ہوئے۔

یوں توآپ تمام اساتذہ، مشائخ اور اکابرین اہل سنت کا بے حد ادب کرتے تھےاور ان کے لیے ''مَنْ عَلَّمَنی حَرفاً فَقَد صَیَّرَنِی عَبْداً'' کی تصویر تھے۔ مگر جس شخصیت کے علم وفضل نے آپ کی ذات پر سب سے زیادہ اثر ڈالا تھااور جس کی نگاہ کرم نے آپ کو خزف سے کیمیا بنایا تھاوہ صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ والرضوان کی ذات تھی۔ استاذ گرامی سے آپ کی والہانہ عقیدت ومحبت کا اظہار قدم قدم پر ہوتا تھا، جب کبھی حضرت کا ذکر کرتے تو ادباًنام نہ لیتے بلکہ ''صدر صاحب'' کہتے۔

اسی طرح اپنے پیرومرشد عارف ربانی بابا عبد الصمد تاجی علیہ الرحمہ سے بڑی عقیدت و محبت رکھتے تھے ، جب بھی ان کا نام نامی لیتے نہایت ادب واحترام سے ''بابا صاحب'' فرماتے۔

اکثران دونوں بزرگوں کے احسانات کاتذکرہ کرتے ہوئے فرماتے:

''میں کچھ نہ تھا، ایک کسان کا بیٹا تھا، مگر بابا صاحب ہی کی بدولت مجھے صدر العلماء جیسا مشفق ومہربان استاذ ملا اور تاج الاولیاء حضرت بابا تاج الدین ناگ پوری جیسے ولی کامل کا مقدس در ملا''۔

جب کبھی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ یااکابراہل سنت کاذکر فرماتے توعقیدت ومحبت اور تعظیم واحترام میں نگاہیں جھک جاتیں اور کبھی کبھی ذکر کرتے آب دیدہ ہوجاتے۔

مخدوم زادوں کا احترام:

قائد ملت اپنے اساتذہ کا تو حد درجہ احترام کرتے ہی تھے، مخدوم زادوں کا بھی شایان شان ادب کرتے تھے، آپ کے صاحب زادے عثمان رضا شفیق کا بیان ہے:

والد گرامی (حضرت قائد ملت) حضرت قاری محمد تحسین صاحب (جو آپ کے استاذ حضرت مولانا قاری شبیر احمد عزیزی علیہ الرحمہ کے صاحب زادے ہیں) کے ساتھ بڑی شفقت و محبت سے پیش آتے، کبھی کبھی ان کے لیے اپنی نشست گاہ سے اٹھ بھی جایا کرتے تھے، حالاں کہ وہ آپ ہی کے دار العلوم میں مدرس ہیں۔ ۲۰۱۵ء میں جب والد گرامی حج کے لیے تشریف لے جارہے تھے، میں نے دیکھا کہ حضرت قاری تحسین عزیزی صاحب ملنے کے لیے آئے تو آپ ان کے لیے کھڑے ہوگئے، قاری صاحب نے آپ سے مصافحہ و معانقہ کیا اور دست بوسی کرنی چاہی تو آپ نے انھیں سینے سے لگا لیا اور خود ان کی دست بوسی کی، پھر کرسی منگا کر انھیں اپنے ساتھ بٹھایا۔ پھر حج سے واپسی کے بعد میں نے اس واقعے کا ذکر کیا تو فرمایا کہ ''یہ مخدوم زادوں کا ادب ہے''۔ اور پھر اس تعلق سے صدر العلماء علامہ غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ کا ایک واقعہ سنایا کہ عرس رضوی کے موقع پر میں صدر صاحب کے ساتھ بریلی گیا تھا، صدر صاحب ''کتب خانہ سمنانی'' کے پاس بیٹھے تھے، تقریبا اٹھارہ سال کا ایک لڑکا آیا، صدر صاحب اسے دیکھ کر کھڑے ہوگئے، اس نے مصافحہ کرنا چاہا تو آپ نے اسے گلے سے لگا لیا اور اس کی دست بوسی کی پھر اس نے آپ کی دست بوسی کی، اس کے بعد حضرت نے اُسے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ جب وہ لڑکا چلا گیا تو میں نے مولانا فاروق صاحب سے دریافت کیا کہ یہ لڑکا کون تھا؟ انھوں نے بتایا کہ وہ صدر العلما کے استاذ حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے صاحب زادے مولانا ضیاء المصطفیٰ قادری مصباحی تھے۔

حکیمانہ باتیں:

آپ کی زبان سے مختلف مواقع پر علم و حکمت، پند و موعظت پر مشتمل بہت سے حکیمانہ کلمات نکلے، ان میں سے بعض یہاں ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ آپ سے عقیدت رکھنے والے حضرات ان سے مستفید ہوں:

(۱) اگر علم حاصل ہو جائے تو ہر دن عید ہے ورنہ ہر دن وعید ہے۔

(۲) انسان اپنی لیاقت سے پہنچانا جاتا ہے نہ کہ اسناد سے۔

(۳) اپنے بچوں کو تعلیم دو، اگرچہ تمھیں بھوکا رہنا پڑے۔

(۴) جو شخص قوم کی خدمت کرتا ہے درحقیقت وہی مخدوم ہوتا ہے۔

(۵) جہالت قوم کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔

باب چہارم



خدمات

مسلک اہل سنت کی ترویج واشاعت:

حضرت قائد ملت نے پوری زندگی مسلک اہل سنت و جماعت کی ترویج واشاعت میں گزاری، جب کبھی علاقے میں دینی اور مذہبی معاملات میں فضا گرم ہوتی اور کوئی بد مذہب انبیا، اولیا، سلف صالحین اور بزرگان دین کے خلاف زہر افشانی کرتا یا عقائد و معمولات اہل سنت کے خلاف زبان کھولتا یا مناظرے کا چیلنج کرتا تو اہل علاقہ کی نگاہیں آپ پر جاکر رکتی، آپ تن تنہا یا علماے اہل سنت کے ساتھ اس کا ایسا دندان شکن جواب دیتے کہ دوبارہ اس علاقے کا رخ نہ کرتا۔

مولوی بشیر احمد رضوی، استاذ مدرسہ صمدیہ تاج العلوم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ قریب کے ایک گاؤں رانی پور میں تبلیغی جماعت آئی، جماعت کے امیر نے سنیوں کو مناظرے کا چیلنج کر دیا۔ گاؤں والوں نے قائد ملت کو اس کی اطلاع دی، رات کا وقت تھا، قائد ملت اسی وقت دار العلوم کے چند اساتذہ اور طلبہ کے ساتھ بذریعہ سائیکل گاؤں پہنچ گئے۔ عشا کی نماز پڑھائی اور نماز کے بعد تبلیغی جماعت کی موجودگی میں گاؤں والوں کو جمع کر کے ایسی زور دار اور مدلل تقریر فرمائی کہ تبلیغی جماعت اور اس کے امیر پر سکتہ طاری ہو گیا۔ دوران تقریر آپ نے دریافت فرمایا کہ کس موضوع پر مناظرہ کرنا ہے؟ لیکن ادھر سے خاموشی کے سوا کوئی جواب نہیں ملا۔ پھر آپ نے حاضر و ناظر، نورِ مصطفیٰ، علم غیب مصطفیٰ اور اختیارات مصطفیٰ جیسے موضوعات پر دو گھنٹے خطاب فرمایا جس میں بد مذہبوں کے اعتراضات کی بخیہ ادھیڑ دی اور مسلک حق مسلک اہل سنت و جماعت کی ایسی تشریح فرمائی کہ اہل مجلس پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور تبلیغی جماعت اور اس کے امیر پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ مجلس کے اختتام پر سنّیوں کے ساتھ کھڑے ہو کر صلاۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا۔ اور جماعت کا امیر اسی رات وہاں سے فرار ہو گیا اور دوبارہ کبھی اس علاقے کا رخ نہ کیا۔

آپ کی اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ علاقے میں سنیت کو مزید تقویت ملی اور بد مذہبی کے

بڑھتے ہوئے قدم رُک گئے۔

اسی طرح جائس کے قریب ایک گاؤں پورہ نواز میں دیوبندیوں کے خطیب مولوی عبد الوحید گونڈوی نے تقریر کی جس میں سنیوں کے خلاف زہر افشانی کی، ان پر بے جا الزامات لگائے اور یہ چیلنج کیا کہ علمائے اہل سنت ان الزامات کا جواب دیں۔ مولوی بشیر احمد رضوی جو اس گاؤں کے رہنے والے تھے قائد ملت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر اہل سنت کی طرف سے اس کے الزامات کا جواب نہ دیا گیا تو سنیت کا بڑا نقصان ہوگا۔ چناں چہ قائد ملت نے ایک ہنگامی میٹنگ کی اور ایک ہفتہ بعد اس مقام پر ایک عظیم الشان تاریخی جلسہ کروایا۔ جس کی سرپرستی پیر طریقت حضرت مولانا سید قسیم اشرفی جیلانی اور صدارت حضرت قائد ملت نے فرمائی۔ مبلغ اہل سنت حضرت مولانا مسعود احمد برکاتی استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور اور خطیب اہل سنت حضرت مولانا عبد المصطفیٰ حشمتی ردولوی نے گونڈوی خطیب کے مہمل اور بے سروپا اعتراضات کا ایسا دندان شکن جواب دیا کہ شکوک و شبہات اور غلط فہمی کے بادل چھٹ گئے اور مذہب حق اہل سنت و جماعت کی حقانیت بالکل عیاں ہوگئی۔ اور گونڈوی صاحب اس علاقے سے ایسے غائب ہوئے کہ پھر کبھی ادھر کا رخ نہ کیا۔

اس طرح جب بھی علاقے میں بدمذہبیت نے سر اٹھایا آپ نے اپنی مخلصانہ جدوجہد اور مستحکم حکمت عملی کے ذریعے اس کی سرکوبی فرمائی اور مذہبِ اہل سنت و جماعت کی حقانیت لوگوں کے سامنے اجاگر فرمائی۔

اصلاحی خدمات:

ابتدا ہی سے آپ کے دل میں اصلاحِ امت کا جذبہ موجزن تھا، آپ دیکھ رہے تھے کہ قوم بداعمالیوں، بداخلاقیوں اور بدعتوں میں مبتلا ہو کر اصل دین سے ہٹتی جا رہی ہے۔ آپ چاہتے تھے کہ قوم بدعات و خرافات کی تاریکی سے نکل کر صحیح راہ پر گام زن ہو جائے، اسلامی ماحول اور محبت رسول کے سانچے میں ڈھل جائے۔ اصلاحِ امت کی راہ میں آپ کو بڑی مشقتیں جھیلنی پڑیں، اپنوں

اور غیروں کے طعنے سننے پڑے، لیکن پھر بھی آپ کے پائے ثبات میں لرزش نہیں آئی۔

اس وقت شادیوں میں ڈھول باجے اور گانے بجانے کا بھی عام رواج تھا، غیر شرعی جہیز اور بے تحاشا زیورات دینے کا عام چلن تھا، جس کی وجہ سے ایک غریب باپ کو اپنے بیٹے کی شادی کے لیے زمین، جائداد بیچنی پڑتی تھی، جس کے پاس وسعت نہ ہوتی اسے مناسب رشتہ نہ ملتا اور اگر مل بھی جاتا تو معاشرے میں اسے گری نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ حاصل یہ کہ شادیوں میں بے دریغ فضول خرچی اور بے باکانہ انداز میں شرعی احکام کی خلاف ورزی ہوتی تھی۔ اس کی روک تھام کے لیے آپ نے بڑی جدو جہد کی، جہیز اور زیورات کے لین دین کو ایک حد کے اندر محدود کیا اور اعلان کیا کہ جو بھی اس کی خلاف ورزی کرے گا یا شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں ڈھول باجے کا استعمال کرے گا کوئی بھی حافظ یا عالم اس کا نکاح نہیں پڑھائے گا، اور اگر کسی نے پڑھا دیا تو اس کا بھی بائیکاٹ کیا جائے گا۔ آپ کی کوششیں رنگ لائیں اور ان غیر شرعی امور پر بڑی حد تک لگام لگ گئی۔

علاقے میں تعزیہ داری کا بڑا رواج تھا اور ماہ محرم میں طرح طرح کی خرافات ہوتی تھیں، آپ نے مروّجہ تعزیہ داری کے خلاف مہم چلائی اور گاؤں گاؤں جا کر بڑی حکمت عملی کے ساتھ لوگوں کو سمجھایا اور انھیں ان خرافات کے جال سے باہر نکالا۔

اسی طرح بعض بزرگوں کے اعراس میں خلاف شرع امور در آئے تھے۔ علاقے کے ایک مجذوب بزرگ بابا اسرہا شاہ علیہ الرحمہ کے عرس میں قرآن خوانی اور ذکر واذکار کی جگہ ناچ گانے اور دیگر برائیوں نے لے لی تھی۔ آپ کی جدو جہد اور کوششوں سے ان تمام برائیوں کا خاتمہ ہوا اور اب وہاں ''اصلاح معاشرہ'' کے موضوع پر ایک پروگرام ہوتا ہے جس میں علمائے کرام کے نورانی بیانات ہوتے ہیں۔

اس طرح سے آپ نے حکمت عملی اور دور اندیشی سے ان تمام بدعات و خرافات کا قلع قمع کیا اور اصلاح امت کا عظیم فریضہ انجام دیا، یہاں تک کہ آپ کی جہد مسلسل اور عمل پیہم سے لوگوں میں غیر اسلامی رسم و رواج کا خاتمہ ہوا۔

سیاسی خدمات:

قائد ملت ایک عالم دین اور مصلح ہونے کے ساتھ ساتھ بلند فکر اور صاحبِ بصیرت سیاست داں بھی تھے، سیاست کے نشیب و فراز سے خوب واقف تھے، آپ نے قوم و ملت کی خدمت کے لیے صالح سیاست اختیار کی، ایک قائد کی حیثیت سے قوم کی سیاسی رہ نمائی کا فریضہ بھی انجام دیا اور نوجوانوں میں سیاسی شعور پیدا کیا، جس کی وجہ سے آپ کی قوم چودھری (گوجر) میدان سیاست میں آگے بڑھی۔

قائد ملت کی سیاسی زندگی کا آغاز ۱۹۶۰ء میں ہوا، رفتہ رفتہ سیاسی حلقوں میں آپ نے اپنی ایک شناخت پیدا کرلی، ۱۹۹۳ء میں رائے بریلی کے ایک مسلم نوجوان چودھری محمد عیسی کو الیکشن میں کھڑا کیا۔ اس کے بعد ہر الیکشن میں قوم کے کسی نہ کسی فرد کو کھڑا کرتے رہے، یہاں تک کہ ۲۰۰۰ء میں نور محمد صاحب مرحوم حلقہ گوری گنج سے ایم ایل اے منتخب ہوئے۔ برادری میں یہ پہلے مسلم اسمبلی ممبر ہیں جو قائد ملت کی جدوجہد اور مساعی جمیلہ سے کامیاب ہوئے۔

قائد ملت کے سینے میں قوم کا درد تھا، آپ ہمیشہ قوم کی ہمہ جہت ترقی کے لیے کوشاں رہتے تھے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ اتر پردیش میں مسلم چودھری گوجر قوم کو جنرل کٹیگری میں رکھا گیا تھا جس کی وجہ سے انھیں حکومت کی بہت سی مراعات اور سہولیات کا فائدہ نہیں مل پاتا تھا۔ آپ اور قوم کے دوسرے لوگ یہ چاہتے تھے کہ حکومت چودھری قوم کو پسماندہ قوم کا درجہ دے دے، تاکہ وہ ان تمام حکومتی مراعات اور سہولیات سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اس مطالبے کے لیے حضرت قائد ملت نے ۱۹۸۶ء میں گاندھی نگر میں ایک عظیم قومی کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں کشمیر سے لے کر کنیا کماری تک قوم کے سربرآوردہ افراد اور بینی پرشاد ورما، رام سرن داس، مظاہر رانا اور منور حسن جیسے قدآور سیاسی لیڈر شریک ہوئے۔

قائد ملت کی کوششوں سے یہ کانفرنس بہت کامیاب ہوئی اور حکومت ہند نے اس مطالبے کو تسلیم کرتے ہوئے برادری کو پسماندہ قوم کا درجہ دیے دیا اور ایک ہفتہ کے اندر ہی صوبے کے تمام اضلاع میں اس کا حکم جاری کر دیا۔ یہ قائد ملت کا وہ عظیم کارنامہ ہے جو تاریخ

میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔

آپ نے کبھی سیاست کو اپنے ذاتی مفاد کے لیے نہیں استعمال کیا، بلکہ ہمیشہ قوم کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لیے کام کرتے رہے، قوم کو اس کے حقوق دلانے کے لیے لڑتے رہے، جس کی وجہ سے سیاسی حلقوں اور عوام میں آپ کو شہرت و مقبولیت حاصل ہونے لگی، کچھ سیاسی لوگوں کو اس سے حسد ہو گیا اور انھوں نے اندر ہی اندر آپ کو ذلیل کرنے کی سازشیں شروع کر دیں۔

حضرت قاری محمد اقبال رضوی کا بیان ہے کہ ۱۹۸۶ء میں موہن سنگھ تلوئی، لالہ پریم چند اور شیونائک گاندھی نگر نے ایک منصوبے کے تحت آپ کے آبائی گاؤں روشن پور میں ایک کپڑے کے تاجر کو بھیج کر غائب کرا دیا پھر اس کے اغوا کی خبر پھیلا دی، اس کا الزام قائد ملت اور ان کے ساتھیوں پر لگا دیا، اس کی وجہ سے گاؤں میں پولیس فورس تعینات کر دی گئی اور نوجوانوں کی گرفتاری ہونے لگی۔ اس وقت حضرت موجود نہ تھے۔ داروغہ نے کہا کہ مولانا کو آنے دو، آج ساری سیاست یہیں اتار دیتا ہوں۔ حضرت قائد ملت جب آئے اور تھانہ جانے لگے تو بعض مخلص احباب نے مشورہ دیا کہ یہ سازش آپ کو ذلیل کرنے کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اس لیے آپ تھانے نہ جائیں بلکہ کوئی اور تدبیر سوچیں۔ یہ سن کر آپ واپس گھر چلے آئے، وزیر اعظم اندرا گاندھی سے آپ کے اچھے تعلقات تھے، اس لیے طے یہ ہوا کہ انھیں سے ملاقات کی جائے اور حالات سے آگاہ کیا جائے۔

شام کے وقت دہلی روانہ ہوئے، پہلے چودھری شفقت جنگ (ایم، پی) کے پاس گئے اور انھیں حالات سے باخبر کیا۔ چودھری صاحب نے کہا کہ اس معمولی معاملے کے لیے اندرا جی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ اسے تو میں ہی حل کر دوں گا، پھر انھوں نے رائے بریلی کے ایس پی کو فون کیا، اس نے جائس کے داروغہ کو فون کر کے نوجوانوں کو فوری طور پر رہا کرنے کا حکم دیا۔ اس طرح آپ حکمت عملی کے ذریعہ اس گہری سازش سے بچ گئے۔ اس واقعے سے آپ کی شہرت و مقبولیت میں مزید اضافہ ہو گیا۔

قائد ملت نے سیاست کو خدمت خلق کا ذریعہ بنایا، مظلوموں کو انصاف دلایا، مجبوروں کو ان کا حق دلایا۔ ماسٹر محمد مستقیم صاحب کا بیان ہے کہ روشن پور سے تقریباً ۵ر کلومیٹر دور سترہ سو ایکڑ پر پھیلا ہوا مَسیاواں تال ہے، جس میں بہت سے چودھری برادری کے لوگوں کے کھیت تھے۔ حکومت کے شعبۂ سیاحت کے ذریعہ اس زمین کے بدلے کسانوں کو معاوضہ دے کر اس میں ''پرندوں کے لیے محفوظ علاقہ'' (Bird Sancturay) بنانے کی اسکیم جاری کی گئی جس کی وجہ سے غریب کسانوں میں بے چینی پھیل گئی۔ اس دوران وزیر اعظم راجیو گاندھی کا امیٹھی میں دورہ ہوا۔ اس گاؤں کے پردھان جناب محمد عثمان گاؤں والوں کے ساتھ قائد ملت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بھیا (راجیو گاندھی) سے کہ کر ہماری زمین بچا لیجیے، ورنہ ہمارے بچے بھوکے مر جائیں گے۔

چناں چہ حضرت نے اترپردیش کے وزیر رنجیت سنگھ جودیو مہاراج سمتھر سے ملاقات کی۔ انھوں نے مدرسہ تاج العلوم صمدیہ میں آنے کا پروگرام دے دیا۔ حسب پروگرام جناب راجیو گاندھی کی آمد ہوئی، آپ نے ان کے سامنے سینکڑوں کسانوں کے دل کا درد پیش کیا، انھوں نے وعدہ کیا کہ ہم اس زمین کو شعبۂ سیاحت میں نہیں جانے دیں گے۔ اس طرح قائد ملت کی کوششوں سے مسلم کاشت کاروں کی یہ ۱۷۰۰ر ایکڑ زمین بچ گئی اور سینکڑوں لوگوں کے دل کو قرار ملا۔

آپ نے اپنی پوری زندگی قوم کی خدمت کے لیے وقف کردی اور نہایت صاف وشفاف سیاست کی، انھیں خدمات کی بنیاد پر ۲۰۱۳ء میں کانگریس حکومت نے آپ کو مرکزی حج کمیٹی کا ممبر بنایا، تین سال تک حج کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے حجاج کی مخلصانہ خدمت کرتے رہے۔ آپ کی ان خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

باب پنجم



ارباب علم و دانش کی نظر میں

قائد ملت مسلک اعلیٰ کی نشر واشاعت کے لیے کوشاں رہتے

از: پیر طریقت، نبیرہ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا سبحان رضا سبحانی میاں

۹۲/۷۸۶

حامدا و مصلیاو مسلما

ایک روز اخبار میں پڑھ کر عزیزی القدر مفتی محمد سلیم صاحب بریلوی - زید مجدہ- نے یہ اشک آلود خبر دی کہ قائد ملت حضرت علامہ الحاج محمد حسن رضا تاجی رضوی اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ یہ سن کر فقیر قادری نے کلمہ ترجیع پڑھ کر دعاے مغفرت کی۔

موصوف علیہ الرحمہ سے میرا اور میرے والد بزرگوار حضرت ریحان ملت علیہ الرحمہ سے بہت گہرا تعلق و رشتہ تھا۔ موصوف والد گرامی حضرت ریحان ملت کے استاذ بھائی تھے۔ صدر العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ کے یہاں رہ کر جب موصوف تعلیم حاصل کر رہے تھے تو سال میں کئی بار صدر العلماء کے ساتھ مرکز اہل سنت خانقاہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف حاضر ہوتے۔ والد صاحب ان سے بہت محبت فرماتے۔ یہ بھی والد صاحب سے نہایت مخلصانہ محبت و عقیدت رکھتے۔ والد صاحب کے ساتھ ان کی سیاسی رفاقت بھی رہی ہے۔ حضرت ریحان ملت کے ساتھ قائم اسی رشتہ کی وجہ سے موصوف مجھ فقیر قادری سے بھی گہرا تعلق و ربط رکھتے۔ خانقاہ شریف میں منعقد ہونے والے اعراس کی تقریبات میں شرکت کرتے۔ خاص کر عرس حامدی اور منظر اسلام کے جلسہ دستار بندی میں عموماً شریک ہوتے۔ بڑے ہونے کے باوجود وہ جبرادست بوسی کرتے۔ میں ہاتھ کھینچتا مگر وہ نہ چھوڑتے۔ اصاغر علما کے ساتھ بھی ان کا یہی طرز عمل تھا۔ علم دوست تھے۔ خلیق و ملنسار

تھے۔مسلک اعلی حضرت کی نشرو اشاعت اور سلسلہ رضویہ کے فروغ کے لیے کوشاں رہتے۔عقائداہل سنت اور معمولات اہل سنت کی بالادستی کی تگ ودو میں رہتے۔ تاج العلوم صمدیہ کی تعمیر بھی اسی جذبہ کے تحت معرض وجود میں آئی۔حسن اخلاق،حسن سیرت اور خدمت خلق کے وصف نے آپ کو ممتاز کردیا تھا۔آپ سے گہرے رشتہ وتعلق اور آپ کی مخلصانہ مذہبی ومسلکی نمایاں خدمات کے مدنظر فقیر قادری نے انھیں سلسلہ قادریہ، برکاتیہ، رضویہ،نوریہ، ریحانیہ کی اجازت و خلافت تفویض کی۔اللہ تعالی موصوف کی مغفرت فرمائے۔جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ان کی تربت پرانوار ورحمت کی بارشیں نازل فرمائے۔ان کے شہزادگان وشہزادیوں اوراہل خانہ کوصبرجمیل کی دولت بخشے۔

موصوف کے چھوٹے شہزادے عزیزم مولوی عثمان رضاشفیق سلمہ کے حوالہ سے عزیزی مفتی محمد سلیم بریلوی زیدعلمہ نے بتایاکہ جامعہ اشرفیہ کے شیخ الادب حضرت مولانانفیس احمد صاحب مصباحی کے شہزادے اور جامعہ اشرفیہ کے نوجوان فاضل و استاذعزیزم مولانا رئیس اختر زید مجدہ حضرت علامہ محمد حسن رضا تاجی علیہ الرحمہ کے نقوش حیات کو مرتب کرکے ”**قائدملت: حیات خدمات**“ کے نام سے ایک کتاب منظرعام پرلا رہے ہیں۔یہ سن کربڑی مسرت وشادمانی ہوئی۔اللہ تعالی اسے شرف قبول۔مرتب ومحرکین اور معاونین ومشارکین کواجر جزیل کی دولت عطافرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوہ و التسلیم.

فقیر قادری محمد سبحان رضاخاں سبحانی غفرلہ

خادم خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ،بریلی شریف۔

۱۷جمادی الآخرہ ۱۴۴۰ھ/ ۲۳رفروری ۲۰۱۹،بروز ہفتہ



فی اللیة الظلماء یفتقد البدر

از: محقق عصر، ادیب باکمال حضرت علامہ ڈاکٹر **سید علیم اشرف جائسی**

صدر شعبہ عربی، مولانا ابوالکلام آزاد یونیورسٹی، حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا حسن رضا خان تاجی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ و اُدخلہ فی فسیح جناتہ وزاد فی اُجرہ و حسناتہ کی وفات قوم کا ایسا خسارۂ فادحہ ہے جس کے لئے مغموم و مصاب قوم عرصے تک نوحہ کناں رہے گی۔ یہ خسارہ صرف ان کے گھر اور اہل خاندان کا نہیں بلکہ پوری جماعت کا ہے، یہ خسارہ اسلام وسنیت کا خسارہ ہے، بقول شاعر:

ما کان قیس ھلکہ ھلك واحد

لکنہ بنیان قوم تھدم

وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، ایک تحریک تھے۔ نگاہ کی بلندی، سخن کی دلنوازی اور جان کی پرسوزی کا ایک خوبصورت امتزاج انکی ذات میں سمویا تھا جس نے انھیں میر کارواں بنا دیا تھا۔ انھوں نے اپنے جہد مسلسل اور عمل پیہم سے ایک ایسے خطے میں علم کا گلشن تعمیر کیا جو اپنی طبیعت کے اعتبار سے بے حد سنگلاخ اور بے آب و گیاہ تھا۔ اور اس طرح انھوں نے طلاطم میں کشتی کھینے اور ہوا کے رخ پر چراغ جلانے کا کارنامہ انجادیا ہے۔ تاج العلوم صمدیہ کا قیام انکی جوانمردی، دور اندیشی اور ہمت رندانہ کی جیتی جاگتی مثال ہے۔ بچپن میں اسی ادارے کے ایک سالانہ جلسے میں ایک شعر سنا تھا جو خود انکی ذات پر پوری طرح صادق آتا ہے:

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں

زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

ان کا ذکر یادوں کے ایسے دریچے کھول دیتا ہے، جن سے واقعات کا ایک لامتناہی سلسلہ

نظر آتا ہے۔ حضرت والد صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان سے ان کی عقیدت و محبت، حضرت بھائی صاحب متعنا اللہ بطول بقائہ وأفاض علینا من سحائب فضلہ وعطائہ، کے ساتھ ان کی مودت ورفاقت، اور ہم لوگوں پر ان کی شفقت نگاہوں کے سامنے نظر آتی ہے۔ دوران طالبعلمی ہم لوگ تاج العلوم صمدیہ کے سالانہ تقسیم اسناد کے جلسوں میں بڑے اہتمام سے شریک ہوتے تھے، ان جلسوں کی بے شمار یادیں اب بھی حافظے میں مرتسم ہیں۔ایک جلسے میں صدر العلماء مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی اور مفتی اعظم کانپور سید رفاقت حسین بھی مدعو تھے وہ جلسہ بے حد تزک واحتشام سے منعقد ہوا تھا، پورے علاقے میں اس جلسے کی بڑی دھوم دھام تھی۔

عیدین کی نماز کے بعد وہ پابندی سے حضرت والد صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان سے ملاقات کرنے کے لئے گھر تشریف لاتے تھے۔اگر میں ہندوستان میں رہتا تواس موقع پر ہمیشہ ان سے ملاقات ہوتی تھی، عرس مخدومی بھی ان مواقع میں سے تھا جس ہماری ملاقاتیں ہوتی تھیں، حضرت والد صاحب روح اللہ روحہ کے وصال کے ان کے عرس و فاتحہ کی محفلیں بھی مولانا سے ملاقات کا ذریعہ بن گئیں جن میں وہ پابندی سے شریک ہوتے تھے۔ حضرت بابا عبد الصمد بھیکی پوری سے مولانا کو خصوصی لگاؤ وتعلق تھا۔ایک بار میں نے بھی ان کے ساتھ بھیکی پور کا سفر کیا تھا، غالبا عرس کا موقع تھا،اس سفر کے کئی نقوش اب بھی یادداشت کا حصہ ہیں، جو انکے اخلاص و محبت سے روشن نظر آتے ہیں۔ مولانا سے میری آخری ملاقات ان کے مرکز عقیدت ناگپور میں ہوئی تھی، جہاں میں ایک پروگرام کے سلسلے میں گیا ہوا تھا، پروگرام حضرت بابا تاج الدین ناگپوری کے آستانے سے متّصل ہی تھا، اچانک مولانا اسٹیج پر تشریف لائے اور مجھ سے ملکر بے حد خوش ہوئے میں بھی غیر مترقبہ ملاقات پر بیحد مسرور تھا۔ میرے پورے خطاب میں بغیر کسی قصد وارادے کے وہی میری توجہ کا مرکز بنے رہے، جس کا احساس مجھے بعد میں دلایا گیا، اور وہ بھی پورے جوش و خروش سے داد دیتے رہے، جلسے کے بعد فاتحہ خوانی کے لئے بھی ہم دونوں ساتھ ہی ساتھ آستانے پر حاضر ہوئے۔ اس سفر میں کیریئر گائڈنس کونسل کے میرے کئی رفقائے کار بھی میرے ساتھ تھے، مولانا کے ساتھ میری پرجوش ملاقات طرز

تعامل پر انھیں تعجب ہوا، ان میں سے کسی نے پوچھا کہ آپ عموماً لوگوں سے اس قدر بے تکلفانہ اور پر جوش طریقے سے نہیں ملتے، کیا حضرت آپ کے خاندان سے ہیں؟ میں نے انھیں بتایا کہ کہ بعض رشتے خاندانی رشتوں سے زیادہ مضبوط و مستحکم ہوتے ہیں۔ میرا ان سے ایک ایسا ہی رشتہ ہے۔ پھر مولانا سے ان لوگوں کا مفصل تعارف کرایا۔

مولانا کی ذات ستودہ صفات کا سب سے نمایاں پہلو یہ تھا کہ وہ ایک خود تعمیری شخصیت کے مالک تھے، انھوں نے نہ صرف اپنے کو بنایا بلکہ اپنوں کو بنانے کا بیڑا بھی اٹھایا، ان کے خاندان میں انکے لئے کوئی اسوہ و نمونہ نہیں تھا۔ بلکہ وہ خود اپنے خاندان اور اپنے رشتوں داروں کے لئے نمونہ بنے اور یہی انکے عظمت کی دلیل ہے۔ کچھ لوگ قسمت سے عظیم ہوتے ہیں، تو کچھ لوگ 'حکمت' سے عظیم بنتے ہیں اور کچھ لوگ محنت سے عظمت کا حاصل کرتے ہیں۔ مولانا حسن رضا خان رحمہ اللہ عظماء کی تیسری قسم سے تعلق رکھتے تھے، جو اپنے کدِ یمین اور عرق جبین سے، اپنی خدمت و محنت سے عظمتوں کا حصول و اکتساب کرتے ہیں۔ قسمت سے عظیم بننے والوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کسی دینی یا دنیوی جاہ والے خاندان میں پیدا ہوجائے یا اسے کوئی بڑی نسبت حاصل ہوجائے، یہ لوگ بلاشبہ عظیم ہوتے ہیں۔ ” ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء “۔ رہے تیسری قسم کے عظماء تو ان میں حقیقتاً عظمت کی کوئی رمق نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ چالبازی سے یا اپنے حوالی موالی کی مدد سے اپنے عظیم ہونے کا وہم پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دراصل ایسے لوگ قوم کی عظمت کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہوتے ہیں، بلکہ خود عظمت کے دامن پر بھی ایک داغ کی مانند ہوتے ہیں۔

مولانا حسن رضا خان رحمہ اللہ نے ایک عام اور متواضع خاندان میں پیدا ہوئے اور پرورش پائی، اللہ تعالی نے اپنے فضل و کرم سے انھیں علم دین کی دولت عطا کی، اور انھیں اپنے عشیرے میں ایک نمایاں مقام عطا کیا اگر جو چاہتے تو اپنے اس مقام و مرتبے کو دنیاوی جاہ کے حصول کا ذریعہ بناتے، اگر وہ چاہتے تو سیاست اور سماجی خدمات کو اپنی ترقی کا زینہ بناتے، اور اس کے لئے ان کے پاس وافر مواقع بھی تھے۔ لیکن ان کی طبیعت کی دین داری اور قوم و ملت

کے لئے ان کے جذبۂ غمگساری نے انھیں دین کی خدمت کی راہ پر ڈال دیا۔انھوں نے اپنی بے پناہ محنت اور بے لوث خدمت سے تعلیم دین کا ایک بڑاادارہ قائم کیا، جس سے بے شمار تشنگان علم و معرفت نے استفادہ کیا۔ ہمارے علاقے میں علم دین کی ترویج و اشاعت میں ان کا اور ان کے ادارے کا نمایاں حصہ ہے۔

ان کی ذات ایک چشمۂ شیریں کی طرح تھی،ایک شجر سایہ دار کی مانند تھی۔ایک عرصے تک وہ یاد آتے رہیں گے،ہر مصیبت کی گھڑی انھیں یاد کیا جائے گا،ہر دشواری میں ان کا ذکر ہوگا۔

سیذکرنی قومی اذا جد جدھم
و فی لیلۃ ظلماء یفتقد البدر

مولائے کریم و کارساز سے دست بدعا ہوں کی مولاتعالی و تقدس اپنے فضل عمیم اور لطف کریم سے ان کے اِن کار ہائے نمایاں کو شرف قبولیت عطا فرمائے، اور انھیں انکے درجات کی بلندی کا موجب بنائے، انھیں اپنے جوار رحمت میں اور اپنے نیکوکار بندوں کی قربت میں جگہ عطا فرمائے، ان کے قائم کردہ ادارے کو روز افزوں ترقی مرحمت فرمائے، اور انکے وریث و جانشین عزیز القدر مولانا حسنین رضا خاں سلمہ اللہ کو ان کا نعم البدل بنائے اور انھیں اپنے والد گرامی ے نقش قدم پر چلنے اور اور انکے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ و آلہ الطیبین و الطاھر ین والھادین والمھدیین و من أحبھم و والاھم من الصحابۃ والتابعین و من تبعھم باحسان الی یوم الدین.

سید علیم اشرف جائسی



نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پُر سوز

از: پیر طریقت حضرت مولانا سیّد **قسیم اشرف** اشرفی جیلانی، معروف بہ **"حسن میاں"**

مہتمم دار العلوم جائس، رائے بریلی

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين○ الرحمن الرحيم○ مالك يوم الدين○

إياك نعبد وإياك نستعين○

وأصلی وأسلم علی سید المرسلین، محمد وآله اجمعین.

بہار رفت ولے صاحب نظر داند　　　　که باوجود خزاں بوئے یاسمیں باقیست

قائد ملت حضرت علامہ مولانا حسن رضا صاحب علیہ الرحمہ کا سانحۂ ارتحال اہل سنت کا ایک بڑا خسارہ ہے۔ دار العلوم تاج العلوم صمدیہ اور قرب وجوار ہی نہیں، بلکہ ملک اور بیرون ملک تمام وابستگان ایک پاکیزہ قیادت سے محرومی کی کسک تا دیر محسوس کرتے رہیں گے۔ بے سروسامانی میں کیسے دین کا کام کیا جاتا ہے اور کیسے سامان آخرت کیا جاتا ہے؟ کوئی سیکھنا چاہے تو ان کی سیرت سے سیکھے، بلا شبہہ وہ اس شعر کے مصداق اتم تھے:

نگہ بلند، سخن دل، نواز جاں پر سوز　　　　یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لیے

والد صاحب علیہ الرحمہ اور بھائی صاحب دامت فیوضہم سے جو خاص ربط اور اس فقیر پر جو التفات رہا، اس کا بیان یہاں ممکن نہیں۔ مولی عزوجل ان کی مرقد پر رحمت و نور کی بارش فرمائے، ہم تمام متعلقین خصوصا ان کے جانشین اور سبھی فرزندان واہل خانہ کو نعم البدل عطا فرمائے۔

حسن جائسی

آستانہ اشرفیہ، جائس



قائد ملت ایک باصلاحیت عالم دین اور سیاسی وسماجی حلقے میں منفرد شناخت کے حامل تھے۔

از: شیخ طریقت حضرت مولانا الحاج سید محمد انور چشتی

مہتمم جامعہ صمدیہ، پھپھوند شریف

باسمہ تعالی و تقدس

مخلص گرامی وقار حضرت مولانا حسن رضا صاحب نور اللہ مرقدہ امام النحو حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ کے مخصوص شاگردوں میں سے تھے، آپ ایک باصلاحیت عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ علاقے کے سیاسی سماجی حلقہ میں ایک منفرد شناخت رکھتے تھے۔ میں اپنے نانا جان امام النحو سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ کے پاس جس وقت زیر تعلیم تھا اس وقت سے انہیں جانتا ہوں، نہایت ہی شریف، سادہ مزاج متواضع اور علم دوست آدمی تھے۔ اِسی سال وصال سے چند روز قبل عرس حضور حافظ بخاری کے موقع پر پھپھوند شریف تشریف آوری ہوئی تھی، ان سے مل کر بے پناہ خوشی و مسرت ہوئی، جامعہ صمدیہ کو دیکھنے کے بعد نہایت خوشی کا اظہار فرمایا۔ مگر افسوس عرس حافظ بخاری کے چند روز بعد ہی ان کے وصال کی خبر ملی۔ إنا لله وإنا إليه راجعون، میں سمجھتا ہوں کہ ان کے سفر آخرت سے پہلے غالباً ان کا یہ آخری سفر تھا۔ خداے بزرگ برتر کی بارگاہ میں دعا ہے کہ انہیں جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور جماعت اہل سنت میں ان کے وصال سے جو نقصان ہوا ہے اس کی تلافی فرمائے۔ احباب و متعلقین کو صبر واجر سے مالامال فرمائے۔

سید محمد انور چشتی

خادم جامعہ صمدیہ دار الخیر وآستانہ عالیہ صمدیہ مصباحیہ، پھپھوند شریف، ضلع اوریا (یوپی)



وہ اہل زمانہ کے لیے نشانِ منزل تھے۔

از: پیر طریقت حضرت مولانا سید **معراج اشرف** اشرفی جیلانی
سجادہ نشین درگاہ مخدوم اشرف جائس، ضلع رائے بریلی، یوپی۔

اس عالم رنگ و بو میں بہت سے لوگوں نے جنم لیا۔ لوگ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ لیکن اس دھرتی پر کچھ ایسے لوگ بھی جنم لیتے ہیں جو خود اپنی تاریخ رقم کرتے ہیں۔ اور زمانے کے لیے نشان منزل ثابت ہوتے ہیں۔ اور ایسے لوگ اپنے لیے کم اور دوسروں کے لیے زیادہ جیتے ہیں۔ اور اسی پاکیزہ سوچ میں اپنی خوشی تلاش کرتے ہیں۔ حقیقت میں ایسے لوگ ہی نیک نام ہوتے ہیں۔ دنیا اس حقیقت سے روگردانی نہیں کر سکتی ہے۔

انھیں نامور شخصیات میں مولانا حسن رضا صاحب تاجی بانی و مہتمم مدرسہ تاج العلوم صمدیہ، قاسم پور، ضلع امیٹھی ہیں۔ جن کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ جب بھی میں ان سے ملا انھوں نے ہنستے اور مسکراتے ہوئے خیر مقدم کیا۔ اور کوئی بھی پروگرام ہو یا کوئی بھی آپ کے مدرسے کا جلسہ ہو وہ میری سرپرستی کے بغیر نہیں ہوتا تھا۔ اور جب بھی میں نے ان سے کوئی مشورہ کیا تو انھوں نے مجھے درست اور صحیح مشورہ دیا۔ آج وہ ہمارے بیچ نہیں ہیں۔ مگر ان کے علمی اور عملی کارناموں اور ان کی شفقتوں اور محبتوں کو ہم کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ تعالی ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے اعزا و اقربا کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین فقط

دعا گو

سید معراج اشرف اشرفی الجیلانی

سجادہ نشین درگاہ مخدوم اشرف جائس شریف

مورخہ ۱۴/ اپریل ۲۰۱۸ء بروز شنبہ



مولانا حسن رضا علیہ الرحمہ کا انتقال قومی وملی خسارہ

از خطیب الہند حضرت مولانا حافظ عبید اللہ خاں اعظمی، سابق ممبر پالیمنٹ

مولانا حسن رضا خان مرحوم ومغفور کی شخصیت گاندھی نگر جائس، رائے بریلی، امیٹھی، سلطانپور میں خدمت خلق سے پہچانی گئی۔ اعلیٰ ظرفی اخلاقی خوبیاں، قومی، ملی ہمدردی اور تعلیمی بیداری جیسے بہترین اوصاف سے مرحوم کی ذات کا زندگی بھر تعارف رہا۔ عصری علوم وفنون اور دینی تعلیم و تربیت کے وہ زبردست خوگر تھے۔ ملی و سماجی کارکن کی حیثیت سے مسلموں وغیر مسلموں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ سیاسی نقطہ نظر سے بھی بارہا میری ملاقاتیں اور گفت وشنید ہوئی۔ ان کے ہر ہر لفظ میں قومی افکار وہمدردی نمایاں نظر آتی۔ گاندھی نگر واقع ان کے مدرسے تاج العلوم صمدیہ کے سالانہ جلسے میں اکثر میری شرکت ہوتی رہی۔ میں نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کی خیر خواہی کا جذبہ ان میں ہر وقت موجزن رہتا تھا۔ ہمیشہ اتحاد کے لئے کوشاں رہنے والی وہ ذات جماعت کو انتشار سے بچاتی تھی، ''اتحاد زندگی ہے اختلاف موت'' کی روشنی میں قوم کی شیرازہ بندی کرنے والی وہ ذات ہم سے جدا ہوگئی۔ کچھ عرصہ پہلے سینٹرل حج کمیٹی کے رکن کی حیثیت سے حجاج کرام کی خدمات اوران کی سہولیات کا بہتر سے بہتر نظم ونسق قائم کرنے میں ان کی انفرادیت، تنظیمی صلاحیت کی بنیاد پر مقبول خاص وعام ہوئی۔ ایسی ہر دل عزیز شخصیت کا دنیا سے اٹھ جانا ذات اور جماعت دونوں کے غم کا سبب بنتا ہے۔ گاندھی نگر میں ان کا مدرسہ اور ان کے مدرسے سے پڑھ کر نکلنے والے فارغین ان کے نام اور ان کے کام کو انشاء اللہ العزیز روشن کرتے رہیں گے۔ مولانا مرحوم کا انتقال صرف ان کے خاندان کو غم کے حوالے سے متاثر نہیں کرتا، بلکہ ملت بھی ان کے انتقال کے باعث قومی وملی خسارے کا غم محسوس کرتی ہے۔ پروردگار سے دعا ہے کہ انہیں کروٹ کروٹ نعمت ابدی سے سرفراز فرمائے۔ اور ان کے ادارہ اور ملت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ نبیّنا سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عبید اللہ خان اعظمی، سابق ممبر آف پارلیمنٹ



مسلک اعلیٰ حضرت کے بے باک نقیب اور تاج الاولیاء کے سچے عاشق

از: حضرت مولانا بایزید تاجی دام ظلہ، تاج آباد، ناگ پور

مصلح قوم ملت حضرت مولانا حسن رضا تاجی صمدی کے انتقال پر ملال کی خبر جانکاہ سے جو صدمہ ہوا وہ قابل بیاں نہیں۔ قوم وملت کے درمیان سے ان کے اٹھ جانے سے جو خلا واقع ہوا، اس کی بھرپائی مشکل نظر آتی ہے۔ خلوص وللّٰہیت کی وجہ سے تھوڑے سے وقت میں بڑا کام کر گئے۔

مولانا موصوف مسلک اعلیٰ حضرت کے بے باک نقیب اور حضرت تاج الاولیاء کے سچے عاشق تھے۔ بابا حضور سے بڑی عقیدت ومحبت تھی اور بابا حضور کی ان پر خصوصی عنایتیں بھی تھیں۔ ہر سال تاج آباد شریف (ناگ پور) تشریف لاتے تھے، اس موقع پر فقیر سے ضرور ملاقات ہوتی تھی۔ عجز وانکساری، تواضع وخاکساری، ان کی زندگی کا طرۂ امتیاز تھا۔

مولائے کریم ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔

فقیر بایزید تاجی

خادم دربار تاج الاولیاء حضرت سید محمد بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ

وامام شاہی مسجد تاج آباد، ناگ پور، مہاراشٹر



حضرت قائد ملت کی رحلت سے پورا علاقہ سوگوار

پیر طریقت مولانا بابا **ظفر الحسن تاجی** سجادہ نشین آستانہ عالیہ صمدیہ بھیکی پور، امیٹھی

ابھی بنا بھی نہ ڈالی تھی آشیانے کی فلک کو فکر ہوئی بجلیاں گرانے کی

گردش لیل و نہار کے زیر اثر پیدا ہونے والے حوادث اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ اس عالم رنگ و بو میں ہر شے فانی ہے۔ اگر کسی کو بقا ہے تو وہ اللہ واجب الوجود کی ذات ہے، جس کے دست قدرت سے کائنات کی تمام بوقلمونیاں وابستہ ہیں۔

”كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ط“

عطائے غوث الوقت، معمار قوم وملت، پاسبان سنیت، ناشر مسلک اعلی حضرت الحاج علامہ حسن رضا تاجی رضوی مرحوم و مغفور بانی مدرسہ تاج العلوم صمدیہ کی اچانک رحلت سے پورا علاقہ سوگوار ہو گیا، مرحوم صرف کچھ گھنٹوں کی قلیل مدت میں بیماری کے سبب مورخہ ۲۲ر ربیع الآخر ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۰ر مارچ ۲۰۱۸ء بروز شنبہ ۱۰ر بج کر ۴۵ر منٹ پر رات میں ہمارے درمیان سے رخصت ہو کر واصل بحق ہو گئے۔ بے شمار ارمانوں کا جنازہ تھا جو موصوف کی میت کے ساتھ شہر خموشاں کی جانب بڑھ گیا۔ ان گنت امیدیں تھی جو مرحوم کے ساتھ سپرد خاک ہوگئیں۔ إنا لله وإنا إليه راجعون

دعا ہے کہ خداوند عالم ان کے درجات بلند فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں خصوصی جگہ عطا فرمائے، اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

ظفر الحسن تاجی

خادم آستانہ عالیہ صمدیہ، بھیکی پور شریف



علامہ حسن رضا تاجی علیہ الرحمہ بحیثیت قائد ورہنما

از: مصلح قوم ملت، حضرت مولانا محمد عمر شریف القادری
ناظم اعلی جامعہ غازیہ سید العلوم، بڑی تکیہ، بہرائچ شریف

حضرت علامہ مولانا حسن رضا تاجی علیہ الرحمہ قصبہ جائس سے متّصل ایک گاؤں روشن پور، ضلع امیٹھی، یوپی میں ۱۰ر محرم ۱۳۶۶ھ کو ایک دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے، دینی ماحول میں تربیت پائی، خاندانی شرافت ودینداری کی بنا پر بچپن ہی سے خداترسی، دین پروری کا جذبہ تھا جو آگے چل کر عظیم قائد ورہنما کی شکل اختیار کیا۔ علامہ مرحوم بہت ہی خلیق منکسر المزاج اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار تھے، جس کی بنا پر عوام وخواص علماو مشائخ میں بڑی مقبولیت تھی اور لوگ آپ سے حد درجہ محبت کرتے تھے۔ علاقائی سطح پر آپ کی عظیم ترین خدمات ہیں، دینی، دعوتی، اصلاحی اور رفاہی خدمات آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ سیاست حاضرہ سے بھی بڑا گہرا تعلق تھا، اپنے سیاسی اثرورسوخ سے ہمیشہ قوم وملت کو فائدہ پہنچایا خصوصا مدارس اسلامیہ، علوم دینیہ کی ترقی اور انسانی معاشرہ کی صلاح وفلاح کے لیے اس کا استعمال کرتے رہے۔ علم دین مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ سلم سے حد درجہ لگاؤ تھا اس کی ترویج واشاعت میں ہمہ وقت سرگرداں رہے علم دین سے والہانہ وابستگی کا ہی نتیجہ ہے کہ آپ نے قصبہ جائس واطراف وجوانب کے لوگوں کو زیور علم سے آراستہ کرنے کے لیے بچپن ہی میں ایک ادارے بنام مدرسہ تاج العلوم صمدیہ کی بنیاد ڈالی اور تاحیات اس کی خدمت کرتے رہے۔ رب قدیر علامہ موصوف کی خدمات دینی قبول فرماکر ان کی قبر پر رحمت وانوار کی بارش برسائے۔ آمین

شریک غم:

محمد عمر شریف القادری

ناظم اعلی جامعہ غازیہ سید العلوم، بڑی تکیہ، بہرائچ شریف



ایک فرد نہیں، ایک جہان کی موت

ادیب اسلام حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی
شیخ الادب جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ

۲۲؍ جمادی الآخرہ ۱۴۳۹ھ/ ۱۰؍ مارچ ۲۰۱۸ء رات کو اہل خانہ کے ساتھ اپنے وطن شیخن ٹولہ، قصبہ سِدھور، ضلع بارہ بنکی سے جامعہ اشرفیہ، مبارک پور حاضر ہوا، چوں کہ اس دن سفر کی تکان کا کچھ زیادہ ہی اثر ہو گیا تھا، اس لیے کھانے اور نمازِ عشا سے فراغت کے بعد میں جلد ہی سو گیا۔ رات کے تقریبا بارہ بجے یہ جاں کاہ خبر ملی کہ قائد ملت حضرت مولانا حسن رضا تاجی علیہ الرحمہ رحلت فرما گئے۔ خبر سنتے ہی بے ساختہ زبان سے ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ جاری ہو گیا، آخر کار حضرت کے صاحب زادے عزیز گرامی نعمان رضا نفیس صاحب سے خبر کی تصدیق کے لیے فون پر رابطہ ہوا، انھوں نے روتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں خبر کی تصدیق کی اور بتایا کہ نماز عشا اور کھانے سے فراغت کے کچھ دیر بعد حضرت کو سینے میں درد محسوس ہوا، فورا گاڑی سے حسنین رضا بھائی کے ہمراہ جائس میں ڈاکٹر توفیق صاحب کے مطب پہنچے، اور علاج شروع ہوا مگر گیارہ بجے پیک اجل آن پہنچا اور حضرت اللہ کو پیارے ہو گئے۔

یہ غم انگیز اور الم ناک خبر سنتے ہی میری آنکھوں سے نیند غائب ہو گئی۔ اور دل ان کی پرانی یادوں میں کھو گیا، اور ان کے اوصاف و اخلاق، خدمات اور کارناموں کی تصویریں ماضی کے دریچوں سے ایک ایک کر کے ذہن کے پردے پر ابھرنے لگیں۔

میری آپ سے پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب آپ نے اپنے قائم کردہ ادارے مدرسہ تاج العلوم صمدیہ، قاسم پور، گاندھی نگر کے سالانہ جلسہ میں مجھے آنے کی دعوت دی تھی، جب پہلی بار ادارے میں حاضری ہوئی تو آپ نے ناچیز کا نہایت پر تپاک خیر مقدم کیا، سلام، مصافحہ اور معانقہ کے ساتھ دست بوسی بھی کی، جب کہ آپ کے بڑے صاحب زادے محترم حسنین رضا

بھائی میرے ہم عمر ہیں، میں نے عرض کیا: حضرت! یہ آپ کے لیے ہرگز مناسب نہیں، تو فرمانے لگے: نہیں، یہی مناسب ہے، اور میں آپ کا اعزاز نہیں کروں گا تو کون کرے گا۔ اس موقع پر میں نے ایک دن مزید آپ کے دولت کدے پر قیام کیا، اور مختلف دینی و مذہبی، دعوتی واصلاحی اور ملی وسماجی موضوعات پر گفتگو رہی، اسی درمیان میں نے اپنی کچھ عربی اور اردو کتابیں بھی آپ کو پیش کیں، جنھیں آپ نے خوش دلی سے قبول فرمایا اور دل کھول کر دعائیں دیں۔ پھر اس کے بعد کبھی فون سے تبادلۂ خیالات اور کبھی بالمشافہہ ملاقاتوں کا سلسلہ چل پڑا۔ اس دوران آپ کی ہشت پہلو شخصیت کے بہت سے زریں گوشے میرے علم میں آئے۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں:

(۱) آپ تواضع اور انکساری کے پیکرِ مجسم تھے، جس کی وجہ سے عوام وخواص، طلبہ واساتذہ سب آپ کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے، سچ فرمایا ہے نبی اکرم ﷺ نے:

جس نے اللہ تعالی کے لیے تواضع اختیار کی اللہ تعالی اسے سربلندی عطا فرماتا ہے، تو اپنی شخصیت کے لحاظ سے چھوٹا ہونے کے باوجود لوگوں کی نگاہوں میں وہ بڑا ہوجاتا ہے، اور جس نے تکبر اختیار کیا اللہ تعالی اسے نیچے گرادیتا ہے تو شخصیت کے لحاظ سے بڑا ہونے کے باوجود وہ لوگوں کی نگاہوں میں چھوٹا ہوجاتا ہے۔ (مشکاۃ المصابیح، ج:۲، ص:۴۳۴، باب الغضب والکبر)

انھیں کو سربلندی ہوتی ہے حاصل زمانے میں
جو مثلِ آسماں جھک کر ذرا خم دار ہوتے ہیں

(۲) خدمت خلق کا جذبہ بھی آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، نماز، روزہ اور دیگر اسلامی عبادتوں کے ساتھ خدمت خلق کو بھی عبادت سمجھتے تھے، اس سلسلے میں آپ اس نظریہ کے حامی تھے:

تصوف بجز خدمتِ خلق نیست　　　به تسبیح وسجادہ و دلق نیست

(یعنی تصوف خدمت خلق کے بغیر نہیں، وہ صرف تسبیح، مصلا اور گدڑی (پہننے) کا نام نہیں ہے۔) آپ کی نگاہ رسول اکرم ﷺ کے اس ارشاد گرامی پر تھی:

"ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یار ومددگار چھوڑتا ہے، جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کی ضرورت

پوری فرماتا ہے۔ اور جو کسی مسلمان کی پریشانی دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کی پریشانیوں میں سے کوئی پریشانی اس سے دور فرمائے گا۔" (بخاری و مسلم، بحوالہ مشکاۃ المصابیح، ۲/۴۳۳، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

اسی لیے آپ برابر خدمت خلق میں لگے رہتے تھے، قوم کی ضرورتوں کو اپنی ضرورت سمجھتے، اور خلق خدا کو ہر ممکن آرام پہنچانے کی کوششیں اور تدبیریں کرتے رہتے، اگر کوئی شخص اپنی نجی حاجت لے کر حاضر ہوتا تو اس کی حاجت پوری کرنے کے لیے اپنا تمام تر اثر و رسوخ استعمال فرماتے۔ اور زبان حال سے یہ پیغام دیتے:

حیات لے کے چلو، کائنات لے کے چلو　　　چلو تو سارے زمانے کو ساتھ لے کے چلو

(۳) سماج میں پھیلی ہوئی برائیوں اور غلط رسموں کو ختم کرنے کے سلسلے میں آپ کی کوششیں آبِ زر سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔

آپ نے جس زمانے میں ہوش سنبھالا اس وقت قصبہ جائس کے اطراف و جوانب میں عوام کے مسائل پنچایتوں کے ذریعے طے کیے جاتے تھے، ان پنچایتوں میں بسا اوقات غیر منصفانہ اور غیر شرعی فیصلے ہوتے، عموماً پیچیدہ ازدواجی مسائل کا تصفیہ شوہر اور اس کے گھر والوں پر دباو بنا کر طلاق مغلظہ کی صورت میں کرایا جاتا تھا۔ اس لیے آپ نے مسلسل محنت اور تگ و دو کر کے ان غیر شرعی پنچایتوں کا خاتمہ کرایا اور ۸۹-۱۹۸۸ء میں اپنے مدرسے میں شرعی عدالت قائم فرمائی جس میں مفتی محمد وارث قادری مصباحی اور مولانا عبد الرؤف مصباحی، سمروتا، رائے بریلی کو اسے چلانے کے لیے ذمہ دار بنایا۔ اس شرعی عدالت کے ذریعے الجھے ہوئے سماجی مسائل منصفانہ طریقے سے شریعت مطہرہ کے قوانین کی روشنی میں حل کیے جانے لگے۔ اور دبے کچلے عوام بڑی حد تک ان اجتماعی چیرہ دستیوں سے محفوظ ہو گئے۔

ساتھ ہی اس وقت شادیوں میں عموماً ڈھول باجے اور گانے بجانے کا بھی رواج تھا، غیر شرعی جہیز اور بے تحاشا زیورات دینے کا چلن عام تھا، شادیوں میں بے حد فضول خرچی اور شرعی احکام کی خلاف ورزی بڑے بے باکانہ انداز میں ہوتی تھی، اس کی روک تھام کے لیے آپ نے جہیز اور بے تحاشا زیورات کے لین دین کو ایک حد کے اندر محدود کیا، اور اعلان کیا کہ

جو بھی اس کی خلاف ورزی کرے گا یا ڈھول باجے کا استعمال کرے گا تو ہمارے مدرسے کا کوئی استاذ یا طالب علم اس کی شادی میں نہ شرکت کرے گا اور نہ نکاح پڑھائے گا، اور اگر علاقے کا کوئی شخص اس کا نکاح پڑھائے گا تو اس کا بھی بائیکاٹ کیا جائے گا۔ آپ کی یہ اصلاحی کوششیں بہت کامیاب ہوئی اور شادیوں میں اس طرح کے غیر شرعی امور پر بڑی حد تک قدغن لگ گئی، آپ کی ان کوششوں کی علاقے کے علما، حفاظ اور قرا نے بھرپور تایید فرمائی، اور اس تحریک اصلاح معاشرہ میں پورے طور پر آپ کا ساتھ دیا۔

(۴) دینی، علمی، دعوتی اور اصلاحی خدمات کے ساتھ آپ نے ملکی سیاست سے بھی اپنا رشتہ ہمیشہ استوار رکھا، اور سیاسی اثر و رسوخ کو مدرسے کی ترقی، علم کی نشر و اشاعت، خلق خدا کی خدمت اور انسانی معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کرتے رہے۔ آپ مدرسہ اور خانقاہ سے تعلق رکھنے کے ساتھ سیاست حاضرہ سے بھی گہرا ربط رکھتے تھے، آپ ایسے نظام زندگی کے قائل اور حامی تھے جس میں جتنا زور فکر فردا (یعنی قیامت اور آخرت) پر ہوتا ہے اتنا ہی زور غم امروز (یعنی حالاتِ حاضرہ اور امت کے موجودہ مسائل) پر بھی ہوتا ہے، آپ ترک دنیا کر کے صرف ''ھو حق'' کی ضربیں لگانے کو ''اسوہ حسنہ'' نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس نظام کے حامی اور مؤید تھے جس میں دین کے ساتھ دنیا کو اور ظاہری و باطنی مسائل کے ساتھ قوم وملت کے مسائل کو اہمیت دی جاتی ہے۔ اور '' لا تنس نصیبك من الدنیا'' کا مطلب بھی یہی ہے کہ دنیوی اور اخروی زندگی کے درمیان توازن برقرار رکھا جائے۔

(۵) ہوش سنبھالتے ہی آپ نے علم کی اہمیت اور تعلیم کی افادیت کو پورے طور پر محسوس کر لیا تھا، اس لیے ۱۵/ سال کی عمر ہی میں آپ نے اپنے گھر کے دروازے پر صحن میں ۸/ اکتوبر ۱۹۶۰ء کو اپنی بستی اور علاقے کے بچوں کی دینی تعلیم کے لیے ایک مکتب قائم کیا اور بیس روپیہ مشاہرہ پر حافظ محمد مزمل صاحب کو مدرس مقرر کیا اور اپنی بستی میں ''چٹکی'' کے نام پر ہفتہ واری چندہ مقرر کیا اور اس کے ذریعے بڑی مشکل سے استاذ کے مشاہرہ اور مدرسے کے دیگر اخراجات کا انتظام ہوتا تھا، لیکن ان نازک حالات میں بھی آپ ہمت نہیں ہارے اور اپنی تعلیم جاری رکھنے کے ساتھ ہی اس مکتب کو بھی آگے بڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ

وقت بھی آیا جب ۱۹۷۵ء میں قاسم پور، گاندھی نگر میں سلطان پور رائے بریلی شاہ راہِ عام کے بالکل متّصل ایک وسیع وعریض خطہ زمین پر صدر العلما علامہ غلام جیلانی میرٹھی، امین شریعت مفتی رفاقت حسین علیہما الرحمہ اور دیگر علما و مشایخ اہل سنت کے ہاتھوں ایک عظیم دار العلوم کی بنیاد رکھوائی اور اس کا نام ''مدرسہ تاج العلوم صمدیہ'' رکھا، اس طرح آپ نے تعلیم کی روشنی سے محروم اور جہالت کے اندھیروں میں بھٹکنے والے لوگوں کے لیے ایک مینارۂ نور قائم فرما دیا۔ اس ادارے نے اس علاقے میں قوم کے فرزندوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے اور دینی ومذہبی معاملات میں ان کی صحیح رہ نمائی کے سلسلے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

اس طرح آپ کی شخصیت ہشت پہلو اور آپ کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع تھا، گاندھی نگر اور جائس کے علاقے میں اہل سنت کا ایک جہان آپ سے وابستہ تھا اور آپ کے دم قدم سے اس کے دینی اور دنیوی کام تکمیل آشنا ہوتے تھے۔ آپ کا اچانک دنیا سے تشریف لے جانا ''موتُ العالِمِ موتُ العالَم'' کا مصداق ہے، اور بقول شاعر حماسی ''عبدۃ بن الطبیب'':

فما كانَ قيسٌ هُلكُه هُلكَ وَاحدٍ ولكنه بنيـان قـوم تهـدَّما

(قیس بن عاصم کی موت فرد واحد کی موت نہیں، بلکہ وہ قوم کی عمارت تھے، جو ڈھ گئی۔)

آپ کی رحلت کے سانحے نے پورے علاقے کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، کتنی آنکھیں اشک بار اور کتنے دل بے قرار ہو گئے، آپ کے دولت خانہ روشن پور، جائس میں آپ کا آخری دیدار کرنے کے لیے کیا مرد، کیا عورتیں پورا علاقہ ٹوٹ پڑا اور نماز جنازہ میں انسانوں کا ایک سیلاب نظر آرہا تھا، نماز عصر کے فوراً بعد نماز جنازہ ہوئی، مجمع اتنا کثیر تھا کہ نماز مغرب تک لوگ تدفین میں حصہ لیتے رہے، چہروں پر رنج وغم اور اداسی کے آثار صاف نمایاں تھے۔ سچ کہا ہے کسی نے:

موت ہے اس کی کرے جس پہ زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

نفیس احمد مصباحی
خادم تدریس، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی



خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

از: حضرت مولانا مفتی منظور احمد خاں عزیزی، شیخ الحدیث جامعہ عربیہ، سلطان پور

مرشدی جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ عبد العزیز محدث مراد آبادی، بانی الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور علیہ الرحمہ والرضوان کے تعلق سے مشہور ہے کہ حضور کا رہائشی مکان جوخستہ ہو چکا تھا اس کی خستگی کا تذکرہ ہوا تو اس موقع پر اس مرد درویش نے فرمایا : ”اللہ تعالی نے اپنے کرم سے مسلمانوں کے لیے جنت کے محل تعمیر کرائے ہیں اب ہم چند دن کے لیے دنیا کے گھر کے لیے پریشانی کیوں مول لیں“۔ (حیات حافظ ملت : ۱۸۰) کچھ ایسی ہی شخصیات کے تعلق سے شاعر مشرق نے فرمایا ہے:

کہاں سے تو نے اے اقبال سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچا بادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا

دنیا کے عیش و آرام کو تج کر آخرت پر نظر جمانا یہ سب کے بس کی بات نہیں ”ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۱﴾“.

وہ شئ کچھ اور ہے کہتے ہیں جان پاک جسے
یہ رنگ ونم یہ لہو آب وناں کی ہے بیشی

حکیم ابن سینا جب اپنی حکمت بالغہ پر نظر ڈالتا ہے تو پکار اٹھتا ہے:

لما عظمت فليس مصر واسعی
ولما غلا ثمنی فقدت المشتری

یعنی جب میری عظمت کا پھریرا بلند ہوا تو کوئی شہر ایسا نہ رہا جو میرا ظرف بن سکے اور جب میری قیمت بڑھی تو میرا کوئی خریدار بھی نہ رہا۔

اس طرح کی بات وہی کہہ سکتا ہے جو فیضان سماوی سے محروم ہو اور اس کا مطمح نظر صرف دنیا کی جاہ و حشمت ہو مگر ایک درویش صفات کا حامل شخص اپنی بلندیوں کو دیکھ کر ذلک فضل اللہ کا ورد کرتا ہے۔

اس دھرتی پر ایسے بھی حضرات ہوئے ہیں جو بزرگوں کی درویشانہ حیات کو اپنا کر ملت کے لیے سرمایہ افتخار بنے ہیں، انہیں میں سے معمار ملت حضرت علامہ مولانا حسن رضا تاجی علیہ الرحمہ بانی مدرسہ تاج العلوم صمدیہ گاندھی نگر جائس امیٹھی ہیں۔ مولانا نے ایک ایسی سنگ لاخ زمین پر جنم لیا جہاں دور دور تک علم کی روشنی نظر نہیں آرہی تھی۔ آپ کے والدین (اللہ انہیں غریق رحمت فرمائے) نے اپنے دینی مزاج کا ثبوت دیتے ہوئے آپ کا تفسیر و حدیث و فقہ کی تعلیم کے لیے مدرسے میں داخلہ کرایا۔ مولانا مدرسوں میں دینی ترجیحات دیکھ کر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور وہیں سے اپنے دل میں یہ ٹھان لیا کہ اپنے علاقے میں بھی دینی تعلیم کے لیے کچھ کر گزرنا چاہیے۔ اس لیے کہ جو قوم تعلیم سے عاری ہوتی ہے نہ اسے دنیا میں کوئی مقام مل سکتا ہے اور نہ آخرت میں۔ مولانا اپنے گرد و پیش کے ماحول کو دیکھ کر کڑھتے رہے کہ قوم مسلم کی پس پائی کی واحد وجہ علم سے بیگانگی ہے اس پر مزید ڈاکٹر اقبال کا شعر مہمیز کا کام کرتا ہے:

حیرت ہے کہ تعلیم و ترقی میں ہے پیچھے
جس قوم کا آغاز ہی اِقرا سے ہوا تھا

چنانچہ مولانا موصوف نے اپنی آبائی زمین پر تاج العلوم صمدیہ کی علما و مشائخ کے ہاتھوں سے بنا رکھوائی او قلیل مدت میں علم کی شعائیں بکھیر دیں اور آج تک اس قرب و نواح میں علم کی ضیائیں اپنا کام کر رہی ہیں اور جہالت کا خاتمہ ہو رہا ہے۔

مولانا کو بڑے ہی صبر آزماں مراحل سے گزرنا پڑا اور اصلاحی اقدامات کے لیے جان توڑ محنت بھی کرنی پڑی۔ چناں چہ جو علاقے جہالت کی بھول بھلیا میں بھٹک رہے تھے ان

میں بدعات اور منکرات نے اس قدر پائداری پیدا کرلی تھی کہ ان کے مقابلے کے لیے کھڑا ہونا جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا۔ یہاں تک کہ کچھ بدعتی لوگ جعلی قبریں بنا کر اپنا دھندا کر رہے تھے اور بے شعور لوگ ان کے دام فریب کا شکار ہو رہے تھے۔ مولانا پوری تندہی کے ساتھ ان سے نبرد آزما ہوئے ان قبروں کو اکھڑوا کر دم لیا اور اپنے داعیانہ کردار سے ان بھٹکے ہوئے آہوں کو سوئے حرم لے چلے۔ مولانا کے کردار کی ارجمندی کو بار بار سلام کرنے کو جی چاہتا ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

منظور احمد خاں عزیزی

خادم تدریس جامعہ عربیہ، سلطان پور



قائدملت ایک تاریخ ساز شخصیت

حضرت مولانا قاری محمد عالم رضا نوری، قاضئ شہر کان پور

پروردگار عالم ہرانسان کوکچھ صفات دے کر دنیامیں بھیجتا ہے جن کی بنیاد پراس شخص کی شناخت ہوتی ہے ۔ حضرت علامہ حسن رضا تاجی کو بھی اللہ رب العزت نے بہت سے اوصاف حمیدہ سے متّصف کر کے اس دنیامیں بھیجا تھا۔ مولانا موصوف کو۱۹۴۶ء میں اللہ پاک نے ایسے سنگلاخ اور ناسنجار علاقے میں پیدا کیا جہاں علم کی روشنی دور دور تک نظرنہیں آتی تھی دین متین سے غافل اور اللہ ورسول ﷺ کے فرمان عالی شان سے ناآشنا قوم بے دینی کے ماحول میں زندگی گزار رہی تھی، ایسے ماحول میں روشنی کا ایک منارہ بن کر چمکنے والی ذات بابرکات کا نام مفکر ملت حضرت علامہ حسن رضا تاجی علیہ الرحمہ ہے۔ جب آپ ملک محمد جائسی انٹر کالج میں ہائی اسکول کے طالب علم تھے، اسی وقت علم دین مصطفیٰ کے فروغ واشاعت کے لیے ایک مدرسہ کا قیام تاج الاولیاء حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ ناگ پور کے نام سے کیا اور بحیثیت مدرس حضرت حافظ مزمل صاحب کا انتخاب ہوا، راقم الحروف نے پہلے دن اور پہلے طالب علم کی حیثیت سے ادارہ ھذا میں داخلہ لیا اور تاج الاولیاء کے نام سے علم دین نبی ﷺ کا یہ چراغ جو روشن ہوا تھا علم کی روشنی پورے اطراف میں پھیلانے میں مصروف ہوگیا۔

علامہ موصوف کے دل میں بھی علم دین مصطفیٰ ﷺ حاصل کرنے کا جذبہ جو پہلے ہی سے موجزن تھا، بیدار ہوا عصری تعلیم چھوڑ کر میرٹھ چلے گئے اور مدرسہ اسلامی عربی اندر کوٹ میں درجۂ عالمیت وفضیلت میں داخلہ لیا امام النحو حضرت علامہ غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ کی بے پناہ عنایتوں اور شفقتوں نے علامہ موصوف کی زندگی میں مزید علم دین کی طلب

کا ذوق بھر دیا اور پوری لگن کے ساتھ قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ دوسری جانب تاج الاولیاء کے نام سے لگایا ہوا یہ گلشن تاج روز افزوں ترقیوں کی جانب قدم بڑھاتا رہا، مولانا موصوف کے والد محترم جناب چودھری محمد اسحاق صاحب اور راقم کے عم محترم جناب محترم حاجی محمد حنیف صاحب کی انتھک کوششوں سے یہ گلشن علم وادب اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جائس اور پورے قرب وجوار میں علم کی روشنی بکھیرنے میں مصروف رہا۔ بالآخر وہ ساعت سعید بھی آئی کہ حضرت علامہ حسن رضا صاحب کے سروارث علوم نبویہ کا تاج عظمت ۱۹۷۴ء حضرت علامہ مفتی محمد سلیم صاحب کی سرپرستی میں مشائخ عظام وعلماے ذوی الاحترام کے مقدس ہاتھوں سے رکھا گیا۔

حضرت بابا تاج الدین علیہ الرحمہ کے خلیفۂ ارشد حضور بابا شاہ عبد الصمد علیہ الرحمہ کی شفقتوں سے علامہ موصوف کو اللہ پاک نے یہ تمام نعمتیں و عظمتیں عطا فرمائیں تھیں، ان کا سایہ بھی ہم سب کے سروں سے اٹھ گیا اور حضرت بابا صاحب اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، اس طرح مدرسہ کا پورا نام مدرسہ تاج العلوم صمدیہ ہو گیا۔ مولانا حسن رضا صاحب کو اللہ تعالی نے دینی حمیت اور اپنے اسلاف ومشائخ سے فطری طور پر وابستگی و دیعت فرمائی تھی، دین نبی کی بقا، ناموس رسالت اور مسلک اعلی حضرت کے تحفظ کے لیے جب بھی ضرورت پیش آئی تن من دھن سے اپنے آپ کو وقف کر دیا اور ان کے سد باب کے لیے سعی پیہم کی۔

اللہ تعالی نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقے اور بزرگان دین کے طفیل مولانا موصوف کو ایسی وسیع النظری عطا فرمائی تھی کہ وہ ہر اس کام کی ہمت افزائی کے لیے ہمیشہ تیار رہتے جس میں ان کو علم دین مصطفیٰ ﷺ کا فائدہ نظر آتا۔ سچائی یہ ہے کہ بابا تاج الدین علیہ الرحمہ کا کرم حضور باب عبد الصمد علیہ الرحمہ، حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کا روحانی فیضان، حضور سبحانی میاں کی رشد وہدایت وخلافت، امام النحو حضرت علامہ مولانا غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ کی عطاے بصیرت، حضرت علامہ جلال الدین علیہ کا جلال وجمال،

حضرت علامہ مفتی محمد سلیم صاحب کی وسعت نظری، والدین کریمین کی بے پناہ دعاؤں سے جوذات نکھر کر آتی ہے اسی کو سارا زمانہ علامہ حسن رضا تاجی کے نام سے جانتا اور پہچانتا ہے۔

حضرت علامہ موصوف خود اپنی ذات میں ایک انجمن تھے انھوں نے اس پورے خطے اور علاقے کو جینے کا نیا سلیقہ سکھایا اسلامی نظریہ تعلیم کی نئی راہیں تلاش کیں بگڑے ہوئے معاشرے کو اسلامی ماحول اور محبت رسول کے سانچے میں ڈھالنے کا ایک عظیم کارخانہ تعمیر کیا مدرسہ تاج العلوم صمدیہ گاندھی نگر جائس امیٹھی کی شکل میں ایک اسلامی قلعہ دیا جس کے تربیت یافتہ اسلامی سپاہی آج ملک کے طول وعرض میں دین وسنیت کا کام کر رہے ہیں۔

افسوس علامہ موصوف ۲۲/ جمادی الآخرہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۰/ مارچ ۲۰۱۸ء کو اپنے خاندان ہی نہیں پورے علاقے وخطے کو روتا بلکتا سسکتا چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ وہ آج ہمارے درمیان نہیں ہیں مگر ان کے ہاتھوں سے لگایا ہوا گلشن علمی بشکل مدرسہ تاج العلوم صمدیہ ہمیں ان کی یاد دلاتا رہے گا۔ ان کی رحلت سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ علامہ موصوف علیہ الرحمہ کو غریق رحمت فرمائے اور ان کے درجات میں بلندی عطا فرمائے خاندان اور ان کے لواحقین مخلصین، محبین اور معتقدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے لگائے ہوئے اس گلشن صمدیہ کو ترقیوں کے بام عروج پر لے جانے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

محمد عالم رضا نوری

قاضی شہر کان پور



قائد ملت کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا

از: حضرت مولانا عبد اللطیف، قاضی شہر سلطان پور

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

انسان دنیا میں اکیلا ہی آتا ہے اور پھر اکیلا ہی چلا جاتا ہے لیکن انسانی معاشرے میں انسان باہم مل کر زندگی گزارنے پر مجبور رہے۔ لیکن بہت سے لوگ اجتماعی زندگی گزار لیتے ہیں اس طور پر کہ کھائے پیے، عیش و آرام کیے اور پھر موت کی آغوش میں پہنچ کر ابدی نیند سو کر پیوند خاک ہو گئے۔ ان کی زندگی پس مرگ نقوش نہیں چھوڑتی جس کی وجہ سے چند دن تو ان کی موت کے تذکرے ہوتے ہیں پھر ان کے اعزا و اقربا بھی ان کو نسیا منسیا کر دیتے ہیں، مگر اسی دھرتی پر کچھ ایسے حضرات بھی جنم لیتے ہیں کہ دھرتی پر رہیں یا دھرتی میں ان کی شخصیت ہمیشہ بافیض ہوتی ہے اور وہ خلق خدا کے مرجع ہوتے ہیں ان کی زندگی اپنے آپ تک یا اپنے عزیز و اقارب تک ہی محدود نہیں رہتی بلکہ وہ انسانی سوسائٹی کے لیے ابوالفیض کی حیثیت رکھتے ہیں، وہ سفر آخرت کر جانے کے باوجود اپنے پیچھے ایسے آثار تعمیرات اور فلاحی کارنامے چھوڑ کر جاتے ہیں جو انہیں ہمیشہ زندۂ جاوید رکھتے ہیں جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے:

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے — کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

یقیناً حضرت علامہ مولانا حسن رضا تاجی علیہ الرحمہ زمانۂ طالب علمی سے تعمیری ذہن و فکر رکھتے تھے اور زمانہ تعلم میں بھی اپنے علاقے میں تعلیم کے لیے پر عزم رہتے تھے۔ چنانچہ آپ نے اس دور میں بھی اپنے دروازے پر مکتب اسلامی چلا کر اس کا ثبوت پیش کیا اور بعد فراغت اپنے وطن میں ایک دینی درسگاہ کی بنیا رکھی جس نے قلیل مدت میں دار العلوم کی شکل اختیار کی، اس درس گاہ اسلامی نے اپنی شعاؤں سے علاقے کی تاریکئ جہالت کو دور کرنے

میں ایک مؤثر کردار ادا کیا اور مسلک اعلی حضرت کا ترجمان بنا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ علاقے میں جن بدعات اور منکرات نے جڑ پکڑ لی تھیں علامہ موصوف نے اپنے اصلاحی مخلصانہ سعی پیہم سے ان کی مکمل بیخ کنی کی اور اسلامی تہذیب و ثقافت کی بہار آئی۔ مولانا حسن رضا علیہ الرحمہ نے اپنے حسن کردار اور علم سے اغیار میں بھی باعزت مقام حاصل کیا اور ملک کی اعلی سیاسی شخصیات نے بھی مولانا سے اپنے مراسم قائم رکھے، مگر مولانا نے ان مراسم سے اپنی ذات کو فائدہ پہنچانے کا کام نہیں کیا بلکہ اس سے بھی تعمیر ملت ہی کا کام کیا۔ میں اپنے اس تحریری پیغام سے قوب وجوار کے علما اور عوام الناس سے اپیل کرتا ہوں کہ بانی مدرسہ تاج العلوم صمدیہ، گاندھی نگر جائس امیٹھی کے چمنستان کو کہیں سے بھی خزاں رسیدہ نہ ہونے دیں اگر ہو سکے تو پہلے سے بھی زیادہ اس کو سنوارنے کی کوشش کریں، یہی علامہ علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں سب سے بڑا خراج عقیدت ہے۔ گیسوے تابدار کو اور بھی تابدار کر

عبد اللطیف

قاضی شہر سلطان پور



صالح فکر، بلند کردار کے مالک تھے

از: حضرت مولانا ساجد علی حبیبی دام ظلہ

علامہ حسن رضا تاجی علیہ الرحمہ صالح فکر، بلند کردار اور عمدہ طبعیت کے مالک تھے۔
جب میں نے سنا کہ ملک کا سرفہرست ارادہ اخبار روزنامہ انقلاب قائد ملت علامہ حسن رضا رضوی تاجی پر خصوصی ضمیمہ شائع کرنے جارہاہے میرے حزین قلب کو کافی سکون ملا کیوں کہ کسی بھی عظیم شخصیت کے دنیا سے کوچ کر جانے کے بعد یہی سچا خراج ہوتا ہے کہ اس کے کارہائے نمایاں سے عوام الناس کو روشناس کرایا جائے۔ علامہ حسن رضا تاجی کے انتقال کی خبر سن کر مجھے قلبی صدمہ پہنچا تھا کیوں کہ وہ جہاں صالح فکر، بلند کردار اور عمدہ طبیعت کے مالک تھے، وہیں میرے ہم سبق ساتھی بھی تھے۔ وہ آج اگرچہ ہمارے مابین نہیں ہیں مگر ان کے ذریعے کیے گئے سماجی، ملی، مذہبی اور مسلکی کارنامے مجھ ناتواں کو حوصلہ بخش رہے ہیں۔ اللہ تعالی انھیں جنت الفردوس میں اعلی مقام اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

مولانا ساجد علی حبیبی

مہتمم دار العلوم گلشن مدینہ، رائے بریلی



قائد ملت کا وصال ملت اسلامیہ کا ناقابل تلافی نقصان

از: حضرت مولانا غلام جیلانی مصباحی

آپ کی ولادت جائس سے متّصل گاؤں روشن پور میں ۲۵ / دسمبر ۱۹۴۶ء میں ایک نیک اور دین دار گھرانے میں ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم گھر اور گاؤں میں حاصل کرنے کے بعد علمی تشنگی بجھانے کے لیے متعدّد مقامات کا سفر کیا، خصوصیت کے ساتھ امام النحو علامہ الشاہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ کی بارگاہ علم و فضل میں حاضر ہوئے، ایک مدت تک ان کے پاس رہ کر تحصیل علم کیا۔ قائد ملت حضرت مولانا الحاج حسن رضا تاجی کی ذات ایک نابغۂ روزگار شخصیت تھی۔ آپ کی مقبولیت و محبوبیت کا رنگ ہر خاص و عام، اپنے اور بے گانے سب کے دلوں پر چڑھا ہوا ہے۔ آستانہ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف میں حاضری کی آپ کی دیرینہ تمنا تھی، اپنے وصال سے چند روز قبل صدر مجلس علماے اہل سنت حافظ بخاری خواجہ سید عبد الصمد چشتی مودودی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس سراپا قدس میں شرکت کے لیے محب گرامی حضرت مولانا محمد انصار مصباحی استاذ جامعہ صمدیہ شریف کے والد ماجد حافظ و قاری محمد اقبال رضوی صاحب قبلہ اور دیگر احباب کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ ایک ملاقات رہی جو از حد متاثر کن تھی، گفتار میں حد درجہ شیرینی و حلاوت اخلاق و عادات سے عاجزی و انکساری اور چھوٹوں پر شفقت و عنایت جیسی خوبیاں آپ کے اندر دیکھنے کو ملیں جو آج تقریباً عنقا ہیں۔ مدرسہ تاج العلوم صمدیہ آپ کا زبردست علمی کارنامہ ہے۔ آپ کے اخلاص و ایثار کا ہی نتیجہ ہے کہ تھوڑے سے عرصے میں جامعہ تاج العلوم صمدیہ نے تعلیم و تعلم کے میدان میں بلند مقام حاصل کیا ہے۔ اللہ کریم ان کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور پسماندگان کو صبر و اجر سے نوازے۔ آمین

غلام جیلانی مصباحیؔ

خادم التدریس، جامعہ صمدیہ، پھپھوند شریف، اوریا (یوپی)



قائد ملت اپنی ذات میں تنہا انجمن تھے

حافظ انوار الحق حافظؔ رائے بریلوی

مولانا کی اچانک موت کی خبر کسی ایک فرد واحد کے لیے باعث غم نہ تھی، بلکہ پوری قوم کے لیے صدائے جاں کاہ تھی۔ ہر آدمی تصویر غم بن گیا۔ نگاہوں کے سامنے وہ مناظر آ گئے، جن میں مرحوم کی شخصیت بیداری کا پیغام تھی۔ شخص معدوم ہو جاتا ہے لیکن شخصیت معدوم نہیں ہوتی، اس کسوٹی پر آپ کی شخصیت پرکھنے کے وقت غالب کا یہ شعر بے ساختہ زبان پر آجاتا ہے۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہا ہو گئیں

خادم ملت میں خاکساری، تواضع، ہمدردی و مواساۃ کے جذبات کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے۔ خدمت خلق کا جوہر بدرجہ اتم موجود تھا۔ سماج کے ہر فرد کو تعلیم دیتے تھے کہ آدمی وہ ہے جو اپنے آپ کو حاجت مندوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے وقف کر دے۔ قلب انساں میں ہمدردی کا جذبہ ہمیشہ رواں دواں ہونا چاہیے

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

میں مولانا محترم کو کامیاب خادم ملت سمجھتا ہوں۔ ملی اور قومی جذبات کی بنا پر اونچائیوں اور بلندیوں کو چھو کر ثابت کر دیا۔ ''خادم کے ہی زمرے سے مخدوم نکلتے ہیں''۔ گویا ان کا قائد ملت ہونا خادم ملت ہی کا نکھرا اور سنورا روپ ہے۔ جب آپ ملک محمد جائسی انٹر کالج میں طالب علم تھے۔ آپ نے اپنے گھر روشن پور میں ایمان و یقین، عرفان و شعور اور علم

وادب کی وہ شمع جلائی جو آندھی اور طوفان میں بھی جلتی اور مسکراتی رہی۔ آپ کے اس اولین کارنامے کو ”مدرسہ تاج العلوم صمدیہ، روشن پور، قاسم پور، گاندھی نگر، جائس“ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس دینی درس گاہ کو تصوف اور روحانیت کے تاجدار حضرت بابا تاج الدین ناگ پوری سے شرف انتساب حاصل ہے۔ روز بروز فروغ وارتقا کی منزلیں طے کرتا ہوا ”مدرسہ تاج العلوم صمدیہ گاندھی نگر جائس“ کی شکل میں اجالوں کا مرکز بن گیا۔ یہاں کے فارغین قرب وجوار میں اسلامی قدروں کی نشر واشاعت کر رہے ہیں اور برادران وطن کو حب وطن کا درس دے رہے ہیں۔

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہیں ہندوستاں ہمارا

مرحوم کے حسن اخلاق سے متاثر ہوکر ہندو بھائی بھی آپ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ سیاسی رہنماؤں اور اکابرین ملت اسلامیہ سے آپ کے تعلقات قابل ذکر تھے۔ سیاست میں بھی آپ کا اچھا خاصہ دخل تھا، ابھی حال ہی میں حج کمیٹی آف انڈیا کا منبر منتخب کیا جانا، حکومت حاضرہ میں دخل یابی کا بین ثبوت ہے۔

خادم ملت اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ ہر بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا آپ کا وصف خاص تھا۔ یہ اوصاف وہ ہیں جن کی بدولت انسان ہمیشہ یاد کیا جاتا ہے۔ وہ اپنے پیچھے وہ یادیں چھوڑ جاتا ہے کہ دل پکار اٹھتا ہے۔

بہار رفت ولے صاحب نظر داند
کہ باوجود خزاں بوئے یاسمیں باقیست

ذروں کو چمکاتا، گلستان علم وادب کو مہکاتا، خانقاہان نور و نکہت کو اپنی گراں قدر خدمات سے مالا مال کرتا ہوا بتاریخ ۱۰؍ مارچ ۲۰۱۸ء بروز سنیچر اچانک وہ پیکر خلوص و محبت نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔ ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ لیکن مرحوم کی گوناگوں شخصیت نے بڑھ کر سہارا دیا اور

اندھیروں کو اجالوں میں بدلتے ہوئے ارباب فکر ونظر کو سوچنے پر مجبور کر دیا ہے

موت نے چپکے سے جانے کیا کہا
زندگی خاموش ہو کر رہ گئی

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اپنے فضل بے کراں سے مرحوم کو جنت کی بہاریں نصیب فرمائے اوران کے چشم وچراغ کو آندھی وطوفان میں بھی جگمگاتے رہنے کی توفیق بخشے، آمین۔ آخر میں اس قطعہ پر مضمون کا اختتام کرتا ہوں۔ ے

مٹ گئے لوگ نام باقی ہے — ظرف کا احترام باقی ہے
صورتیں خاک ہوگئیں لیکن — سیرتوں کا مقام باقی ہے

شریک غم:

انوار الحق خاں (حافظ راے بریلوی)



فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

از حضرت مولانا محمد اشتیاق احمد قادری اشرفی

اللہ تبارک وتعالی نے بندوں کی رہنمائی کے لیے انبیاورسل کے بعد جن عظیم شخصیتوں کو مبعوث فرمایاان میں سے ایک معزز اور پاکیزہ جماعت علما کی ہے جن کو قرآن پاک میں اللہ نے ”إنما یخشی اللہ من عبادہ العلما“ کے ذریعہ یاد فرمایا ہے۔ اور حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ”العلماء ورثۃ الأنبیاء“ کے لقب سے نوازا، اسی مقدس جماعت سے تعلق رکھنے والی پندرہویں صدی ہجری کی عظیم شخصیت مخیر ملت، مجاہد سنیت، حضرت علامہ حسن رضا تاجی صمدی کی ہے جن کی خدمات آب زر سے تحریر کرنے کے لائق ہیں۔

علامہ موصوف کی ولادت ۱۰/ محرم الحرام بمطابق ۲۵/ دسمبر ۱۹۴۶ء کو اتر پردیش کے ضلع رائے بریلی، حال امیٹھی کے روشن پور کے ایک دین دار گھرانے میں ہوئی۔ چوں کہ آپ کو وقت ولادت سے ہی علمی گھرانا میسر ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تمام اوصاف جو ایک قائد اور رہبر میں ہونے چاہیے آپ کے اندر نوجوانی سے ہی موجود تھے۔ جس کا ثبوت آپ نے اپنی دور طالب علمی ہی میں ولی کامل حضرت باب عبد الصمد علیہ الرحمہ کے مقدس ہاتھوں اپنے دولت کدہ پر ایک دار العلوم بنام تاج العلوم صمدیہ کا سنگ بنیاد رکھوا کر پیش کیا۔ جو کہ آپ کی مسلسل کاوشوں سے عروج کی منزلیں طے کرتا رہا، اور آج ایک شاندار علمی قلعہ کی شکل میں علامہ موصوف کی یاد تازہ کر رہا ہے۔

علامہ موصوف نے عصری تعلیم کی تکمیل کے بعد دینی تعلیم کی طرف اپنی توجہ مبذول فرمائی اور اور وقت کے مقتدر علما سے اکتساب فیض کیا جن میں امام النحو صدر العلماء علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ جیسی شخصیت شامل ہے۔

علامہ موصوف بہت سے اوصاف حمیدہ کے حامل تھے، اللہ تعالی نے آپ کو قوم کی

اصلاح کا جذبۂ فراواں عطا فرمایا تھا، آپ کی مجلس میں ہمیشہ قوم وملت کی اصلاح سے متعلق گفتگو ہوتی تھی، دور حاضر کی سیاست کو مد نظر رکھتے ہوئے، آپ نے سابق وزیر اعظم راجیو گاندھی سے بھی رابطہ بنا رکھا تھا۔

علامہ موصوف کو تصوف وطریقت سے بھی خاصا لگاؤ تھا۔ نبیرۂ اعلی حضرت، حضرت مولانا سبحان رضا سبحانی میاں مد ظلہ النورانی نے آپ کو سلسلہ قادریہ، رضویہ کی خلافت واجازت مرحمت فرمائی تھی، آپ ملک وملت کے لیے ایک عظیم سرمایہ کی حیثیت رکھتے تھے۔

علم واخلاق تہذیب وتمدن کا یہ چمکتا ہوا ستارہ ۲۲ / جمادی الاخرہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۰ / مارچ ۲۰۱۸ء کو اس دنیاے فانی کو الوداع کہہ کر عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گیا۔

"إنا لله وإنا إليه راجعون"

ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

مولی تعالی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کا فیضان ہم تمام مسلمانوں پر جاری وساری رکھے۔ آمین بجاہ حبیبك سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

از محمد اشتیاق احمد قادری اشرفی
خادم دار العلوم غوث اعظم، انہونہ ضلع امیٹھی، یوپی



موت العالِم موتُ العَالَم

از: حضرت مفتی محمد مزمل اختر مصباحی

کائنات کی ہر چیز فانی ہے، بقا صرف خالق عالم جل مجدہ کے لیے ہے، مگر اس عالم رنگ وبو میں حیات مستعار گزارنے والی کچھ شخصیتیں ایسی قدآور اور مقبول ومحبوب ہوتی ہیں جن کے جانے کا غم رہتی دنیا تک باقی رہتا ہے۔ انھیں ذوات قدسیہ میں ایک نمایاں نام خلیفہ حضرت سبحانی میاں مرجع انام حضرت علامہ مولانا حسن رضا تاجی علیہ الرحمہ، بانی مدرسہ تاج العلوم صمدیہ قاسم پور، گاندھی نگر، جائس ضلع امیٹھی کا ہے۔ آپ کی شخصیت گوناگوں اوصاف وکمالات کی حامل تھی۔ آپ جہاں اپنی قومی، ملی اور سماجی خدمات کے حوالہ سے بہت مقبول ومحبوب تھے وہیں اپنے دینی اور مذہبی کارناموں کی وجہ سے عوام وخواص سب کے منظور نظر تھے۔ آپ کا ہر نقش حیات امت مسلمہ کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتا تھا۔ ملت کا درد اور امت کا غم آپ کے شریانوں میں لہو بن کر دوڑ رہا تھا۔ آپ مسلمانوں کی خیر خواہی، ہمدردی اور روشن مستقبل کے لیے ہمیشہ فکر مند رہتے تھے۔ دینی تعلیم وتربیت اور عصری علوم وفنون سے آپ کو عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ آپ کے اخلاق وکردار سے پیار ومحبت کے سوتے پھوٹتے تھے۔ قوموں کی شیرازہ بندی کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے، تنظیمی اور جماعتی اعتبار سے بھی مشہور دیار وامصار تھے۔ ایسے ہر دل عزیز، مقبول ومحبوب اور خدا دوست فرد کا جانا یقیناً دنیائے علم وفکر کے لیے زبردست خسارہ اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔ آپ کی وفات حسرت آیات سے پوری جماعت اہل سنت سوگوار اور پسماندگان کے ساتھ شریک غم ہے۔ اللہ تعالی اپنے فضل وکرم اور محبوب مکرم کے طفیل ان پر عفو ودرگذر کی برکھا برسائے اور جنات عدن ان کا مسکن بنائے ساتھ ہی امت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین علیہ وعلی آلہ افضل الصلوات واکمل التسلیم

غم گسار:

محمد مزمل اختر مصباحی

خادم تدریس وافتا: جامعہ عربیہ انوار القرآن، بلرام پور، یوپی

قائد ملت اور رد بدعات و منکرات

از: حافظ محمد امین قادری

استاذ مدرسہ تاج العلوم صمدیہ قاسم پور، گاندھی نگر، امیٹھی

قائد ملت حضرت علامہ الحاج حسن رضا تاجی رضوی علیہ الرحمہ کی ذات والا صفات بہت سے اوصاف و محاسن کی حامل تھی، آپ کی زندگی کا ایک اہم وصف بدعات و منکرات سے نفرت اور انھیں اسلامی معاشرے سے دور کرنے کی مخلصانہ کوشش تھی، فواحش و منکرات اور بدعات و خرافات جو مسلم معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہیں، انھیں ختم کرنے کے لیے حضور قائد ملت نے جہد مسلسل فرمائی۔ جس قوم میں آپ پیدا ہوئے پرورش پائی، اس قوم کے حالات آپ کے پیشِ نظر تھے، چوں کہ یہ قوم ان پڑھ، تہذیب و تمدن سے کوسوں دور اور پسماندگی کے اندھیرے میں گم تھی، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حضرت بابا اسرا شاہ رحمۃ اللہ علیہ بابو گنج کی درگاہ میں ایک خادم جن کا نام زین الدین تھا، کسی وجہ سے جب انھیں درگاہ چھوڑنا پڑا تو وہ اپنے گاؤں پورہ شیوداس میں جاکر ایک فرضی قبر بنا ڈالی اور خود مجاور بن کر بیٹھ گئے۔ قوم اتنی جاہل تھی کہ اکثریت فرضی قبر پر حاضر ہونے لگی، حضور قائد ملت کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ کی حالت دیدنی تھی۔ غصہ سے فوراً وہاں پہنچے سب سے پہلے اس فرضی قبر کو برابر کروا دیا، دیکھتے ہی دیکھتے کافی مجمع اکٹھا ہو گیا، لیکن آپ کا رعب اس قدر تھا کہ کسی کو دم مارنے کی ہمت نہ تھی۔ پھر آپ نے ایک پر مغز خطاب کے ذریعہ سمجھایا کہ اسلام میں فرضی قبروں کا کوئی تصور نہیں ہے، اس طرح سے ایک مذموم بدعت کا آپ نے خاتمہ فرمایا۔

لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے بہت ساری غیر شرعی رسومات شادی و دیگر تقریبات میں

در آئی تھیں ، اس کے لیے آپ نے گاؤں گاؤں جاکر خود لوگوں کو سمجھایا اور ان بے ہودہ رسومات کا خاتمہ فرمایا۔

ایک بڑی لعنت جو معاشرے میں بڑی تیزی کے ساتھ پھیل رہی تھی، وہ یہ تھی کہ لوگ شادیوں میں تفاخر کے لیے ۲۰/ ۲۰/ زیور دینے لگے تھے جس سے غریب مسلمان شادیوں کے اخراجات کے بوجھ تلے دبے جارہے تھے، آپ نے قوم کے بااثر لوگوں کو بلایا، انھیں سمجھایا کہ شریعت میں سادگی کے ساتھ شادی، نکاح کا حکم ہے۔کیوں فضول خرچی کرتے ہو؟اس سے اللہ اس کے پیارے رسول ﷺ ناراض ہوں گے، پھر آپ نے ایک تنظیم بنائی جس میں یہ طے کیا گیا کہ اب صرف تین زیور ہی شادیوں میں دیے جائیں گے، جو بھی اس کے خلاف چلے گا پوری قوم اس کا بائیکاٹ کرے گی۔ یہ تحریک بہت کامیاب رہی اور آج تک برادری میں صرف تین ہی زیور دیے جاتے ہیں۔

پردہ جو اسلامی شعار ہے اس وقت پردہ کا کوئی تصور ہی مسلم عورتوں میں نہیں پایا جاتا تھا،مسلم عورتوں کا بے پردہ بازار جانا، شادیوں میں شامل ہونا، اودھی زبان میں ان کا گیت گانا، اعراس میں مخلوط شرکت عام تھی، قائد ملت کی مسلسل جد جہد اور سعی پیہم سے یہ برائی ختم ہوگئی۔

بزرگوں کے اعراس میں مرد و زن کا مخلوط اجتماع اور اس کے ذریعے قوانین اسلام کی دھجیاں اڑانا آج بھی بہت سے لوگوں کا محبوب مشغلہ ہے، حضور قائد ملت اس کے سخت خلاف تھے اور حتی الامکان آپ نے انھیں روکنے کی کوشش کی، اس راہ پر خار میں آپ کو مخالفین کی سازشوں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ گالیاں بھی سننی پڑیں، رکاوٹیں بھی سامنے آئیں ، لیکن آپ نے بڑی اولوالعزمی کے ساتھ سب کا مقابلہ کیا۔

حضور قائد ملت علیہ الرحمہ کی پوری زندگی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں مصروف رہے۔ اپنے قائم کردہ ادارہ ''مدرسہ تاج العلوم صمدیہ'' کے ذریعے امت مسلمہ کی بھلائی کے

لیے کئی تحریکیں چلائیں، دار القضا قائم کیا، زندگی کا بیشتر حصہ اصلاحی اور تبلیغی سرگرمیوں میں صرف کیا، جہاں گئے علم کی قندیل روشن کرتے گئے۔

بلاشبہہ آپ ’’ملت کے قائد‘‘ تھے، جس کا اعتراف اپنے تو اپنے بے گانے بھی کرتے ہیں۔ آپ کو اللہ تعالی نے بڑی مقبولیت عطا فرمائی تھی، آپ کے جنازے میں ایک محتاط انداز کے مطابق بیس ہزار سے زائد کا مجمع تھا۔ آپ کی وفات حسرت آیات پر ہر آنکھ اشکبار تھی۔

آپ مسلک و مذہب کے سخت پابند تھے، خلاف شرع امور کہیں بھی دیکھتے تو فوراً منع فرماتے۔ غیر شرعی رسومات جن تقریب کا حصہ ہوتیں ان میں شامل نہیں ہوتے تھے۔ سیاسی پکڑ بے حد مضبوط تھی۔ ارکان اقتدار سے گہرے مراسم تھے، لیکن کبھی اپنی ذات کے لیے کوئی فائدہ نہیں لیا، انحطاط کے اس دور میں آپ جیسا قائد نظر نہیں آتا، بظاہر وہ آج ہماری نظروں سے اوجھل ہیں، لیکن آج بھی ان کی تربت سے یہ آواز آتی ہے:

ریاضِ دہر میں ایک بابِ عبرت ہے مری ہستی
مجھے دیکھو میں بیٹھا ہوں مجسم داستاں بن کر



موت اس کی ہے کرے جس پہ زمانہ افسوس

از: حضرت قاری عبدالحی ضیائی، جگدیش پور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا لوگ تھے جو راہِ وفا سے گزر گئے　　جی چاہتا ہے نقش قدم چومتے چلیں

حضرت مولانا حسن رضا تاجی علیہ الرحمہ کے انتقال کی خبر نے بہت متاثر کیا۔ ضلع امیٹھی، یوپی کا ایک عظیم سپوت، ایک تابناک ستارہ اب ہمارے درمیان سے رخصت ہو گیا، لیکن اپنی ایمانی خوشبو اور اپنی تابناک روشنی چھوڑ گیا۔ حضرت کا علمی مقام بہت بلند تھا۔ علمائے کرام سے بہت محبت فرماتے، خصوصا سادات کرام سے آپ کو بے پناہ عقیدت و محبت تھی۔

علم کی خدمت کرنے اللہ کے بندوں کو اللہ سے جوڑنے کے لیے آپ نے زندگی کا قیمتی سرمایہ صرف کیا۔ آپ نہایت سادہ لوح خوش مزاج، بلند اخلاق کے حامل، چھوٹوں پر نہایت شفیق، عالمانہ جلال و قائدانہ صلاحیت کے پیکر تھے۔

آپ کے زیرِ نگرانی مدرسہ تاج العلوم صمدیہ، گاندھی نگر (متّصل تاریخی مقام قصبہ جائس شریف) برق رفتاری کے ساتھ روز و شب ترقی کی منزلیں طے کرتے ہوئے آج ایک عظیم علمی و عملی قلعہ کی صورت میں تشنگان علوم کو سیراب و فیضیاب کر رہا ہے۔ آپ ہی اس ادارہ کے بانی ہیں۔ ایمانی فراست، سیاسی بصیرت اور زبردست قومی و ملی، سماجی شعور ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ بیداریٔ مغز، اولوالعزمی، حالات حاضرہ سے باخبری اور قوم و ملت کی نباضی نے ان کی شخصیت کو پر اعتماد بنا دیا تھا۔

انہوں نے اپنی منزل اور اپنا راستہ خود متعیّن کیا۔ وسعت ظرف، کثرتِ عمل اور جرأت ان کی شناخت تھی۔

اللہ نے آپ کو بڑی اور نمایاں خوبیاں ودیعت کی تھیں ان میں سے ایک نہایت اہم خوبی کسب افراد کی ہے۔ وہ دلوں کو جیتنے اور انہیں اپنا بنانے کا ہنر جانتے تھے۔

آپ کی شخصیت میں درد ملت کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ کی خدمات کا دائرہ صرف علمی حلقوں تک ہی محدنہیں بلکہ ارباب اقتدار میں بھی آپ کی ذات گرامی کو قدر ومنزلت حاصل تھی۔ جب بھی ملک وقوم پر مصیبت و آزمائش کا وقت آیا تو آپ نے عزم و حوصلہ کے ساتھ اسی بصیرت اور سیاسی سوجھ بوجھ کے ذریعہ در پیش مسائل کے حل کے لیے اپنی خدمات پیش کیں۔

ملک کی عوامی زندگی میں ان کا بہت بڑا تعاون تھا وہ ایک دانا اور روحانی شخصیت تھے، وہ طاقت کا ایک ستون تھے اور قوم وملت کی حمایت میں خود کو ہمیشہ وقف کیے رہتے تھے۔

عرصہ دراز تک آپ آل انڈیا حج کمیٹی کے ممبر بھی رہے۔

جب کبھی دین وملت کے خلاف کوئی نازیبا بات سامنے آتی تو وہ سینہ سپر ہو جاتے۔

ملک وملت کے لیے حضرت کی گوناگوں خدمات ہمیشہ یادرکھی جائیں گی۔

حضرت کے چلے جانے سے ملت اسلامیہ ایک عالم دین، قائد ملت اور سیاسی رہنما سے محرم ہوگئی۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اپنے حبیب صاحب لولاک ﷺ کے صدقے اپنی شایان شان حضرت کو جزائے خیر عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین بجاہِ سید المرسلین)

موت اس کی ہے کرے جس پہ زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے



قائدملت۔ ایک شجر سایہ دار

از: حضرت حافظ محمد صغیر عالم حبیبی

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے

۲۲/ جمادی الثانی بمطابق ۱۰/ مارچ ۲۰۱۸ء ہفتہ کا دن ہے۔ سب کچھ معمول کے مطابق چل رہا ہے۔

رات کی سنسناہٹ اپنی طرف دھیرے۔ دھیرے بڑھ رہی ہے کہ اچانک ایک شور اٹھا اور پورا ماحول سسکیوں میں تبدیل ہو گیا۔ مانو غم واندوہ کا پہاڑ ایکبارگی ٹوٹ پڑا۔ وہ کون سا دل ہے جس میں درد اور حزن وملال نہ ہو۔ وہ کون سی آنکھیں ہیں جو اشکبار نہیں ہے۔ رات کی تاریکیوں سے نکلنے والی یہ غمناک آواز کہ ''قائدملت نہ رہے'' پورے ضلع وقرب وجوار کو بے جان کر گئی۔ دیکھتے دیکھتے ایک انسانی سیلاب امڈ پڑا، اور کیوں نہ ہو کہ وہ اپنے جاں باز مجاہد سے محروم ہو گئے تھے۔ پر خاندان کے لوگ کیا کریں۔ جنہیں یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ انکی تو دنیا ہی اجڑ چکی ہے، بھلا ایسے سانحہ سے بڑھ کر کیا ہو گا۔ اب کون ہے جو مشکل ترین گھڑیوں میں جینے کا حوصلہ دے گا۔ الجھنوں کو سلجھا کر حالات کے گہرے پاتال میں اترے گا اور دانش وحکمت کے موتی چنے گا۔ سر پر شفقت کا ہاتھ اور زبان پر عروج وارتقا کے وہ راز و نیاز اب کون بتائے گا۔ ابھی کل ہی تو دوران جمعہ جامعہ کے صحن میں ہنستا مسکراتا چہرہ سیکڑوں معتقدین کے درمیان موجود دین وسنیت کا جام پلا رہا تھا۔ آہ۔ وہ پر اسراریت جوان کی شخصیت کا خاص حسن تھا اب کہاں حاصل ہو گی۔ آہ! خاندان کا میر کارواں رخصت ہو گیا۔ وہ ایک شجر سایہ دار جس کے گھنیرے سائے ہمیں اپنی آغوش میں لیے رہتے تھے۔ وہ ایک ابر خوشگوار کہ جس کے دامن میں رقصاں قطرات ہر کشت زار پر برابر نازل ہوتے تھے۔

غم وہجر وفراق کا یہ ماہ پورا ہونے کو ہے۔ مگر تجسس آج بھی آس لگائے قائدملت کی آمد کی

آہٹ کا منتظر ہے کیوں نہ ہو کہ جب بھی خاندان یا معاشرے میں کسی کو کوئی دشواری پیش آتی حضور قائد ملت کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا۔ اپنا مدعا بیان کرتا اور کامیابی کا تاج پہن کر واپس ہوتا۔ امیٹھی، رائے بریلی اور سلطان پور کی فضا گواہ ہے کہ جب جب شہر کے حالات مکدر ہوئے سرپسند عناصر، حاسدین اور دشمنان ملک وملت نے مذموما نہ حرکات انجام دینے کی کوششیں کی حضور قائد ملت آہنی دیوار بن کر ڈٹ گئے اپنی قائدانہ صلاحیت کا عملی نمونہ پیش کر سینہ سپر ہو کر ان کے منصوبوں پر پانی پھیرتے نظر آئے۔ آپ کی قومی وملی خدمات میں اخلاص وللّٰہیت کی موج بہاراں موجود تھی۔ جو لوگوں میں یکجہتی باہمی ایثار اور اخوت، محبت کی لہر پیدا کر دیتی تھی۔

اس لیے میں کہتا ہوں کہ دنیا نے ایک باصلاحیت صاحب کردار قائد کو رخصت ہوتے دیکھا ہے۔ لیکن میں محبت و ایثار سے معمور ایک جیتی جاگتی درس گاہ علم و ادب و تربیت اپنی نگاہوں سے اوجھل پا رہا ہوں۔ جن کا اخلاق کریمانہ کا وصف درجہ اتم کو پہونچا ہوا تھا۔ آپ نہایت متواضع اور خلیق تھے۔ عزیمت واستقامت کے کوہ گراں کے ساتھ فہم فراست اور ایثار وقربانی کے پیکر جمیل تھے۔ تعلیم وترقی کے لیے رات ودن کوشاں رہنے والے قائد ملت ایسے ضلع وماحول سے وابستہ تھے جہاں تعلیم و تہذیب دور تک نہیں تھی۔ آپ خود عالم دین ہونے کے ساتھ علوم عصریہ سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔ اور اپنے معاشرے کے ہر فرد مین ذوق و شوق اور بیداری لانے کی حتی الامکان جدوجہد بھی کرتے رہتے۔ سماج اور خاندان کے ہر بچے سے بڑا جذباتی رشتہ رکھتے تھے۔ پاس بیٹھ کر تعلیم و تہذیب کی افادیت وترقی کے راز بتا کر جوش بھرتے۔ اکثر فرمایا کرتے خواب دیکھو اچھی بات ہے پر اسے پورا کرنے کے لئے جہد مسلسل کے ساتھ حوصلہ اور جان پیدا کرو تبھی کامیابی ملے گی۔ اور فرماتے وہ خواب ہی کیا جو پورا نہ کیا جا سکے۔

جامعہ تاج العلوم صمدیہ کی ایک ایک اینٹ آپ کی جاں فشانی کی شہادت دے رہی ہے۔ ان کے تعمیر کردہ اسی شاندار ادارے کے فارغین سیکڑوں، ہزاروں کی تعداد میں پورے ملک میں اسلام وسنیت کا روشن آفتاب بن کر دین متین کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ کانپور میں لے

لیں قائدملت کے بھائی، والدگرامی قاضی شہر کانپور حضرت علامہ الحاج عالم رضا صاحب قبلہ نوری کو بیالس (۴۲) سال قبل علم و حکمت کے خزانے دے کر اپنے مدرسہ سے ہی روانہ کیا تھا۔ جب قاضی شہر کانپور کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے تو قائدملت نے بے انتہا خوشی کا اظہار کیا۔

آیئے اس قائدملت کے لیے جس نے اپنی پوری زندگی صداقت شعاری اور دیانت داری کا سچا نمونہ بن کر اپنا سارا وجود، سرمایہ، توانائی، اپنی حیات کے مستعار کا ایک ایک لمحہ رضائے الٰہی کے حصول اور اسلام و سنیت کی سربلندی میں صرف کر دیا، دعا کریں ہم اہل خانہ شاگرد، مخلصین، محبین اس قائدملت کے جاری کردہ مشن اور دیکھے گئے خواب کی تکمیل کے لیے تمام تر جد و جہد کر سچے وارث بن سکیں۔

آیئے ہم عہد کریں:

(۱) شادیوں میں ناچ گانا پر پابندی کی ان کی تحریک کو آگے بڑھائیں گے۔

(۲) اپنے دینی و عصری تعلیمی ادارے خود کھولیں گے۔

(۳) قائدملت چاہتے تھے ضلع علاقہ اور قومِ مسلم میں خوب خوب ڈاکٹر، انجنیئر، پروفیسر، آئی. ایس، پی. سی. ایس، مولانا مفتی پیدا ہوں جو عالمی سطح پر علاقہ کا نام روشن کریں۔ اور دین کی خدمت کریں۔

ان شاءاللہ ہم اس جانب بھی ضرور قدم بڑھا کر قائدملت کو روحانی سکون پہونچائیں گے۔

شریک غم:

قائدملت کا ادنی سپاہی

محمد صغیر عالم حبیبی

ناظم اعلی جامعہ مہتابیہ کان پور



قائد ملت اور اصلاح امت

از: حضرت مولانا محمد اسرار مصباحی

اصلاح معاشرہ ایک ایسا فریضہ ہے جس کی ضرورت واہمیت اور افادیت ہر دور میں مسلم رہی ہے اور ہر دور میں کچھ ایسے نفوس قدسیہ رہے ہیں جنھوں نے یہ فریضہ انجام دیا ہے، انھیں میں سے حضرت قائد ملت کی ذات بھی ہے۔ قائد ملت نے جس معاشرہ اور سماج میں ہوش سنبھالا وہ تعلیم نبوی سے کوسوں دور تھا، وہ ایسا معاشرہ تھا جس کے رہن سہن، وضع قطع اور رسم ورواج سے اسلامی تعلیم کی بو بھی نہیں آتی تھی، جہالت اور گنوارپن کا دور دورہ تھا، تعلیم سے لوگوں کا دور کا بھی واسطہ نہیں تھا خواہ وہ دینی تعلیم ہو یا دنیوی تعلیم۔ پڑھے لکھے لوگ انگلیوں پر شمار کیے جاسکتے تھے، ان حالات کو دیکھ کر حضرت قائد ملت کی دینی وسماجی غیرت وحمیت نے آپ کو اصلاح معاشرہ کا فریضہ انجام دینے کی طرف راغب کیا، چناں چہ اللہ تعالی کی تایید ونصرت اور بزرگوں کی دعاؤں سے آپ نے اصلاح معاشرہ کا بیڑا اٹھایا اور تاحیات کوششیں کرتے رہے اور بڑی حد تک اللہ رب العزت نے آپ کو اپنے مشن میں کامیابی بھی عطا فرمائی۔

آپ نے اصلاح معاشرہ کے بہت سے کام انجام دیئے جن کا تفصیلی ذکر اس مختصر سی تحریر میں نہیں کیا جاسکتا، اس لیے ان میں سے کچھ اہم کاموں کا تذکرہ نذر قارئین ہے:

(۱) مدارس کا قیام:

چوں کہ کسی فرد یا معاشرہ کی اصلاح آسان نہیں۔ اس لیے حضرت قائد ملت نے اپنے زمانۂ طالب علمی میں ہی اپنے گھر کے صحن میں ایک چھوٹے سے مکتب کی بنیاد ڈالی اور تعلیم وتعلم کا آغاز کیا اور مسلسل اس کی تعمیر وترقی کی راہ میں کوشاں رہے۔ بفضلہ تعالی آج وہ مکتب

عظیم دار العلوم کی شکل میں خلق خدا کی صلاح وفلاح کا فریضہ انجام دے رہا ہے اور اس ادارے سے فارغ ہونے والے علما وحفاظ کی تعداد ہزاروں کو تجاوز کر چکی ہے، اپنی بساط اور صلاحیت کے مطابق دین وسنیت کا کام انجام دے رہے ہیں، اس کے علاوہ حضرت قائد ملت کے ایما پر پورے علاقے میں بہت سے مکاتب ومدارس کا قیام ہوا، جہاں آج بھی قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔

(۲) شادی بیاہ پر کم خرچ کرنا:

غربت ومفلسی کے اس دور میں شادی بیاہ میں دلہن کو ۱۶/ ۱۷/ زیورات دینے کا عام رواج تھا جس کی وجہ سے ایک غریب باپ کو اپنے بیٹے کی شادی کے لیے زمین بھی بیچنی پڑتی تھی اور جس کے پاس گنجائش نہ ہو اس کو بمشکل مناسب رشتہ ملتا اور اگر مل بھی جاتا تو سماج اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا، حضور قائد ملت نے لوگوں کے سر سے اس بوجھ کو ہلکا کرنے کے لیے مسلسل جدّ وجہد جاری رکھی۔ آخر کار کم سے کم زیورات پر شادیاں ہونے لگیں اور لوگوں کو اس بھاری بوجھ سے نجات ملی۔

(۳) شادی بیاہ سے ڈھول تماشا کا خاتمہ:

جہالت کی وجہ سے لوگوں میں اس قدر دوری تھی کہ چند گھنٹوں کی خرمستی اور نام ونمود کی خاطر شادی بیاہ میں ڈھول تماشا اور رنگ ناچ کی محفلوں کا عام رواج تھا اور ناجائز وحرام کاموں پر دولت خرچ کرنا قابل فخر سمجھا جاتا تھا، حالات اس قدر بگڑ چکے تھے کہ برات میں ڈھول تماشا کی شرط پہلے ہی لگا دی جاتی تھی، انکار کی صورت میں شادی سے انکار کی نوبت آجاتی تھی، جس کی وجہ سے دین دار طبقے میں بے چینی پائی جاتی تھی، لیکن لوگ سمجھنے کا نام نہیں لیتے تھے، چناں چہ حضور قائد ملت نے اس بری رسم کے خلاف بھی عملی جہاد کیا اور جگہ جگہ میٹنگیں کر کے یہ اعلان کیا کہ جس کی بارات میں ڈھول تماشہ ہوگا کوئی بھی حافظ یا عالم اس کا نکاح نہیں پڑھائے گا اور جو ایسی شادی میں نکاح پڑھا دے گا اس کا بھی بائیکاٹ کیا جائے گا۔

بحمدہ تعالیٰ چند سالوں کی مسلسل جدوجہد سے آج ۸۰ ؍فی صد اس جاہلانہ رسم کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اس کا سہرا حضرت قائد ملت کے سر جاتا ہے انھیں کاموں اور بے لوث تبلیغ دین کی وجہ سے آپ کو ''معمار قوم ملت'' اور ''قائد ملت'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آج پورا علاقہ حضرت کی رحلت کے سبب ایک زبردست خلا محسوس کر رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت حضرت قائد ملت کی ان خدمات کو قبول فرما کر آپ کی مغفرت کا ذریعہ بنائے اور قوم مسلم کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم۔



قائد ملت کا سانحۂ ارتحال دنیائے سنیت کا عظیم خسارہ

از: حضرت مولانا محمد انصار مصباحی

دنیا فنا کا گھر ہے ہر چیز سے ہمیں یہی پیغام مل رہا ہے کہ یہ منزل نہیں یہ رہ گزر ہے اس لیے دنیا سے دل لگانے سے منع فرمایا گیا۔

دنیا میں ہوں دنیا کا طلب گار نہیں ہوں
بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

بلا شبہہ اللہ عزوجل کے جو نیک اور قدسی صفات بندے ہوتے ہیں ان کا یہی حال ہوتا ہے جس کی ایک روشن مثال قائد ملت حضرت علامہ مولانا الحاج حسن رضا تاجی رضوی نور اللہ مرقدہ کی ذات بابرکات ہے جن کا سانحۂ ارتحال دنیائے سنیت کا وہ نقصان عظیم ہے کہ مستقبل قریب میں اس کی تلافی نہایت دشوار معلوم ہوتی ہے، اس صدمۂ جانکاہ نے پوری ملت اسلامیہ کے دل و دماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے، اس علاقہ کے اہل سنت کے تمام اداروں میں صف ماتم بچھ گئی اور سنیوں کا گھر ماتم کدہ بن گیا، کچھ تو شدت غم سے نڈھال ہو گئے اور کچھ رنج و غم سے بے قرار ہو کر دیوانہ وار روشن پور کی طرف دوڑ پڑے۔ حاصل یہ کہ ہر ایک پر ایسا رنج و غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا کہ گویا سب کے سب موت و حیات کی کشمکش سے بلبلا کر طرح طرح کے مذہبی خطرات و نقصانات کے اندیشے میں پڑ گئے۔ اور اس بات میں ذرا بھی شک نہیں کہ حضرت قائد ملت مولانا حسن رضا علیہ الرحمہ صدر العلماء علامہ غلام جیلانی علیہ الرحمہ میرٹھی کے علوم نافعہ و اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کے وارث و امین تھے اور آپ کی وفات سے بلا شبہ ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا جس کی تلافی نہایت دشوار ہے کہ ایک عظیم دانشور دنیا سے رخصت ہو گیا ایک مسائل دینیہ کا عالم ہم سے جدا ہو گیا، ایک تقوی و پرہیز گاری کا منارہ نور اور استقامت فی الدین کا جبل راسخ

ہمیشہ کے لیے ہماری نظروں سے اوجھل ہوگیا، خاص کر علاقے کے علماے کرام اور عوام کا مرکز ہی ختم ہوگیا، اب علاقے میں کوئی ایسا نہیں رہا جو علما و عوام اہل سنت میں آپ کے جیسا مقام رکھتا ہو۔ آپ بلاشبہ علماے اہل سنت اور عوام اہل سنت کے ماوی وملجا اور معتمد ومستند قائد ورہنما اور بافیض مربی ومحسن کی حیثیت رکھتے تھے۔

قائد ملت حضرت علامہ حسن رضا تاجی روشن پوری علیہ الرحمہ اپنی بہت سی علمی اور عملی خوبیوں میں امتیازی مقام ومرتبہ پر فائز تھے۔ وہ ایک جامع کمالات شخصیت کے مالک تھے، خالق کائنات نے آپ کو دین وشریعت کی خدمت ونگہبانی اور خلق خدا کی تعلیم وتربیت اور اصلاح وہدایت کی توفیق عطا فرمائی تھی، اور توفیق الٰہی اور بزرگوں کی روحانی توجہات کے سہارے زندگی کی آخری گھڑی تک ان خدمات کو بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔ قائد ملت نہ صرف یہ کہ خود دین وشریعت کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے بلکہ ان کا طرز عمل اور ایمانی جوش وجذبہ مذہبی وسیاسی رہنماوں کے لیے قابل تقلید تھا۔ حضور قائد ملت علیہ الرحمہ کی عظیم دینی وعلمی یادگار ''جامعہ تاج العلوم صمدیہ گاندھی نگر جائس'' آپ کے خلوص وللّٰہیت اور برادران اہل سنت کی مخلصانہ معاونت ہی کا نتیجہ ہے کہ اسے اس قدر عروج ملا اور اس وقت اس علاقے میں اپنی شاندار خدمات کی بنیاد پر تشنگان علوم دینیہ کا مرجع بنا ہوا ہے۔ حضور کی اس عظیم یادگار کو قائم رکھنا تمام اہل سنت وجماعت کا اہم دینی وملی فریضہ ہے۔ اور اس کا قیام اس وقت عمل میں آیا جب گوری گنج، جائس اور اس کے اطراف وجوانب کے علاقے انتہائی جہالت ولاعلمی کے اندھیرے میں ڈوبے ہوئے تھے، جہاں ابھی تک علم دین کی روشنی نہیں پہنچ سکی تھی اور جہاں دینی علوم کے فروغ اور مذہب اہل سنت کی ترویج واشاعت کی شدید ضرورت تھی۔ یہاں حضرت نے غریب ونادار اور مستحق طلبہ کے لیے مفت قیام وطعام کے ساتھ تعلیم کا عمدہ انتظام فرمایا۔ اس شمع علم وآگہی کو تیز کرنے کے لیے خونِ جگر کی نہیں، بلکہ مال وزر کی شدید ضرورت ہے۔ لہذا اہل خیر حضرات سے گزارش ہے

کہ وہ اس طرف خاص توجہ مبذول فرمائیں تاکہ اس چراغ علم کی روشنی اور طاقت ور انداز میں دور دور تک پہنچ سکے۔

اخیر میں دعا ہے کہ اللہ کریم حضرت قائد ملت علیہ الرحمہ کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کا روحانی فیضان ہم پر ہمیشہ سایہ فگن رکھے اور عالم انسانیت ان کے نقش قدم سے زندگی کے اجالے حاصل کرتا رہے۔ اور ان کے قائم کردہ جامعہ تاج العلوم صمدیہ کے ذریعہ ان کا فیضان علم عام و تام کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔



قائد ملت کی وفات سے پوری جماعت غم میں ڈوبی ہوئی ہے

از: حضرت حافظ عبد الخالق قادری

استاذ مدرسہ تاج العلوم صمدیہ، گاندھی نگر

حضرت قائد ملت علیہ الرحمۃ ان باہمت افراد میں سے تھے جنہوں نے آخری سانس تک دین متین کی مخلصانہ خدمات انجام دیں۔ اور اس راہ میں نہ اپنی صحت و تندرستی کی فکر کی نہ راحت و آرام کی۔

قائد ملت نے قوم مسلم کی تعمیر و ترقی اور پسماندگی کو دور کرنے اور اس خطے میں تعلیم کے ساتھ ہر سطح پر بیداری لانے کے لئے بیشمار خدمات انجام دیں، جن کے لئے وہ ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے، یہی وجہ ہے کہ آج ان کی وفات پر نہ صرف اہل خانہ بلکہ پوری جماعت غم میں ڈوبی ہوئی ہے۔

میں نے حضرت کو بہت ہی قریب سے دیکھا ہے۔ ضعیفی اور سخت علالت میں جب کہ عام طور پر لوگ چلنا پھرنا تو درکنار اٹھنے بیٹھنے کی بھی ہمت نہیں رکھتے، اس وقت بھی آپ پوری مستعدی اور کامل تندہی کے ساتھ دین حنیف کی گراں قدر خدمات انجام دیتے رہے۔ اور اخیر عمر تک مکمل پابندی کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔

عبد الخالق قادری

خادم مدرسہ تاج العلوم صمدیہ، گاندھی نگر





अखिल भारतीय कांग्रेस कमेटी

24, अकबर रोड, नई दिल्ली – 110011

राहुल गांधी
अध्यक्ष

23 मार्च 2018

श्री हसनैन रजा
ग्राम – मुर्गिहापुर मजरे कासिमपुर
ब्लॉक – बहादुरपुर
जिला – अमेठी, उत्तर प्रदेश

प्रिय श्री रजा,

आपके पिता मौलाना श्री हसन रजा जी के निधन के समाचार से मुझे बहुत कष्ट हुआ। मुझे एहसास है कि आपको और आपके परिवार को, इस पीड़ा को सहन करना कितना तकलीफ–देय होगा। दुःख के इन क्षणों में मैं आपके और आपके पूरे परिवार के प्रति हार्दिक संवेदना व्यक्त करता हूँ।

भवदीय,

राहुल गांधी

राहुल गांधी

12, तुगलक लेन, नई दिल्ली – 110011 दूरभाष : +91–11–23795161, +91–11–23795500

باب ششم



منظوم خراج عقیدت

دل و نظر میں رہیں گے وہ روشنی بن کر

از: حضرت مولانا محمد سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی
مسقط، عمان

ہنر کے بحرِ رواں ہیں حسن رضا تاجیؔ
جمالِ حق کے نشاں ہیں حسن رضا تاجیؔ

سدا، تلاوت و ذکر و درود میں مشغول
نقیبِ باغِ جناں ہیں حسن رضا تاجیؔ

جیے محافظِ ناموسِ مصطفی بن کر
عدو پہ برقِ تپاں ہیں حسن رضا تاجیؔ

تجلی آج بھی قائم ہے ان کے تقوی کی
ہمیشہ نور فشاں ہیں حسن رضا تاجیؔ

سدا یہ مدرسہ تاج العلوم چمکے گا
کہ اس کے روحِ رواں ہیں حسن رضا تاجیؔ

کسی ہوا سے بجھے گا نہ یہ چراغِ علوم
کہ اس کے فیض رساں ہیں حسن رضا تاجیؔ

چمک اٹھی ہے یہ خاکِ دیارِ قاسم پور
کہ اس پہ نور فشاں ہیں حسن رضا تاجیؔ

دل و نظر میں رہیں گے وہ روشنی بن کر
کہ مثلِ شمس، عیاں ہیں حسن رضا تاجیؔ

نہ بھول پائیں گے احسان، ہم کبھی ان کے
دلوں میں جلوہ کناں ہیں حسن رضا تاجیؔ

فریدیؔ تو بھی جھکادے یہاں پہ سر اپنا
کہ اک ولیِّ زماں ہیں حسن رضا تاجیؔ



اک غم گسار قوم کا رہبر چلا گیا

از: محمد قاسم شمسی
نمائندہ روزنامہ انقلاب، دہلی

اہل سنن کو ناز تھا جس پر چلا گیا
یعنی کہ حق شناس قلندر چلا گیا

ملت پہ جس نے اپنی خوشی تک نثار کی
وہ آج دے کے غم کا سمندر چلا گیا

ہے ڈر کہ مٹ نہ جائے کہیں حسنِ گلستاں
گلشن سے ایک اور گلِ تر چلا گیا

وہ معاشرے کی زلفِ پریشاں سنوار کر
شیریں مقال داعی سخن ور چلا گیا

دارِ بقا جو کوچ کیے حضرتِ حسن
ہر غم شناس سینے میں خنجر چلا گیا

نعم البدل تو اس کا عطا کر مرے خدا
اک غم گسارِ قوم کا رہبر چلا گیا

مہلک مرض سے قوم کو اپنی نکال کر
آغوش میں زمیں کی سمندر چلا گیا

آواز دے رہی ہیں یہ خاموشیاں ہمیں
محشر میں کل ملیں گے یہ کہہ کر چلا گیا

سب کو تھا وہ عزیز کہ عمرِ عزیز کی
جو دیکھ کر ''بہاریں بہتر'' چلا گیا

تاج العلوم جیسا دیا بوستانِ علم
اذہان کو جو کرتا معطر چلا گیا

اس کو مٹا نہ پائے گا قاسمؔ کبھی کوئی
وہ جو کتابِ زیست میں لکھ کر چلا گیا



قائد ملت، قاطع بدعت

از: حضرت قاری محمد معراج الحسن خاں قادری اشرفی جائسی

قائدِ ملت قاطعِ بدعت محسن اہل سنت حضرت حسن رضا
حضرت حسن رضا تاجی کا رتبہ نرالا
بابا عبد الصمد بھیکی پوری نے کیا بالا

شان وشوکت عزت وعظمت پاکے ہوئے بابرکت حضرت حسن رضا
"جنگل میں منگل" کا محاورہ سنتے تھے اکثر
آج یہاں دیکھا تاج العلوم میں آکر

تاجی رنگت دیکھ کر تربت بولے اہل محبت حضرت حسن رضا
عاشق غوث وخواجہ، نائب شاہ پیمبر
خُلقِ نبی کے پیکر، قوم کے ہادی ورہبر

کر کے حرکت پاگئے برکت ہوئے مکینِ جنت حضرت حسن رضا
تاج العلوم کو علم کا دریا بنا کر
اہل علاقہ کو دین کا جام پلا کر

ہوگئے رخصت باعث رحمت   منبعِ علم و حکمت حضرت حسن رضا

دینی حرکت باعثِ رحمت وراحت

دیکھیے کتنے چین سے لیٹے ہیں حضرت

جیسی محنت ویسی نصرت   رہبرِ راہِ ریاضت حضرت حسن رضا

جیسا سنا کرتے معراؔج ویسا ہی ہم پاتے

جب جب علامہ حسن رضا سے ملنے ہم آتے

اُنس والفت اور مُروّت   آپ کی پیاری عادت حضرت حسن رضا



باب ہفتم



اخباری تراشے

حضرت قائد ملت علیہ الرحمہ کے انتقال پُر ملال پر مختلف اخبارات ورسائل میں ان کی رحلت کی خبریں، تعزیتی جلسوں کی رپورٹیں اور تعزیتی پیغامات شائع ہوئے جن کے تراشے ذیل میں پیش کیے جارہے ہیں:

علامہ حسن رضا تاجی کے مزار پر راہل گاندھی کی حاضری

جائس رامیٹھی (انقلاب نیوز): حضرت قائد ملت علامہ حسن رضا تاجی رضوی بانی مدرسہ تاج العلوم صمدیہ گاندھی نگر جائس امیٹھی کے مزار پر آل انڈیا کانگریس پارٹی کے صدر راہل گاندھی نے گل پوشی اور چادر پوشی کی اور قائد ملت کے لواحقین سے ملاقات کر اظہار تعزیت کیا۔ واضح ہو کہ گزشتہ مہینہ ۱۰ مارچ کو قائد ملت علامہ حسن رضا تاجی رضوی علیہ الرحمہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ مولانا حسن رضا صاحب بلاشبہ اپنی قوم کے قائد تھے انہوں نے اپنی پوری زندگی قوم وملت کے لئے وقف فرمادی تھی ساتھ ہی ساتھ وہ کانگریس پارٹی کے ایک ذمہ دار رکن تھے پوری کانگریس پارٹی اور گاندھی پریوار مولانا کے انتقال پر راہل خاندان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا کو اس وقت سے جانتا ہوں جب امیٹھی میں اپنے والد آنجہانی وزیر اعظم راجیو گاندھی جی کے ساتھ آیا کرتا تھا میرے والد راجیو گاندھی جی مولانا کا بے حد سمان کرتے تھے۔ پارٹی کے لئے مولانا کے جدوجہد کو دیکھتے ہوئے ۲۰۱۳ میں میری والدہ سونیا گاندھی جی نے آپ کو آل انڈیا جج کمیٹی کا ممبر نامزد کیا تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ مولانا کا قائم کردہ ادارہ تاج العلوم صمدیہ قوم وملت کی دینی سماجی اور سیاسی رہنمائی پہلے بھی کرتا آیا ہے اور امید ہے کہ آئندہ بھی قوم وملت کی صحیح رہنمائی کرتا رہے گا۔ اس موقع پر مدرسہ کے پرنسپل اور قائد ملت کے صاحبزادے مولانا حسنین رضا، حسین رضا، نعمان رضا، عثمان رضا، احمد رضا اور کانگریس ایم ایل سی دیپک سنگھ، گوری گنج کے سابق امیدوار محمد نعیم، چندر کانت دبے، ندیم اشرف جائسی، توقیر رضا شیبو، تحسین رضا حافظ امین، حافظ حمید اللہ، ریحان رضا، مولانا شکیل اعظمی، حافظ اسرائیل امجدی، محمد مستقیم اور قاری اقبال وغیرہ موجود تھے۔



علامہ حسن رضا تاجی کے مزار پر چادر چڑھاتے ہوئے راہل گاندھی

مولانا حسن رضا کی یاد میں تعزیتی جلسہ

رائے بریلی (ایس این بی)

شہر کے چھوٹا گھوسیانہ محلّہ میں حافظ محمد مبین ضلع صدر آل انڈیا علماء مشائخ بورڈ کی صدارت اور محمد اعظم خاں کی قیادت میں مولانا حسن رضا کے سانحہ ارتحال کے موقع پر تعزیتی محفل منعقد ہوئی۔ جس کا آغاز مولانا عامر رضا کی تلاوت قرآن سے ہوا۔ نظامت اسرائیل امجدی نے کی۔ بعدہٗ حافظ محمد مبین نے کہا کہ مولانا حسن رضا کی نابغۂ روزگار ہستی محتاج تعارف نہیں ہے۔ اس لئے کہ تعارف کا محتاج وہ ہوتا ہے جس کا کوئی کارنامہ نہ ہو جبکہ آپ سراپا کارنامہ تھے۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ امت مسلمہ کی اصلاح وفلاح کے لئے وقف تھا۔ انھوں نے کہا کہ موت وہ ہے جس پر زمانہ کرے افسوس۔ آپ کے جانے سے جماعت اہل سنت میں جو خلا پیدا ہے اس کا پر ہونا مشکل نظر آرہا ہے۔ مولانا عامر رضا نے کہا کہ مولانا حسن رضا جہاں ایک عالم دین تھے وہیں ایک عظیم قائد و رہنما بھی تھے۔ تبلیغ دین کا جذبہ آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ مولانا نے کہا کہ آپ نہایت ہی مشفق تھے۔ آپ کی خلوت وجلوت دیکھنے کے بعد اسلاف کی یادیں تازہ ہوجاتی ہیں۔ آپ نے دینی ودنیوی تعلیم کے لئے تاج العلوم صمدیہ قائم کیا جہاں ہزاروں تشنگان علوم نبویہ اپنی پیاس بجھارہے ہیں۔ اس موقع پر خاص طور سے ماسٹر شبیر احمد، عظیم احمد خان، محمد احسن خاں، آفاق علی فاروقی، اسرار احمد، حاجی عثمان خاں، فیصل قادری، راجا گھوسی، غیاث احمد وغیرہ موجود رہے۔

دینی علوم کے فروغ میں قائد ملت علامہ حسن رضا تاجی کا جو کردار قابل تقلید

قائد ملت علامہ حسن رضا تاجی کے فاتحہ چہلم کے موقع پر گاندھی نگر جائس میں قائد ملت کانفرنس کا انعقاد، ہزاروں فرزندان توحید نے کی شرکت



قائد ملت کانفرنس میں علمائے کرام

محمد قاسم شمسی

جائس رامیٹھی: عظیم فکر قائد ملت حضرت علامہ حسن رضا تاجی علیہ الرحمہ کے فاتحہ چہلم کے موقع پر ان کے قائم کردہ ادارہ مدرسہ تاج العلوم صمدیہ گاندھی نگر جائس میں جلسہ قائد ملت کا انعقاد کیا گیا جس میں ملک کے مقتدر علمائے کرام وشعرائے عظام شرکت فرما کر خراج عقیدت پیش کیا۔ بعد نماز فجر قرآن خوانی و فاتحہ خوانی کا اہتمام ہوا۔ بعدازں جلسہ قائد ملت کا آغاز قاری محمد رضوان نے تلاوت کلام اللہ سے کیا۔ منظوم نذرانہ ڈاکٹر حمایت جائسی، حافظ جان محمد، غلام اشرف جائسی، قاری معراج خان جائسی نے پیش کیا۔ اس موقع پر مولانا سید قسیم اشرف حسن میاں اشرفی جائسی نے کہا کہ علامہ حسن رضا نے دینی تعلیم سے علاقے کو منور کرنے کے لئے اپنا خون جگر تک لگا دیا ہمیں چاہئے کہ ان کے قائم کردہ ادارہ مدرسہ تاج العلوم صمدیہ کی ترقی میں ہر سطح پر معاونت کریں یہی سچا خراج عقیدت ہوگا۔ مولانا عابد رضا مصباحی نے کہا کہ دینی علوم کے فروغ اور مذہب اہل سنت کی ترویج واشاعت میں قائد ملت علامہ حسن رضا تاجی کا جو کردار رہا ہے وہ سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم قائد ملت نے ایسے دور میں آنکھیں کھولیں جب پورا معاشرہ تعلیم اور دینی امور سے بالکل محروم تھا اور ہر طرف جہالت کے اندھیرے قبضہ جمائے ہوئے تھے ایسے پرآشوب دور میں آپ نے اپنے علمی شعور اور اصلاحی انداز فکر سے عوام الناس کے اندر وہ جوت جگائی کہ علم دین کی بستیاں آباد ہونے لگیں اور جہالت کے اندھیرے چھٹ گئے ہر طرف علم کی فضائیں مشکبار ہوگئیں۔ دہلی سے تشریف لائے مولانا مقبول احمد سالک مصباحی نے اپنے خصوصی خطاب میں کہا کہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی میں بھی شریعت اسلامی کی سچی تصویر ہوتے ہیں اور بعد از مرگ بھی ان کی تعلیمات اور علم وعمل کے میدان میں انجام دئے کارہائے نمایاں انہیں ہمیشہ ہمیش کے لئے لوگوں کے دلوں میں زندہ وتابندہ رکھتے ہیں ایسی ہی شخصیت کے مالک علامہ حسن رضا تاجی تھے جن کی پوری زندگی عشق رسول سے تعبیر تھی۔ انہوں نے کہا کہ علامہ نے مدرسہ کا قیام کر کے ایک ایسے علاقے کو علم کی ضوبخشی جو زمانے سے اندھیروں کی تصویر تھا۔ مولانا شکیل احمد اعظمی نے کہا کہ دنیا کی ہر چیز فانی ہے مگر کچھ ایسی محبوب شخصیتیں ہوتی ہیں جن کے جانے کا غم رہتی دنیا تک باقی رہتا ہے انہیں میں سے ہماری اور آپ کے محبوب قائد علامہ حسن رضا تاجی " تھے جن کی شخصیت گونا گوں اوصاف کی حامل تھی۔ قاضی شہر کانپور مولانا محمد عالم رضا نوری نے کہ علامہ موصوف کو رب تعالیٰ نے فکر و تدبر سے سرفراز فرمایا تھا اور ایسی سنگلاخ علاقے کی ذمہ داری سونپی کہ جو اپنی بے دینی کے سبب نہایت ابتر حالات سے دوچار تھی۔ تمام مشکلات اور ناسازگار حالات کی پرواہ کئے بغیر آپ آگے بڑھتے رہے اور پورے علاقے کو علم کی روشنی سے منور کردیا۔ ان کے علاوہ صوفی ضامن علی اور مولانا اسرار احمد مصباحی نے آپ کے ذریعے کرائے گئے کارناموں پر روشنی ڈالی اور ان کے تعلیمی مشن کو عام کرنے پر زور دیا۔ قائد اجلاس مولانا حسنین رضا نے تمام مہمانان و شرکا کا شکریہ ادا کیا اور والد محترم کی تعلیمی خدمات کو آگے بڑھانے کا عزم کیا۔ اجلاس کی صدارت مولانا ظفر الحسن تاجی اور نظامت نظامت قاری خورشید عالم اور مولانا فیروز نے مشترکہ طور پر انجام دی۔ مولانا سید معراج اشرف جائسی نے مرحوم کی بلندی درجات کے لئے دعا کرائی۔ اہم شرکا میں حافظ حمید اللہ، حافظ محمد امین، مولانا نور الحسن نوری، مولانا ابوبکر نعیمی، مولانا محمود جائسی مصباحی، مولانا عالم رضا اشرفی، قاری عبدالحئی، مولانا علیم الدین، حافظ اسرائیل امجدی، حافظ انیس احمد، قاری جمیل احمد اشرفی، مولانا مرتضی مصباحی، حافظ جمیل احمد قادری، حافظ محمد عمر، حافظ طاہر حسین، مولانا محمد ہاشم مصباحی، مولانا انور مصباحی ، مولانا انصار مصباحی، مولانا آس محمد، مولانا اسرار مصباحی، مولانا عامر رائے بریلوی، مولانا رئیس پرتاپ گڑھی ، عالم قریشی اور مولانا مہدی حسن مصباحی کے نام قابل ذکر ہیں۔ کانفرنس میں قرب وجوار کے ہزاروں فرزندان توحید شریک رہے۔

مولانا حسن رضا کے کارناموں کو فراموش نہیں کیا جاسکتا

دارلعلوم گلشن مدینہ میں تعزیتی اجلاس میں علمائے کرام کا خطاب

رائے بریلی (ایس این بی) مدرسہ تاج العلوم صمدیہ گاندھی نگر جائس کے بانی و مہتمم وعلامہ سبحان رضا خان (سبحانی میاں) کے خلیفہ مولانا حسن رضا تاجی کے سانحہ ارتحال پر دینی وعوامی حلقوں میں رنج وغم کی لہر دوڑ گئی جن کے ایصال ثواب کے لئے تعزیتی محافل ومجالس کا سلسلہ جاری ہے۔ آزاد نگر رائے بریلی میں واقع دارلعلوم گلشن مدینہ میں تعزیتی اجلاس کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی صدارت مولانا عامر رضا اور قیادت قاری معراج نے کی، جبکہ آغاز قاری شہزاد کی تلاوت قرآن اور کامل رائے بریلوی وحافظ محمد الیاس کے نعتیہ کلام سے ہوا۔ اس موقع پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے مولانا ساجد علی حبیبی نے کہا کہ مولانا حسن رضا تاجی صرف ایک عالم دین ہی نہیں بلکہ ایک عظیم مصلح قوم بھی تھے جنہوں نے اخیر وقت تک معاشرے میں پھیلی بیماری کو دور کرنے کی سعی پیہم کرتے رہے جس میں وہ حتی الامکان کامیاب بھی رہے۔ مولانا ناصر حسین استاذ ادارۂ شرعیہ اتر پردیش نے کہا کہ مولانا حسن رضا تقویٰ و پرہیز گاری، اپنوں اور بیگانوں کے ساتھ بہتر رواداری، دن کے اجالوں میں بندگان خدا کے ساتھ ہمدردی اور رات کی تاریکیوں میں رضائے الٰہی کے لئے شب بیداری کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور اسی شب بیداری اور وسعت ذہنی کا نتیجہ تھا جو قوم کے نونہالوں کے لئے علم و حکمت کا ایسا قلعہ بنایا جہاں سے اب تک ہزاروں کی تعداد میں تشنگان علوم نبویہ اپنی پیاس بجھا کر ملک کے طول وعرض میں دین متین کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ محمد اسرائیل امجدی نے کہا کہ مولانا حسن رضا نے مدرسہ تاج العلوم صمدیہ کی شکل میں ملت اسلامیہ کو جو سرمایہ دے کر گئے ہیں اسے رہتی دنیا تک بھلایا نہیں جاسکتا۔

قاضی شہر مولانا عالم رضا خاں نوری کو صدمہ، بھائی کا انتقال



امیٹھی: جنازے میں شرکت کرتے ہوئے لوگ۔

کانپور (اسٹاف رپورٹر) قاضی شہر مولانا محمد عالم رضا خاں نوری کے ماموں زاد بڑے بھائی اور مشہور عالم دین مولانا حسن رضا تاجی نے اتوار کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ موصوف کے انتقال کی خبر سے شہر کی علمی، ادبی فضا سوگوار ہوگئی اور قاضی شہر اہل خانہ کے ہمراہ آبائی وطن امیٹھی پہنچے۔ جہاں اتوار کی شب ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں تدفین عمل میں آئی۔ مولانا حسن رضا تاجی رائے بریلی، امیٹھی سمیت قرب وجوار کی مشہور بزرگ دینی، علمی وسماجی شخصیت کے حامل تھی۔ مرحوم کے جنازہ میں بڑی تعداد میں علماء، ائمہ کیساتھ عامۃ المسلمین نے شرکت کیا۔ دوشنبہ کو کانپور کے مختلف مدارس ومکاتب میں مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے قرآن خوانی وتعزیتی میٹنگ کا اہتمام کیا گیا۔ غیر تدریسی ملازمین ایسوسی ایشن مدارس عربیہ اتر پردیش کے زیر اہتمام جنرل سکریٹری خورشید عالم کی صدارت میں منعقدہ تعزیتی میٹنگ میں مولانا حسن رضا تاجی کی حیات و خدمات کو یاد کر مغفرت، بلندی درجات اور پسماندگان کیلئے صبر جمیل کی دعاء کی گئی۔ حاجی خورشید عالم نے کہا کہ قاضی شہر کانپور ونائب صدر آل انڈیا ٹیچرس ایسوسی ایشن مدارس عربیہ کے بڑے بھائی ومشہور عالم دین نے رحلت ملت کا بڑا نقصان ہے۔ لیکن موت ایک مسلم حقیقت ہے جو ہر ایک کو آنی ہے۔ پسماندگان وممنون قوم کی طرف سے ان کے حق میں دعاء اور ایصال ثواب سچی محبت وعقیدت کا تقاضہ ہے۔ حاجی خورشید عالم نے بتایا کہ مولانا حسن رضا تاجی کے انتقال کی تعزیت میں ۱۳ مارچ بروز منگل کو قومی دانشگاہ گرلس اسکول قلی بازار میں ہونیوالی تقریب کو منسوخ کیا جاتا ہے۔ پروگرام کی اگلی تاریخ کا اعلان ان شاء اللہ بعد میں کیا جائے گا۔

عرس قائد ملت اور مدرسہ تاج العلوم کا ۳۷ واں جلسہ دستار بندی ۱۰ مارچ کو

خصوصی خطاب مولانا عبید اللہ خان اعظمی سابق ممبر آف پارلیمنٹ پیش کریں گے

امیٹھی گاندھی نگر (نامہ نگار) مدرسہ تاج العلوم صمدیہ گاندھی نگر اور عرس قائد ملت ۱۰ مارچ کو منعقد ہوگا۔ بعد نماز ظہر قرآنی بعد نماز عصر آغاز جلسہ بعد نماز مغرب علماء کرام کا خطاب ہوگا اور ۱۰:۳۰ خصوصی خطاب ہوگا۔ جلسہ کی سرپرستی مولانا سید قسیم اشرف حسن جیلانی جائسی مہتمم دار العلوم جائس صدارت مولانا عالم رضا قاضی شہر کانپور اور جس کی قیادت مولانا نفیس احمد مصباحی شیخ الادب الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ سیادت مولانا سید معراج اشرف اشرفی الجیلانی حمایت مولانا ظفر الحسن تاجی صمدی سجادہ آستانہ صمدیہ بھیکی پور اس موقع پر خصوصی خطاب مولانا عبید اللہ خان اعظمی سابق ممبر آف پارلیمنٹ، مفتی محمد نظام الدین صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کا ہوگا۔ اسی موقع پر قاری خورشید احمد نظامی، حافظ جان محمد میکلی پوری، حافظ رائے بریلوی، قاری اخلاق فیض آبادی، محبوب علی گووا، مولانا عبید رضا سنگھ پوری، حافظ محمد عمر اشرفی، حافظ محمد ایوب مسعودی، قاری خورشید احمد اشرفی دار العلوم جائس، نعت نبی کا خراج تحسین پیش کریں گے۔ اس کے علاوہ دیگر علماء کرام شعراء کرام نعت نبی کا نذرانہ پیش کریں۔ پروگرام کی اطلاع قاری الحاج حسنین رضا نے دی۔

قاضی شہر مولانا محمد عالم رضا خاں کو صدمہ

کانپور، (پریس ریلیز)

مولانا محمد عالم رضا خاں قاضی شہر نائب صدر آل انڈیا ٹیچرس ایسوسی ایشن مدارس عربیہ کے بڑے بھائی مولانا حسن رضا تاجی کا کل انتقال ہوگیا ہے۔ ان کی تدفین ان کے آبائی وطن میں کی گئی۔ مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے تمام مدارس میں قرآن خوانی کا اہتمام کرکے ان کی مغفرت کے لیے دعائیں کی گئیں۔ مولانا حسن رضا تاجی کا انتقال ہوجانے سے 13 مارچ بروز منگل قومی دانشگاہ گرلس اسکول قلی بازار میں ہونے والی تقریب کو منسوخ کردیا گیا ہے۔ مرحوم کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

مولانا حسن رضا کے مصلحانہ اور قائدانہ کارناموں کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا

مولانا حسن رضا کے سانحہ ارتحال پر مرکز اہل سنت مدرسہ دارالعلوم حبیبیہ گلشن رضا، دارلعلوم گلشن مدینہ میں تعزیتی جلسہ سے علمائے کرام کا خطاب

> علامہ سید محمد احمد اشرفی جیلانی جائسی نے کہا کہ مولانا حسن رضا کے انتقال پر ملال پر پورے علاقہ میں غم کا ماحول ہے اور آپ ایک قدیم مایہ ناز دینی سماجی ملی دردمند استاد تھے، جن کے ہزاروں میں شاگرد ہیں۔ ان کے انتقال سے مجھے بے حد افسوس وملال ہے۔ اور آپ میرے مدرسہ وعلاقہ کے دیرینہ ساتھی رہے۔ مولانا اصغر علی برکاتی نے کہا کہ ان کی پوری زندگی قرآن وحدیث کی روشنی میں گزری ہے۔ اور وہ ہم سب کے سرپرست تھے۔

رائے بریلی (پریس نوٹ): مدرسہ تاج العلوم صمدیہ، گاندھی نگر کے بانی و مہتمم مولانا حسن رضا کا حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے دارالعلوم میں ہی انتقال ہوگیا۔ آپ کی تدفین دارلعلوم ہی کے وسیع صحن میں بعد نماز عصر ہوئی اور نماز جنازہ مولانا سید قسیم اشرف المعروف حسن میاں مہتمم ادارہ احمدیہ اشرفیہ جائس نے پڑھائی۔ مولانا موصوف کے انتقال کی خبر جیسے مرکز اہل سنت دار العلوم حبیبیہ گلشن رضا ،جگپال تال میں آئی پورا مدرسہ سوگوار اور غم واندوہ میں ڈوب گیا۔ اور ناظم اعلیٰ حافظ انیس احمد قریشی نے آل رسول علامہ سید محمد احمد اشرفی جیلانی جائسی کے ساتھ کئی اسٹاف واساتذہ کو جنازہ میں شرکت کے لئے بھیجا جبکہ آپ رائے بریلی میں موجود نہیں تھے۔ بعد نماز فجر دارالعلوم میں قرآن خوانی اور تعزیتی جلسے کا اہتمام کیا گیا۔ جسمیں تمام اساتذہ وطلبہ نے شرکت کی اور مرحوم کو ایصال ثواب کیا گیا۔ ناظم اعلیٰ حافظ انیس احمد قریشی نے بتایا کہ مولانا موصوف فراغت کے بعد سے تاج العلوم کی بنیاد رکھی اور آپ کی محنت ولگن سے مدرسہ ایک بڑی عمارت میں تبدیل ہوگیا جہاں سیکڑوں بچے دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم بھی حاصل کرتے ہیں۔ علامہ سید محمد احمد اشرفی جیلانی جائسی نے کہا کہ مولانا حسن رضا کے انتقال پر ملال پر پورے علاقہ میں غم کا ماحول ہے اور آپ ایک قدیم مایہ ناز دینی سماجی ملی درد مند استاد تھے، جن کے ہزاروں میں شاگرد ہیں۔ ان کے انتقال سے مجھے بے حد افسوس وملال ہے۔ اور آپ میرے مدرسہ وعلاقہ کے دیرینہ ساتھی رہے مولانا اصغر علی برکاتی نے کہا کہ ان کی پوری زندگی قرآن وحدیث کی روشنی میں گزری ہے۔ اور وہ ہم سب کے سرپرست تھے ان کے جیسا دینی کارنامہ علاقہ میں آج کی تاریخ میں نہیں ہے۔ مفتی محمود اختر مصباحی اور مولانا تصور علی مصباحی نے بھی رنج وغم کا اظہار کیا۔

رائے بریلی (پریس ریلیز): مدرسہ تاج العلوم صمدیہ گاندھی نگر جائس کے بانی ومہتمم وعلامہ سبحان رضا خان (سبحانی میاں) کے خلیفہ مولانا حسن رضا رضوی کے سانحہ ارتحال پر دینی وعوامی حلقوں میں رنج وغم کی لہر دوڑ گئی جن کے ایصال ثواب کے لئے تعزیتی محافل ومجالس کا سلسلہ جاری ہے۔ آزاد نگر رائے بریلی میں واقع دارلعلوم گلشن مدینہ میں تعزیتی اجلاس کا انعقاد کیا گیا جس کی صدارت مولانا عامر رضا اور قیادت قاری معراج نے کی جبکہ آغاز قاری شہزاد کی تلاوت قرآن اور کامل رائے بریلوی وحافظ محمد الیاس کے نعتیہ کلام سے ہوا۔ اس موقع پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے مولانا ساجد علی حبیبی نے کہا کہ مولانا حسن رضا رضوی صرف ایک عالم دین ہی نہیں بلکہ ایک عظیم مصلح قوم بھی تھے جنہوں نے اخیر وقت تک معاشرے میں پھیلی بیماری کو دور کرنے کی سعی پیہم کرتے رہے جس میں وہ حتی الامکان کامیاب بھی رہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کے انتقال سے نہ صرف ایک طبقہ سوگوار ہے بلکہ پوری ملت اسلامیہ میں غم واندوہ کا ماحول برپا ہے کیوں کہ ان کے اخلاق نے عوام وخواص میں جو اثرات مرتب کئے ہیں وہ ناقابل فراموش ہے۔ مولانا ناصر حسین نے کہا کہ مولانا حسن رضا تقویٰ وپرہیزگاری، اپنوں اور بیگانوں کے ساتھ بہتر رواداری ،دن کے اجالوں میں بندگان خدا کے ساتھ ہمدردی اور رات کی تاریکیوں میں رضائے الٰہی کے لئے شب بیداری کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور اسی شب بیداری اور وسعت ذہنی کا نتیجہ تھا جو قوم کے نونہالوں کے لئے علم وحکمت کا ایسا قلعہ بنایا جہاں سے اب تک ہزاروں کی تعداد میں تشنگان علوم نبویہ اپنی پیاس بجھا کر ملک کے طول وعرض میں دین متین کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یقیناً ان کے انتقال سے جو خلا واقع ہوا ہے اس کا پر ہونا ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور نظر آرہا ہے۔ اللہ تعالی ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ حافظ محمد اسرائیل امجدی نے کہا کہ مولانا حسن رضا نے مدرسہ تاج العلوم صمدیہ کی شکل میں ملت اسلامیہ کو جو سرمایہ دے کر گئے ہیں اسے رہتی دنیا تک بھلایا نہیں جاسکتا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا حسن رضا نے ایسے دور میں معاشرے کی زلف پریشاں کو سنوارنے کا کام کیا جب معاشرہ مختلف غیر شرعی رسومات سے جوجھ رہا تھا۔ شادی کے موقع پر خرافات کا عام چلن تھا اور پردے کا رواج نہ کے برابر تھا مگر آپ کی کوششوں سے نہ صرف مذکورہ مہلک امراض کا سد باب ہوا بلکہ نوجوان نسل کے اندر اسلامی تعلیمات کے تئیں بیداری بھی آئی۔ قبل ازیں ادارے میں قرآن خوانی کا اہتمام بھی کیا گیا۔

चेहल्लुम आज

जागरण संववादाता, गौरीगंज : मदरसा ताजुलउलूम समदिया गांधीनगर में शनिवार को महशूर रहनुमा काएदे मिल्लत हजरत अल्लामा हसन रजा साहब ताजी का चेहल्लुम का आयोजन किया गया है। कार्यक्रम में मुल्क व सूबे के नामवर मशाएश्व व उलमा शामिल होंगे। यह जानकारी मदरसा के प्राचार्य हसनैन रज़ा ताजी ने दी। उन्होंने बताया कि कार्यक्रम सुबह 11 से चार बजे तक चलेगा।

चढ़ाई चादर, व्यक्त की संवेदना

जायस के गांधी नगर स्थित मदरसा ताजुल उलूम में राहुल गांधी ने पहुंचकर मौलाना हसन रजा के निधन पर उनके परिजनों से मुलाकात कर उन्हें ढांढस बंधाया। राहुल ने मदरसे में बनी मजार पर चादर चढ़ाई। इसके बाद हाथ जोड़कर नमन कर वे गौरीगंज के लिए रवाना हुए।